مصائب الشہدا
کنز المعرفت
مصائب الشہداء

نحن نقص علیک احسن القصص

الحمد للہ المنعام کہ دریں ایام فرخندہ فرجام عمدہ تواریخ اسلام ماخذ اعلام حقیقت [illegible] انبیاء کرام و [illegible] عموماً کالانعام
شستن حالات برکت آیات حضرت خیر الانام و دوازدہ امام علیہم [illegible] افضل التحیۃ والسلام [illegible] الاحوال [illegible] موسوم و [illegible]

کنز المعرفۃ

سنہ ۱۳۰۸ ہجری

از رشحات اقلام فیض التیام زبدۃ العلماء العظام اسوۃ الحکماء الفخام افضل المورخین اکمل المتتبعین جناب حکیم محمد مجید علیخان صاحب
ڈپٹی کلکٹر ظلہ العالی باہتمام تمام و تصحیح تام اعلم العلماء افضل الفضلا مولانا السید احمد حسین لازالت شموس افاداتہ بازغۃ

در مطبع نامی شوکت جعفری گولہ گنج لکھنو حلیہ طبع پوشید

۵۷	کنانہ	۵	امام محمد باقر
۵۸	النضر	۶	امام جعفر صادق
۵۹	مالک	۷	امام موسیٰ کاظم
۶۰	فہر	۸	امام علی موسیٰ رضا
۶۱	غالب	۹	امام محمد تقی
۶۲	لوی	۱۰	امام علی نقی
۶۳	کعب	۱۱	امام حسن عسکری
۶۴	مرہ	۱۲	امام محمد مہدی قائم المنتظر
۶۵	کلاب		
۶۶	قصی		
۶۷	عبد مناف		
۶۸	ہاشم		
۶۹	عبد المطلب		
۷۰	عبد اللہ		
۷۱	محمد رسول اللہ صلعم		ابو طالب
۷۲	فاطمہ زہرا	۱	علی مرتضیٰ

۲ امام حسن — امام حسین ۳

۴ امام زین العابدین

شجرہ نسب آنحضرت صلعم

نمبر	نام	نمبر	نام	نمبر	نام
۱	انبیا ابراہیم	۲۲	الرعا	۴۳	حمل
۲	اسمعیل	۲۳	عبید	۴۴	نابت
۳	قیدار	۲۴	عنقت	۴۵	سلامان دویم
۴	عوام	۲۵	عبسقی	۴۶	الہمیسع دوم
۵	عوص اول	۲۶	ماحی	۴۷	الیسع
۶	مُر	۲۷	ناحور	۴۸	ادد دوم
۷	سمائے	۲۸	فاجم	۴۹	اد
۸	رزاخ	۲۹	بلکالح	۵۰	عدنان دوم
۹	ناجب	۳۰	بدلان	۵۱	معد ثانی
۱۰	معصر	۳۱	یلدرام	۵۲	نزار
۱۱	ایہام	۳۲	حرا	۵۳	مضر
۱۲	افتاد	۳۳	ناسل	۵۴	الیاس
۱۳	عیسے	۳۴	ابی العوام	۵۵	مدرکہ
۱۴	حسان	۳۵	تسبادیل		
۱۵	عنقا	۳۶	ابرو		
۱۶	ارعوا	۳۷	عوص دویم		
۱۷	البخی	۳۸	سلامان اول		
۱۸	بحرے	۳۹	الہمیسع اول		
۱۹	ہرے	۴۰	ادد اول		
		۴۱	عدنان اول		

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی سیما خاتم النبیین محمد المصطفی
ووصیہ علی المرتضی وسائر الائمۃ الھدی اما بعد پوشیدہ نرہے
کہ فرق اسلامیہ مین فرقہ شیعہ گو عدد کی راہ سے قلیل ہے مگر سند کی راہ سے جلیل ہے اور یہہ
لوگ ہر چند شمار مین کم ہین لیکن وقار مین اور فرقون کے ہمدم بلکہ اونسے بیش قدم ہین اس مذہب
کے حضرات ہمیشہ فضل وکمال مین معروف ومشہور اور مقابلہ اور مناظرہ مین غالب ومنصور رہے ہین اور
اپنے کمالات نفسانیہ سے ہر وقت مین معزز ومکرم اور لیاقت ذاتیہ سے ممتاز اور محترم رہے ہین مگر
نہایت افسوس کا مقام ہے کہ اب اس ملک مین اسی مذہب کے لوگون کو تحصیل علوم کے طرف نہ پہلی سی رغبت
نہ پہلا سا اہتمام ہے اسکے علاوہ اکتساب فنون انگریزی جو بمقتضاے وقت ضروری ہے کچھ اسمین
حارج ہے کیونکہ دو مختلف علمون کی تکمیل ظاہر احد امکان سے خارج ہے اسلیے دین کے درد مند جو
دینداری کے لوازم بجا لاتے ہین بالفعل اردو زبان مین دینیات کی تصنیف وتالیف کرتے کراتے ہین
بلکہ انگریزی مین اونکا ترجمہ ہو جانا پسند فرماتے ہین اس نظر سے احقر نے یہ رسالہ جسکا نام کنز المعرفۃ
ہے اکثر ائمہ ... کی عربی و فارسی کی معتبر کتابون سے منتخب کیا اور چند مقصد اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا

اسمین حالات برکت آیات سرور کائنات علیہ وآلہ افضل الصلوات واکمل التحیات ولادت
باسعادت سے تا وفات مذکور ہین اور کوائف شرائف دوازدہ امام علیہم السلام مزبور ہین
اور اور ضروری احوال بین التفصیل والاجمال مسطور ہین خاکسار عموم فائدہ کے خیال
سے امیدوار اور تہ دل سے خواستگار ہے کہ کوئی صاحب انگریزی دان تھوڑی توجہ عمل مین
لائین اور ان مطالب کو انگریزی مین ترجمہ فرمائین ؎

مقصد اول

سرور کائنات افضل موجودات حضرت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن
عبدالمطلب بن ہاشم جنکے نسب شریف کا شجرہ اسی صفحہ مین چسپان ہے شب جمعہ وقت صبح ربیع الاول
کی سترھوین تاریخ سنہ ہجری سے ترپن ۵۳ برس پہلے مکہ معظمہ مین پیدا ہوے / اور آپکی
والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب کا جو نہایت معزز و شریف اور قبیلہ قریش سے تھین
ابتدا مین دودھ پیا حضرت کے والد بزرگوار آپکی ولادت باسعادت سے پہلے انتقال کر چکے
تھے حضرت کے جد امجد عبدالمطلب نے آپکا نام نامی محمد اور والدہ ماجدہ آمنہ خاتون نے
حضرت کا اسم سامی احمد رکھا ایک ہفتہ کے بعد حضرت کے دودھ پلانے کا کام ثویبہ سے جو
ابولہب کی آزاد کی ہوئی کنیز باتمیز تھی متعلق رہا یہانتک کہ عبدالمطلب نے اسوجہ سے کہ مکہ کی
آب و ہوا حضرت کو ضرر نہ پہونچائے اور لب ولہجہ مین غیر زبانون کا اثر نہونے پائے حلیمہ سعدیہ
کو خدمت رضاعت و تربیت سے عزت بخشی حلیمہ کا قبیلہ بنی سعد عرب مین فصیح مشہور تھا۔ اور
مکہ معظمہ سے چھ فرسخ دور تھا حلیمہ نے تین دن مکہ مین قیام کیا جب حضرت کا حلیمہ کے دودھ
کو رغبت سے پینا معلوم ہو گیا تو چوتھے دن عبدالمطلب نے کعبہ شریفہ کے قریب دعا مانگ کر

حضرت کو حلیمہ کے سپرد لیا اور چار ہزار درم اور دس کپڑے وغیرہ اوسکو عطا فرما کر رخصت کیا
ہین اور کعبہ کے باہر تک رسم مشایعت ادا کی حضرت نے دو برس تک حلیمہ کے گھر مہد آسایش مین پرورش
پائی اور پھر حلیمہ حضرت کو مکہ مین لائی مگر حضرت کی والدہ کو یہ بات بھی جتائی کہ یہان کی آب و ہوا
اچھی نہین اکثر اوقات وبائی عام آدمیون کا کام تمام کرتی ہے اگر آپکی اجازت ہو تو مین انکو
پھر اپنے گھر لیجاؤن اور لوازم حسن تربیت بجا لاؤن حلیمہ کی التماس قبول ہوئی اور پھر حضرت کے
قدوم میمنت لزوم سے اپنے گھر کو رونق دی اور جب حضرت کی عمر شریف پانچ برس کی ہوئی تو حلیمہ
حضرت کو عبد المطلب اور آمنہ کے سپرد کر گئین سن شریف سے چھ برس گذرے تھے کہ آپکی والدہ آمنہ
خاتون نے وفات پائی اور آٹھوان سال شروع تھا کہ حضرت کے جد بزرگوار عبد المطلب نے دنیا سے رحلت
کی اس واقعہ کے بعد ابو طالب جو حضرت کے حقیقی چچا تھے اور اونکی زوجہ فاطمہ بنت اسد دونون اوس
حضرت جلیل کے کفیل ہوے ملا معین جو اہل سنت و جماعت کے بڑے مشہور عالم ہین کتاب معارج النبوۃ
مین لکھتے ہین کہ ابو طالب کو حضرت کے ساتھ اعلے درجہ کی محبت تھی اور اپنی اولاد مین سے کسیکے
ساتھ بھی حضرت کی برابر الفت نرکھتے تھے اور اپنے پاس حضرت کو سلاتے تھے اور حضرت کی نسبت
کسی پر انکو اطمینان نتھا اسی لیے ہر موقع پر حضرت کو اپنے ساتھ رکھنا لازم جانتے تھے اور
حضرت کا اعزاز و احترام واجب سمجھتے تھے اور حضرت کے بغیر ہرگز کسی وقت کا کھانا نہ کھاتے تھے
انتہی محصلہ اسی شدت محبت کا مقتضا تھا کہ جب ابو طالب نے تجارت کے لیے شام کا سفر کیا تو
ہر چند اوسوقت حضرت صلعم کی عمر بارہ برس کی تھی مگر حضرت صلعم کو مکہ مین نہ چھوڑا اور اپنے ہمراہ لیگئے۔ القصہ
جس قدر سن شریف بڑھتا گیا حضرت کے اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ کا چرچہ اور شہرہ زیادہ
ہوتا گیا یہانتک کہ خاص و عام حضرت کی تعریف و توصیف مین مشغول رہتے تھے اور تمام قریش بلکہ سب
عرب حضرت کو محمد امین کہتے تھے اسی حالت پر حالات مین چوبیس برس منقضی ہوئے تھے کہ خدیجۃ الکبری

بنت خویلد نے جو ملکہ عرب مشہور اور حسن و جمال مین غیرت حور اور رشک تجلی طور اور مال و منال سے

مالامال اور عفت و شرافت مین بےمثال تھین حضرتؐ کی متانت و رزانت اور دیانت و امانت کا

شہرہ سُنکر حضرتؐ کو پیام بھیجا کہ آپ میرے مال سے تجارت کیا کرین اور منافع سے خرچ منہا کر کر ایک حصہ

خود لیا کرین اور ایک مجھکو دیا کرین ابوطالبؓ نے جو اوسوقت تک نہایت رغبت سے حضرتؐ کے متکفل

تھے اس پیام خیر انجام کی کیفیت سُنکر پہلے اس باب مین کچھہ تامل کیا اور آخرکار حضرتؐ کے بار فراق

کا تحمل کیا حضرتؐ نے اسباب تجارت لیکر شام کی طرف سفر فرمایا جسمین بہت کچھہ نفع اوٹھایا پھر

ابوطالب نے پچیس۲۵ برس کی عمر مین حضرت کا نکاح خدیجۃ الکبریٰ کے ساتھہ کر دیا اور خدیجہ کو بلند اختری

سے حضرتؐ کی ہمبستری حاصل ہوئی عمر شریف سے تیس۳۰ برس گذرے تھے کہ مکہ معظمہ مین قحط کی بلا

نازل ہوئی جسکی وجہ سے ابوطالب بھی بسیر سے مصیبت عسر مین مبتلا ہو گئے اوسی سال مین حضرتؐ نے

جناب علی مرتضیٰؑ کو چھہ برس کی عمر مین تربیت کے لیے اونکے پدر بزرگوار ابوطالب سے اپنی کفالت

مین لیلیا اور اونکی تعلیم و تلقین مین حضرت نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نکیا حضرتؐ علی اوسی وقت سے

حضرتؐ کے ظل عاطفت اور سایۂ رافت مین پرورش پاتے رہے پھر حضرتؐ کو عبادت الٰہی کا کمال ذوق و

شوق ہوا اور اس عمدہ شغل کو تمام اشغال پر فوق ہوا ہمیشہ کوہ حری پر تشریف لیجاتے تھے اور تنہا ایک

غار مین کمال خضوع و خشوع سے معبود حقیقی کی عبادت بجا لاتے تھے اور عجائب قدرت قادر مطلق

اور غرائب حکمت حکیم برحق کا مشاہدہ فرما کر متفکر ہوتے تھے اور اطراف ارض و سما اور صحرا اور

دریا کو نظر عبرت سے ملاحظہ کر کر آیات الٰہی کے متذکر ہوتے تھے یہان تک کہ عبادت مین کامل

ہوئے اور خضوع و خشوع کے اعلیٰ درجے حضرتؐ کے دل صفا منزل کو حاصل ہوئے پختہ دلیلون سے ثابت

ہے کہ حضرتؐ ابتدا سے اپنی ہی شریعت پر جسکو الہام ربّانی سے جانتے تھے عمل فرماتے تھے اور تمام

اعمال و عبادات اوسی کے موافق بجا لاتے تھے ہان پہلے سے اوسکی طرف دعوت کرنے کے

وحضرتؐ اکتالیسوین برس ماہ رجب کی ستائیسوین تاریخ درجۂ تبلیغ نبوت پر فائز ہوے نزول قرآن مجید
شروع ہوا اور پہلے یہ آیت نازل ہوئی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ
عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ط زمانہ کی خونریزی اور فتنہ انگیزی ا
ذاہب کا اختلاف اور سچے دین سے انحراف ایک خدا کی جگہہ تین خدا بنانا اور بجاے ایک معبود کے
شمار معبود ٹھہرانا اور اونکی عبادت بجا لانا یہ امور بے شبہہ اصلاح کے طلبگار اور مصلح کے خواستگار
ے سو حضرتؐ مبعوث ہوے اور قُولُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ تُفْلِحُوا کا ڈنکا بجایا اور شرق سے غرب تک
حید کو چمکایا اور اَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ کا آوازہ بلند کیا اور شرک و کفر کا
وازہ بند کیا وحشیون کو انسان بنایا اور بُت پرستون کو خدا پرستی کا راستہ دکھایا۔ بالجملہ
غیر کا فساد و خرابی اور اہل مذہب کی گمراہی اور احکام الٰہی سے سرتابی اور حضرت کی ایسے وقت
ی اونکی اصلاح و ہدایت مین بخوبی کامیابی اس امر کی صریح دلیل ہے کہ حضرتؐ وہی نبی موعود ہین
نسبت توریت و انجیل وغیرہ مین کھلی کھلی بشارتین موجود ہین معہذا اور بہت سے قرائن و شواہد ہین
ے اون بشارتون کا حضرتؐ ہی کی نسبت ہونا متعین و متیقن ہوتا ہے چنانچہ چند بشارتین بطور نمونہ کے
ت عہد عتیق و جدید سے منقول ہوتی ہین **پہلی بشارت** حضرت موسیٰ کی پہلی کتاب مین لکھا ہے
ق تعالےٰ نے حضرت ابراہیم سے حضرت اسمٰعیل کے بارہ مین اسطرح وعدہ کیا ہے مینے تیری دعا
یل کے حق مین قبول کی ہان مینے اوسکو برکت دی اور بارور کیا اور اوسے بہت کچھ فضیلت
ی اوس سے بارہ امام پیدا ہونگے اور اوسکو بڑی امت کر دونگا ؎
ریت کتاب اول باب ۱۷ - ۲۰ اور اوسی کتاب مین مرقوم ہے خدا تعالےٰ نے ابراہیم سے فرمایا

اسلیے کہ اسحاق سے تیری نسل کہلائیگی اور اس لونڈی کے لڑکے کوبھی ایک امت کرونگا کیونکہ وہ
نسل ہے ۔ (توریت کتاب اول باب ۲۱-۱۲ و ۱۳) ظاہر ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا سچا وعدہ حضرت اسمعیل
کے حق مین اسطرح وفا ہوا کہ خدا تعالی اپنے حضرت محمد رسول اللہ کو جو جناب اسمٰعیل کی اولاد سے تھے
رحمۃ للعلمین اور خاتم النبیین مقرر کیا اور بارہ امام جو حضرت رسولخدا کے اہلبیت کرام سے
کے وصی اور قائم مقام ہین اسمعیل ہی کی نسل سے قرار دیے اس بشارت کا حضرت کے حق مین متحقق ہونا
عیان سے بیان کا محتاج نہین ہان مگر مجادلہ و مکابرہ کا کچھ علاج نہین توریت مین جو حضرت اسمعیل
کی والدہ کو لونڈی سے اور حضرت اسمٰعیل کو لونڈی کے لڑکے سے تعبیر کیا ہے اصل مین یہ حضرت سارہ
کے لفظ ہین جو غیظ و غضب مین ان دونون کی نسبت زبان پر جاری ہوے تھے جنکو حق تعالی نے
بعینہ نقل کر دیا ہے اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ واقعی ایسا ہی تھا جسطرح کہ یہودی بنی اسمٰعیل کے بغض
و عداوت سے اور اور لوگ ناواقفی سے خیال رکھتے ہین بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت اسمعیل کی والدہ
جناب ہاجرہ مصر کے بادشاہ کی بیٹی تھین جو حضرت ابراہیم کا ہموطن بلکہ ہمقوم تھا اور شدت افلاس سے
اپنا وطن چھوڑکر مصر مین چلا گیا تھا اور اپنی ذاتی لیاقت و قابلیت سے رفتہ رفتہ ترقی کرکر وہان کا
بادشاہ ہوگیا تھا اوسی کی سلطنت کے زمانے مین قحط سالی کی وجہ سے حضرت ابراہیم مع اہل و عیال کے
مین تشریف لے گئے اوسنے حضرت ابراہیم اور اونکی زوجہ حضرت سارہ کی بزرگی اور نیکی اور کرامات دیکھکر
اور اونکو اپنا ہموطن اور کفو سمجھ کر اپنی بیٹی ہاجرہ کو تعلیم و تربیت کے لیے انکے سپرد کیا اور کہا کہ میری
بیٹی کا اسکے خاندان مین خادمہ ہوکر رہنا دوسرے کے خاندان مین ملکہ ہو کر رہنے سے بہتر ہے
اور اونکو بہت سا مال و متاع دے کر حفاظت سے انکے وطن مین پہونچا دیا چنانچہ یہ مطلب یہودی
تواریخ سے اور توریت کی تفسیرون سے بخوبی ثابت ہے دیکھو سفیر البشار جو یہودیونکی معتبر تواریخ ہے

ائیون مین سے مجھہ سا اوسکو بانیوا اونکے بھائیون مین سے نبی تجھہ سا قائم کرونگا اور اپنا کلام اوسکے

منہہ مین دونگا اور جو کچھہ مین اوس سے کہونگا وہ اونسے کہیگا ✤ توریت کتاب پنجم باب ۱۸ - ۱۵ و ۱۸

ہمارے پیغمبر کی نسبت ایسی صریح اور مستحکم بشارت ہے جسکا انکار ممکن نہین کیونکہ پہلی آیت حضرت

موسی کا قول ہے اور اوسکا مخاطب کوئی خاص شخص نہین بلکہ تمام قوم بنی اسرائیل جو ایک جنس ہے

اسی مین ضمیر واحد مخاطب کا یہان استعمال ہوا ہے پس حضرت موسی کا پہلے مخاطبین یعنی بنی اسرائیل

مین سے نبی موعود کا قائم ہونا بیان کرنا پھر بطور بدل کے مخاطبین کے بھائیون سے یعنی بنی اسمعیل مین

سے پیغمبر کا ہونا بیان کرنا ایسا کلام ہے جس سے موعود پیغمبر کا بنی اسمٰعیل سے ہونا یقینی طور پر ثابت

ہوتا ہے اور بنی اسرائیل سے ہونے کا احتمال قطعاً زائل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ بنی اسمٰعیل مین

حضرت محمد مصطفے کے سوا کوئی نبی نہین ہوا اور دوسری آیت مین یہ جملہ ہے ✤ اپنا کلام اوسکے

منہہ مین دونگا تمام اہل کتاب کیا یہودی کیا عیسائی سب کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ انبیاے

بنی اسرائیل کو صرف مطلب کا الہام ہوتا تھا وہ اپنی زبان اور محاورے مین لوگون کے سامنے

بیان کرتے تھے اسیوجہ سے توریت اور انجیل اور زبور اور صحف انبیا مین جو الفاظ لکھے ہوئے ہین

وحی کے لفظ نہین جانتے ہان حضرت موسیٰ کے صرف دس احکام کو بلفظہٖ خدا کا کلام سمجھتے ہین

چارون انجیلین جو عیسائیون مین معتمد اور مستند سمجھی جاتی ہین اونکے الفاظ تو وہ بھی نہین جو

عیسیٰ کی زبان ہدایت بیان سے نکلے تھے اس لیے کہ حضرت عیسیٰ کی زبان تو عبرانی تھی اور

یہ یونانی زبان مین لکھی گئی ہین البتہ قرآن شریف ایسا ہے جسکے لفظ ہمارے پیغمبر کے

منہہ مین رکھے گئے اور اونھین لفظون کو بعینہ حضرت نے پڑھکر سنا دیا اور کلام مجید کے کلام خدا ہونے

مسلمان یقین جانتے ہین کہ حضرت عیسیٰ نے جنکی زبان عبرانی تھی جسمین کالدی زبان کے لفظ
بھی ملے ہوئے تھے اس مقام پر یہ یونانی لفظ نہ بولا تھا بلکہ فارقلیط کا لفظ فرمایا تھا جیساکہ
بشپ مارش صاحب کی بھی یہی راے ہے لیکن جب انجیلین یونانی زبان مین لکھی گئین
تو اوسکی جگہہ یونانی لفظ لکھا گیا اور ابتدا مین اوسکا ترجمہ پیریکلیطاس نہین کیا گیا تھا جسکے
معنی تسلی دینے والے کے بیان کیے جاتے ہین بلکہ پیریکلیوطاس کیا گیا تھا جو فارقلیط کا ٹھیک
ترجمہ ہے اورجسکا ترجمہ عربی زبان مین ٹھیک لفظ احمد ہے جیسا کہ گاڈفری ہگینس صاحب نے
بھی اس بات کو بخوبی تحقیق کیا ہے اور یہہ بھی کہہ دیا ہے کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ لفظ
وہی ہے جو اس زمانے کے عیسائی کہتے ہین اور اوسکے معنی بھی روح القدس کے
ہین تو عیسائیون سے مسلمان کہینگے کہ تم کہتے ہو کہ انجیل مین بشارت ہے کہ روح القدس
آئیگی یہ درست ہے کہ روح القدس آئے مگر محمدؐ مین آئے جنکو روح القدس سے الہام ہوتا تھا
پس تمہاری پیچیدہ عبارت کے یہی صحیح معنی ہین اور یہی معنی درستی کے ساتھہ ہوسکتے ہین انتہیٰ۔
واقعی جو کامل ہدایت حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے ہوئی کہ تمام عرب بت پرستی کو چھوڑکر ایک خدا
کی عبادت کرنے لگا اور ساری دنیا مین توحید کا رواج ہوا تثلیث جاتی رہی اور حضرت عیسےٰ پر
جو خدا کا بیٹا ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی وہ مٹ گئی اس بات کی صریح اور صاف دلیل ہے
کہ ضرور وہ روح القدس اور روح الصدق محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئی +

آٹھوین بشارت

جبکہ حضرت یحییٰ پیغمبر ہوئے تو یروشلیم سے یہودیون نے کاہنون اور لیویون کو اونکے پاس بھیجا
تاکہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین چنانچہ وہ لوگ گئے اور اون سے یہ گفتگو ہوئی کہ ادسے یعنی
حضرت یحییٰ نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا اور اقرار کیا کہ مین کرستاس یعنی عیسی مسیح نہین ہون اور انھون نے

پوچھا اوس سے پھر کون کیا تو الیاس ہے اور اوسنے کہا مین نہین ہون تو وہ نبی ہے اور اوسنے
جواب دیا نہین تب اونھون نے اوس سے کہا کہ تو کون ہے تاکہ ہم جواب دیکھین اونکو جنھون نے
کہ ہمکو بھیجا ہے اپنے تئین تو کیا کہتا ہی اوسنے کہا مین ہون آواز اوسکی جو کہ جنگل مین چلاتا ہی سیدھا
کرو رستہ خداوند کا جیسا کہ نبی اشعیا نے کہا اور وہ جو بھیجے گئے تھے فروسی تھے اور اوس سے پوچھا
اور اوس سے کہا کہ تو تو اصلاح کرتا ہے جبکہ تو نہ کرستاس یعنی عیسی مسیح ہے اور نہ الیاس اور
نہ وہ نبی - یوحنا - باب ۱ - آیت ۲ - لغایت ۲۵ - ان آیتون مین تین پیغمبرون کا ذکر ہے
ایک حضرت عیسیٰؑ کا اور دوسرے حضرت الیاس کا تیسرے اوس پیغمبر کا جو حضرت عیسےؑ کے
سوا ہونے والا تھا یہودیون کو حضرت عیسےؑ کی نسبت یہ یقین تھا اور اب بھی ہے کہ وہ کسی
نہ کسی دن آینگے اور یہودی یقین رکھتے تھے کہ حضرت الیاس پیغمبر مرے نہین بلکہ صرف
انسانون کی نظر سے غایب ہو گئے ہین - بالجملہ ان آیتون سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح
کے سوا ایک اور پیغمبر کے مبعوث ہونے کی بھی امید رکھتے تھے اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا
کہ بجاے نام کے صرف اشارہ ہی اوسکے بتانے کو کافی تھا جس طرح کہ ہم مسلمان بھی پیغمبر کے
نام کی جگہہ آنحضرت اشارے مین لکھتے بولتے ہین اور یہ مشہور پیغمبر کون ہو سکتا ہے بجز
اوسکے کہ جسکے سبب سے خدا تعالے نے ابراہیم اور اسمٰعیل کو برکت دی اور جسکی نسبت حق تعالے
نے موسیٰ سے کہا کہ تیرے بھائیون مین سے تجھہ سا پیغمبر پیدا کرونگا اور جسکی نسبت حضرت سلیمان
نے کہا کہ میرا محبوب سُرخ و سفید سب مین تعریف کیا گیا محمدؐ ہے اور جسکے بارہ مین حجی نبی نے فرمایا
کہ حمد تمام قومون کا آویگا اور اشعیا نبی نے خدا کی سچی پرستش از سر نو قایم کرنے سے اور اونٹ کی
سواری سے جسکا نشان بتایا اور جسکی نسبت حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ میرا جانا ضرور ہے تاکہ فارقلیط

بیشک وہی ہین اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ

نوین بشارت

توحسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے۔ تیرے ہونٹون مین لطف بٹایا گیا ہے۔ اسلیے خدا نے تجھے ابد تک مبارک کیا + اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا۔ اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کیواسطے اقبالمندی سے آگے بڑھ اور تیرا دہنا ہاتھ تجھکو مہیب کام سکھلائیگا۔ تیرے تیر تیز ہین لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہین وے بادشاہ کے دشمنون کے دل مین لگ جاتے ہین۔ قوم کے دولتمند تیری خوشامد کرینگے شاہزادے گھر کے اندر جلوہ گر ہے اوسکا لباس سراسر تاش کا ہے۔ وہ سوزنی کپڑے پہن کے بادشاہ کے پاس لائی جاتی ہے کنواری عورتین جو اوسکی سہیلیان ہین اوسکے پیچھے پیچھے تیرے پاس پہونچائی جاتی ہین وے بادشاہ کے محل مین داخل ہوتی ہین تیرے بیٹے تیرے باپ دادون کے قائم مقام ہونگے۔ تو اونھین تمام زمین کے سردار مقرر کریگا۔ مین ساری پشتون کو تیرا نام یاد دلاؤنگا پس سارے لوگ ابدالآباد تیری ستایش کرینگے۔ زبور ۴۵ ورس ۲ لغایت ۵۔ اور ۱۲ لغایت ۱۷۔ ان آیتون مین ہمارے پیغمبر کے افضل البشر اور قرآن مجید کے افصح اور ابلغ ہونے کی اور حضرت کے خاتم الانبیا ہونے کے اور آپ کے دین کے ہمیشہ قائم رہنے کی اور حضرت کے جہاد کرنے کی اور جہان مین آپکے دین کے شایع ہونے کی اور دولتمند اور رئیسونکی آپ کا مطیع ہونے کی اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے آپکے نکاح مین آنے کی اور ائمہ اہلبیت کے حضرت کی قائم مقام ہوکر تمام زمین کے سردار ہونیکی اور ہمیشہ تک آپ کا ذکر خیر جاری رہنے کی ایسی صاف بشارت ہی جسکا دوسرے کی نسبت احتمال نہین۔ یہ بشارتین ایسی ہین جنکے مضامین کی حضرت ہی کی ذات بابرکات پر تطبیق ہوتی ہے جس سے حضرت کے پیغمبر ہونے کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے

اسیطرح اور بہت سے شواہد اور دلایل سے بھی اس امر کی تحقیق ہوئی ہے الغرض جب حضرت مبعوث

ہوئے اور بموجب آیہ یَاَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ دعوت اسلام کی نوبت آئی تو اون لوگون سے ابتدا

کی کہ جو حضرتؐ کے حالات سابق اور لاحق اور کیفیت خلوت اور جلوت سے خوب واقف تھے اور

آپکی دیانت اور امانت اور نیک نیتی وصداقت سے بخوبی آگاہ تھے چنانچہ مردون مین جناب علی مرتضےٰ

نے اور عورتون مین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے سب سے پہلے دعوی نبوت مین حضرتؐ کی تصدیق کی اور

شرف ایمان سے مشرف ہوئے پھر جعفر ابن ابی طالب اور رفتہ رفتہ کچھ اور لوگ بھی دارہ اسلام مین

داخل ہوئے ابتدائے بعثت سے تین برس تک دعوت اسلام عام نہوئی اسوجہ سے مشرکین نے بھی اس

مدت مین علانیہ مخالفت نہین کی اسکے بعد بحکم فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِکِیْنَ حضرتؐ نے عام

دعوت شروع کی کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور تمام قبایل قریش کو جمع کر کر فرمایا کہ کبھی تمنے مجھ سے

جھوٹ سنا ہے سب نے جواب دیا کہ نہین تب حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ حقتعالے نے ایک دین میرے لیے مقرر

کیا ہی اور تمھارے واسطے مجھکو پیغمبر قرار دیا ہے خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرار کرو اور کہو

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ابولہب نے کہا یہ میرا بھتیجا دیوانہ اور باپ دادون کے دین اور

آئین سے بیگانہ ہو گیا ہے اسکی بات ہرگز نہ مانو چنانچہ اوس جماعت کثیر سے کسی نے اسلام

قبول نہ کیا حضرتؐ یہ حال مشاہدہ فرما کر ملول ومغموم دولتسرا مین رونق افزا ہوئے کہ آیہ

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی حضرتؐ نے اس آیت کے مطابق ایک مجلس منعقد

کی اور عبد المطلب کی تمام اولاد کو وہان فراہم کرکے فرمایا کہ مین تمھاری طرف خصوصاً اور تمام

آدمیون کی طرف عموماً مبعوث ہوا ہون تم ایمان لاؤ تو عذاب الٰہی سے نجات پاؤ جو شخص تم مین

سے میری بیعت اور نصرت کریگا وہی میرا بھائی اور وصی اور وارث اور خلیفہ ہوگا کسی نے

کچھ جواب ندیا لیکن جناب علی مرتضیٰ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین ان سب سے عمر مین کمتر

اور نسب مین برتر ہون مجھسے جو کچھ ہوسکیگا جان و دل سے اوسمین کوشش کرونگا اور قدم مینمت توام
کی خاک کو کحل الجواہر کے عوض بھی ندونگا غرضکہ تین بار حضرتؐ نے یہی ارشاد کیا مگر سواے
حضرت علی مرتضےٰ کے کسی نے قبول نہ کیا بالآخر حضرتؐ نے جناب علی مرتضیٰ کی گردن مین دست حق پرست
ڈال کر اونکے حق مین دعا و ثنا کی اور فرمایا کہ علیؑ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہے جو کچھ وہ کہے
اوسکو سنو اور اوسکی اطاعت کرو۔ یہ روایت اہل سنت کی معتبر کتابون مین بھی مثل ازالۃ الخفا اور
معارج النبوۃ وغیرہما کے مذکور ہے اور اس سے دو لطیف نکتے مستفاد ہوتے ہین پہلا یہ ہے کہ
حضرت رسول مختار کا اپنے اقربا کو انذار بموجب آیہ مذکورہ کے ظاہر ہے کہ حسب حکم پروردگار تھا تو
حضرتؐ نے جو انذار کے وقت بیعت اور نصرت کرنے والے کے لیے اپنی وراثت اور خلافت کا
وعدہ فرمایا تھا وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے تھا کیونکہ کوئی عاقل دیندار تجویز نکریگا کہ حضرتؐ
فقط انذار تو خدا کی طرف سے بجا لائین اور وعدہ خلافت کا جو اہم مہمات دینی سے ہے اپنی طرف سے
فرمائین پس حضرتؐ نے جو جناب علی مرتضےٰ کو بیعت اور نصرت قبول کرنے پر اپنا وارث اور خلیفہ
مقرر کیا یہ امر بھی خدا کی طرف سے تھا۔ دوسرا یہ ہے کہ خاص اقربا ہی کے انذار کے ساتھ وراثت
وخلافت کا وعدہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ منصب خلافت کے مستحق و سزاوار رشتہ دار
ہین نہ اغیار المختصر حضرتؐ کا مشرکون سے اعراض اور بتون کی مذمت اور بت پرستی پر اعتراض اہل شرک
کی برہمی کا باعث ہوا اور مکہ کے تمام مشرک حضرتؐ کے دشمن ہوگئے اور ایذا رسانی پر آمادہ ہوئے
اگرچہ حضرت رسول خدا جناب ابو طالب کی حمایت اور حفاظت کی وجہ سے صدمہ جسمانی یا ضرب شدید
سے محفوظ تھے اسیطرح وہ مسلمان بھی جنکو ذی وجاہت قبیلہ سے تعلق تھا مگر باوصف اسکے خود حضرتؐ
اور یہ مسلمان بھی بہمہ وجوہ امن مین نتھے اور ضعیف مسلمان تو عجب مصیبت مین مبتلا تھے قریشی
ان بیچارون کو طرح طرح کے آزار پہونچاتے تھے کسیکو قید کرتے تھے کسی کو جلتی دوپہر مین مکہ کی

گرم گرم پتھرون پر لٹاتے تھے اس حالت پر ملالت مین پیاس کی شدت سے اونکی روح کو صدمہ
ہوتا تھا اور ایسے بدحواس ہو جاتے تھے کہ اپنی بات آپ نہ سمجھتے تھے اور بعضون کو زرہ پہنا کر
دھوپ مین رکھتے تھے اور بعضون کو بھوکھ کی اور بعضون کو پیاس کی تکلیف دیتے تھے

نقل ہے کہ قبیلہ بنی مخزوم کے رئیس عمار یاسر اور اونکے مان باپ کو ستایا کرتے تھے ایکدن
اونکو برہنہ گرم ریت پر لٹایا تھا اور اون سے کفر کا کلمہ کہاتے تھے اور وہ ایسے ثابت قدم تھے
کہ یہ تکلیفین اوٹھاتے تھے اور کلمۂ کفر زبان پر نہ لاتے تھے عمار کی والدہ کو دو اونٹون کے
بیچ مین باندھ دیا تھا آخر کار ایک کافر نے اور بعضے کہتے ہین ابوجہل نے اوسکی شرمگاہ مین حربہ
داخل کرکر اوس مظلومہ کو ہلاک کیا اور اوسکے شوہر کو بھی عذاب سے مار ڈالا اور اہل اسلام مین
جو شہید ہوے اون سب مین اول یہ دونون ہین لیکن عمار نے یہ حال دیکھ کر جو کچھ کافر کہواتے تھے
کافرون سے کہدیا حضرت رسول خدا صلعم کو خبر پھونچی کہ عمار کافر ہوگیا فرمایا کہ وہ ہرگز کافر نہوگا
وہ تو سر سے پانون تک ایمان سے بھرا ہوا ہے اور اوسکے گوشت اور خون مین ایمان سرایت
کرگیا ہے جب عمار نے کافرون سے رہائی پائی حضرت کے پاس حاضر ہوے اور کافرون کے ظلم سے
روتے تھے حضرت اپنے دست حق پرست سے اونکی آنکھون سے آنسو پونچھتے تھے فرمایا اِن عَادُوا
لَکَ فَعُدْ لَهُمْ بِمَا قُلْتَ یعنی اگر کافر پھر تیرے ساتھ ایسا کرین تو پھر بھی کہدینا چنانچہ مفسرین
نے اس آیت کی کہ مَنْ کَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِیْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُکْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِیْمَانِ
نزول کا سبب عمار کے واقعہ کو کہا ہے جناب رسولخدا نے جب دیکھا کہ قریش کی دشمنی
روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور ضعیف مسلمان اونکے ظلم اور تعدی سے سخت آفت مین گرفتار
ہین تو آپ نے تجویز کیا کہ جو لوگ بے یار و مددگار ہین ملک ابی سینیا مین چلے جائین

جسمین کسی پر ظلم نہین ہوتا وہ اِستبار ملک ہے وہان چلے جاؤ اور جبتک خدا تعالیٰ کشائش کی صورت
پیدا کرے وہین رہو چنانچہ حضرت کے ارشاد کے موافق گیارہ مسلمان کچھ سوار کچھ پیادے انمین سے
چار کے ساتھ زنانی سواریان بھی تھین بے یار و دیار اپنے عزیز و اقربا کو چھوڑ کر لنگرگاہ شعیب کو
روانہ ہوئے وہان دو جہاز حبشہ کو چھوٹنے والے تھے اونھین پر ان مہاجرین نے سفر کیا قریشیون نے
ان بیچارون کا تعاقب بھی کیا مگر وہ ہاتھ نہ آئے یہ کیسے سخت دل اور بیدرد لوگ تھے کہ اپنے ہموطن
مسلمانون کو نہ تو اونکے گھرون مین چین سے رہنے دیتے تھے اور جب وہ اونکے جور و جفا سے
بھاگتے تھے تو اونکا پیچھا کرتے تھے غرض یہ مہاجرین خیریت سے حبشہ مین پہونچے اور وہان امن و
آسائش سے رہنے لگے یہ خبر فرحت اثر سنکر اور مسلمان بھی مکہ کو چھوڑ کر اوسطرف کو راہی ہوے
یہانتک کہ لڑکون اور اون بچون کے سوا جو وہان پیدا ہوئے تھے حبشہ مین مسلمانون کی
جماعت کا عدد تراسی ۸۳ تک پہونچگیا اسلام مین یہ پہلی ہجرت تھی اور اس سے مکہ کے مشرکین
اور قریش کو بخوبی ثابت ہوگیا کہ مسلمان اپنے مذہب مین نہایت ثابت قدم اور راسخ دم
ہین اور معلوم ہوا کہ انکا ایمان ایسا مضبوط اور پختہ ہے کہ یہ ہر قسم کے ضرر اور نقصان اور سختی کو
خدا کی راہ مین گوارا کرتے ہین۔ مسلمانون کے مقام ہجرت کی حقیقت یہ ہے کہ ملک ابی سینیا
جسکو عرب حبشہ کہتے ہین افریقہ کے مشرق مین واقع ہے بحر قلزم کے کنارے گوشہ
شرق و شمال مغرب اور جنوب تک چلا گیا ہے جنوب اور مغرب کی حد بیابان نوبیا اور
کوردفان ہے مگر شمالی حدین اچھی طرح منضبط نہین ہوئین اس ملک مین دریا کثرت سے
ہین اون مین سے بحر الازرق مشہور ہے اور دریاے حوش سے اس ملک کا عربی نام
مشتق ہے یہان کے رہنے والے اولاد سام سے ہین اور عرب سے مشابہ ہین چوتھی صدی

عیسائی جنہین شریعت موسوی کی بڑی حفاظت اور متابعت ہوتی تھی اور جو حضرت مسیح کو آدمی
اور رسول جانتے تھے چوتھی صدی مین ادھر چلے آئے تھے کیونکہ بیت المقدس کے اضلاع مین
چوتھی صدی تک کہین انکا خال خال پتا لگتا ہے اور پھر نہین پس یہان کے یہودی جو بحر قلزم
کے کنارون پر رہتے تھے فرقہ ابیونیہ کے سچے عیسائی ہوگئے اُن لوگون مین سبت کی رعایت
اور حلال و حرام کی اور ختنہ کی پابندی شدت سے ہوتی تھی - قریش نے جب مسلمانون کے حبشہ مین
امن و آسائش سے رہنے کی خبر پائی تو اونکی آتش کینہ زیادہ اشتعال مین آئی اور جل کر
مسلمانون کو نہایت ایذا پہونچائی اور حضرت نے پھر وہی تدبیر ارشاد فرمائی چنانچہ اور مسلمانون نے بھی
حبشہ کی طرف ہجرت کی اور اس مرتبہ مہاجرین کی تعداد سو سے بڑھ گئی حضرت جعفر بن ابی طالب بھی
زمرۂ مہاجرین مین شامل بلکہ اونکے فرد کامل تھے قریش نے جب دیکھا کہ مہاجر مسلمانون نے اونکے
پنجۂ ظلم سے رہائی پائی تو اونکی حمیت جاہلیت کی رگ حرکت مین آئی اور چند سفیر اور بہت سے تحفے
نجاشی بادشاہ حبشہ کو اور اوسکے امیرون اور بطریقون کے لیے بھیجے کہ ان مہاجرین کی بدگوئی کر کر
انکو بادشاہ سے واپس لے آئین اور پھر اونکو اذیتین پہونچائین اور دین سے برگشتہ کرین - جب
قریش کے سفیر حبشہ مین پہونچے پہلے بطریقون سے ملاقات کی اور تحفے پیشکش کیے اور کہا کہ
کچھ جوان نادان اپنے باپ دادون کے دین سے انحراف کرکے اس طرف چلے آئے ہین اور بادشاہ
کے دین کو بھی نہین مانتے آپ اونکے بزرگون اور رشتہ دارون نے ہمکو بھیجا ہے کہ بادشاہ
کرم فرما کر اونکو ہمارے ساتھ وطن کو واپس بھیجے بطریقون نے کہا کہ تم ساری کیفیت بادشاہ
سے عرض کرو کہ ہم اعانت کرکے تمھارا کام انجام کو پہونچائینگے سفیر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوئے
اور بادشاہ کو سجدۂ تعظیمی ادا کیا اور ہدیے نذر دیے بادشاہ نے عمرو عاص سے جو سفیرون مین

بنی ہاشم سے نبوت کا دعوی کرتا ہے اور اوسنے نیا دین پیدا کیا ہے اور بعضے نادان اوسپر ایمان لائے ہین۔
جب ہم اونکو منع کرتے ہین توہم سے بھاگتے ہین اب ایک گروہ یہان آگیا ہے وہ سب ہمارے
بیگانے ہین مگر ہمارے دین سے بیگانے ہین اور ایک طریقہ جو ہمارے بزرگون کے دین سے مخالفت رکھتا ہے
اور بادشاہ کے دین سے بھی برخلاف ہے اختیار کیا ہے چونکہ بادشاہ عیسائی مذہب تھا اور اوسکے
مصاحب بھی قریش کے سفیرون کی کارروائی چاہتے تھے اونھون نے عرض کیا کہ ہر فرقہ اپنی قوم کے
حال سے بیگانہ کی نسبت خوب واقف ہوا کرتا ہے اسلیے مصلحت یہی ہے کہ انکی درخواست منظور ہو
اور انکے عزیزون کو انکے حوالے کر دیا جائے بادشاہ اس بات سے خفا ہوا اور کہا کہ مین کبھی یہ صورت
بخویز نکرونگا اور جو لوگ کہ میری پناہ مین آئے ہین ہرگز اونکو اونکے دشمنون کے سپرد نکرونگا
باعث اسکا یہ تھا کہ بادشاہ نے آسمانی کتابین بہت دیکھی تھین اور توریت اور انجیل مین خاتم الانبیا
محمد مصطفے صلعم کی بشارتین ملاحظہ کی تھین اور زمانہ کا حال دیکھکر یقین جانتا تھا کہ اونکے مبعوث
ہونے کا وقت آگیا ہے اور کتب کی روسے یہ بھی جانتا تھا کہ اونکی قوم پہلے اونکی تکذیب کریگی اور
مکہ سے نکال دیگی اوسنے نام دریافت کیا اونھون نے کہا کہ محمد صلعم سے اوسکو یقین ہوگیا کہ وہ موعود
پیغمبر ہین مگر اسکو ظاہر نہ کیا اور عمرو سے پوچھا کہ اونکا دین کیا ہے جواب دیا کہ اوسکا کوئی دین نہین ہے
تب بادشاہ نے کہا کہ جن لوگون کا دین و مذہب معلوم نہوا اور وہ میرے ملک مین امن و پناہ سمجھکر آئے ہون
اونکو تمھارے حوالے نہین کر سکتا ہان ایک مجلس منعقد کرونگا جسمین تمھارا اور اونکا مقابلہ
ہوگا اور حقیقت حال منکشف ہوگی غرض بادشاہ نے اہل اسلام کو بلایا اونھون نے باہم
صلاح کی کہ اس مجمع مین کس طرح گفتگو کیجائے آیا اونکے مزاج کے موافق یا واقع کے مطابق
حضرت جعفرؓ نے فرمایا کہ کوئی چیز صدق و راستی سے بہتر نہین۔ ہم صحیح صحیح بیان
کرینگے۔ پس مہاجرین نے حضرت جعفر کو اپنا پیشوا مقرر کیا اور یہ بات ٹھہرائی کہ وہی

گفتگو کرین اور کوئی اونپر سبقت نکرے اور پھر بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ اسافقہ (عیسائی عالم) بھی اس مجلس مین شریک ہوے اور انجیلین کھولکر اپنے سامنے
رکھہ لیین اور ارکان دولت سب جمع ہوئے اور بہت بڑا مجمع منعقد ہوا اس سامان کے بعد
مہاجرین کو بلوایا انھون نے حسب رسم اسلام سلام کیا اور سجدہ تعظیمی جو حبشہ کی رسم تھی ادا نہ کیا بادشاہ کے
مصاحبون نے سجدہ نکرنے کا سبب پوچھا حضرت جعفر نے جواب دیا کہ ہم اپنے پروردگار کے سوا
کسی غیر کو سجدہ نہین کرتے اور ہمارے پیغمبر نے غیر کے سجدے سے منع کیا ہے یہ بات سنکر
بادشاہ کے دل مین ایک ہیبت پیدا ہوئی اور اسافقہ بھی حضرت جعفر اور اونکے ہمراہیون
کے ساتھہ اعزاز و اکرام سے پیش آئے پھر بادشاہ نے حضرت جعفر سے کہا کہ قریش کے سفیر یہ
درخواست رکھتے ہین کہ مین تمکو اونکے حوالے کرون حضرت جعفر نے کہا کہ ان سے دریافت کرکہ آیا
ہم انکے غلام ہین عمرو نے جواب دیا کہ ہرگز نہین یہ سب لوگ آزاد عالی نژاد ہین حضرت جعفر نے کہا
کہ ان سے دریافت کر انکا ہمارے ذمہ کچھہ قرض ہے جسکا مطالبہ کرتے ہین عمرو نے کہا نہین۔
حضرت جعفر نے کہا ہمنے کسیکا خون کیا ہے جسکا یہ مواخذہ کرتے ہین۔ عمرو نے کہا انہین سے ایک
امر بھی نہین جعفر نے کہا پھر ہم سے کیا سروکار ہے جب یہان تک گفتگو ہوئی تو عمرو نے کہا
کہ اے بادشاہ ان لوگون نے ہمارے اور اپنے بزرگون کے دین سے مخالفت پیدا کی ہے جس سے
ہمارے جوانون کے عقیدے فاسد ہوگئے اور ہماری جمعیت متفرق ہوگئی انکو ہمارے حوالہ کرکہ
ہماری قوم اپنی پہلی حالت پر آجائے اور اختلاف جاتا رہے تب بادشاہ نجاشی نے مہاجرین سے
استفسار کیا حضرت جعفر نے حقیقت حال کا اظہار کیا چونکہ نجاشی کے حضور مین حضرت جعفر کی تقریر
اور اسلام کی خوبیون کا بیان اوسوقت کہ اسافقہ اور بطارقہ بھی صحف مقدسہ لیے وہان
حاضر تھے نہایت ہی دلچسپ اور مفید ہے اسلیے بلفظہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

ايها الملك كنا قوما اهل جاهلية نعبد الاصنام وناكل الميتة ونأتي الفواحش ونقطع
الارحام ونسئ الجوار وياكل القوى منا الضعيف فكنا على ذلك حتى بعث الله الينا
رسولا منا نعرف نسبه وصدقه وامانته وعفافه فدعانا الى الله لنوحده ونعبده
ونخلع ما كنا نعبد نحن واباءنا من دونه من الحجارة والاوثان وامرنا بصدق الحديث
واداء الامانة وصلة الرحم وحسن الجوار والكف عن المحارم والدماء ونهانا عن
الفواحش وقول الزور واكل مال اليتيم وقذف المحصنات وامرنا ان نعبد الله ولا نشرك
به شيئا وامرنا بالصلوة والزكوة والصيام فصدقناه وامنا به واتبعناه على ما جاء به من
الله فعبدنا الله وحده لا نشرك به شيئا وحرمنا ما حرم علينا واحللنا ما احل لنا فعدى
علينا قومنا فعذبونا وفتنونا عن ديننا ليردونا الى عبادة الاوثان من عبادة الله وان
نستحل ما كنا نستحل من الخبائث فلما قهرونا وظلمونا وضيقوا علينا وحالوا
بيننا وبين ديننا خرجنا الى بلادك واخترناك على من سواك ورغبنا في جوارك ان لا نظلم
عندك ايها الملك حضرت جعفرؓ کی تقریر دلپذیر کا خلاصہ یہ ہے کہ اے بادشاہ ہم لوگ جاہلیت کی
مصیبت مین گرفتار تھے بتون کو پوجتے تھے مُردار کھاتے تھے بہت کام کرتے تھے رشتہ دارون اور
ہمسایون کے حق نہ پہچانتے تھے اور اونکے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتے تھے اور جو ہم مین زبردست ہوتا
تھا کمزور کو کھا جاتا تھا سو ہم اس حالت ضلالت مین تھے کہ حق تعالے نے ایک رسول کو
ہماری طرف مبعوث کیا جو ہماری قوم وقبیلہ سے ہے اوسکے نسب کو ہم جانتے ہین اور اوسکی
سچائی اور امانت داری اور پاکدامنی سے ہم خوب واقف ہین اوسنے ہمکو خدا کی طرف بلایا
کہ ہم اوسکے ایک ہونے کا اعتقاد کرین اور اوسی کی عبادت بجا لائین اور ہم اور ہمارے بزرگ
جو پتھرون اور بتون کی پرستش کرتے تھے اوس سے باز آئین اور ہمکو حکم دیا کہ سچ بولین اور امانت

ادا کرین اور اقربا کا حق سمجھین اور ہمسایون کے ساتھ نیکی کرین اور حرام کامون سے اور خونریزی

سے باز رہین اور برے فعلون سے اور جھوٹھ بولنے سے اور یتیم کا مال کھانے سے اور شوہردار عورتون

کو عیب لگانے سے ہمکو منع کیا اور ارشاد کیا کہ ہم خداے یگانہ کی عبادت کرین اور کسیکو اوسکا

شریک نہ ٹھہرائین اور نماز اور زکوٰۃ بجا لائین پس ہمنے اپنے رسول کی تصدیق کی اور اوسپر

ایمان لائے اور جو کچھ احکام خدا اوسنے بتلائے ہمنے اوسکی پیروی اور اطاعت کی سو ہمنے

خداے واحد کی عبادت کی کسیکو اوسکا شریک قرار نہین دیتے اور جس چیز کو اوسنے ہمپر حرام

کردیا اوسکو ہمنے حرام جانا اور جس چیز کو ہمارے لیے حلال قرار دیا اوسکو ہمنے حلال سمجھا اسپر

ہماری قوم نے ہمپر جور و جفا کی اور ہمکو عذاب اور فتنہ مین ڈالا اس غرض سے کہ ہم خداپرستی

چھوڑ کر بت پرستی اختیار کرین اور جو پلید چیزین پہلے حلال جانتے تھے اونکو پھر حلال جانین پھر

جب اونھون نے جور و ستم سے ہمکو تنگ کیا اور ہمارے دین مین روک ٹوک کی ہم تیرے ملک مین چلے

آئے اور اور شہرون کو چھوڑ کر رغبت سے تیرے ظل عاطفت مین پناہ لائے اس امید پر کہ یہان

ظلم سے محفوظ رہینگے * حضرت جعفر کی یہ تقریر عرب کے اخلاق اور عادات کی خرابی اسلام کی

تہذیب اور خوبی اور قریش کی طرف سے اذیت اور مصیبت اور اکراہ مذہبی اچھی طرح ثابت

کرتی ہے معتبر روایتون سے ثابت ہے کہ یہ پرتاثیر تقریر سنکر نجاشی بادشاہ نے کہا کہ جو خدا

کا کلام تمھارے پیغمبر پر نازل ہوا ہے اوسمین سے کچھ تمھارے پاس ہے کہ مین بھی سنون

حضرت جعفر نے کہا ہان ہے اور سورہ کہیعص کو اول سے پڑھنا شروع کیا نجاشی نے جب

قرآن سنا اور اس آیت تک نوبت پھونچی فکلی واشربی وقری عینا بے اختیار زار زار رونے لگا

اور اتنا رویا کہ اوسکا دامن آنسوون سے تر ہوگیا اور ڈاڑھی پر آنسو بہنے لگے اور عیسائی

عالم بھی اسقدر روے کہ انجیلیں اشک آلود ہوگئین اور حالت ذوق و شوق مین

گر شود چشمہ دوست تر داریم + گر نسیم

یہ مضمون ادا کیا ع چشم گر بہر دوست تر داریم + گر نسیم

آب چشم و کشتہ نشد + داغہائے کہ بر جگر داریم + پھر نجاشی نے قسم کھاکر کہا کہ یہہ کلام موسے

پر نازل ہوا تھا یہہ دونون کلام نور ایک چراغ کے اور میوے ایک باغ کے ہین +

اسکے بعد قریش کے سفیرون سے کہا کہ اس مہاجرین کے گروہ کو ہرگز مین تمھین ندونگا + اور

تمھاری یہ مراد کبھی پوری نکرونگا یہ بات سُنکر سفیر مایوس و دلگیر مجلس شاہی سے باہر گئے

مگر عمرو عاص جو سفارت مین شامل تھا ایک اور تدبیر تجویز کرکے دوسرے دن

بادشاہ کی ملازمت مین پہونچا اور کہا یہ لوگ حضرت عیسے کے بارے مین تمھارے عقیدے کے

برخلاف اعتقاد رکھتے ہین نجاشی نے حضرت جعفر اور اونکے ہمراہیون کو پھر طلب کیا اور کہا کہ

تم حضرت عیسےٰؑ کی شان مین کیا کہتے ہو جواب دیا کہ جو کچھ حق تعالے نے اونکے حق مین فرمایا ہے

عبد الله ورسوله وكلمته القاها الى مريم وروح منه نجاشی نے کہا واقعی حضرت عیسیٰؑ کی

نسبت جو کچھ تمنے بیان کیا ہے وہ ایسے ہی ہین اسمین فرق نہین مرحبا تمکو اور اوسکو کہ جسکے پاس

سے تم آئے ہو اور مین گواہی دیتا ہون کہ وہ رسول خدا ہین اور وہی ہین جنکے قدوم میمنت لزوم کی

حضرت عیسےٰؑ نے بشارت دی تھی مینے اونکی وصیت انجیل مین دیکھی ہے تم فراغت اور اطمینان

کے ساتھہ میرے ملک مین رہو جو کوئی تمکو ایذا پہونچاویگا مین اوسکو کافی سزا دونگا اور اگر پہاڑ

کے برابر مال و زر مجھکو دے گا تب بھی تمکو اوسکے حوالے نکرونگا اور قریش کے تحفے بھی واپس کر دیے

بالجملہ مہاجرین حبشہ مین راحت و آرام سے بسر کرتے رہے یہانتک کہ سات آدمیون نے وہین

وفات پائی ایک اونمین سے عبد اللہ حجش تھا جو بعد اسلام کے نصرانی ہو گیا تھا اور اسی دین پر

اوسنے انتقال کیا کما فی معارج النبوۃ ہرچند کہ حضرت رسول خداؐ اس عرصہ مین ہجرت کرنے پر مجبور نہین تھے

مگر قریش حتی الامکان حضرت کی ایذا اور اہانت مین سرگرم رہے بلکہ اگر حق تعالے کی حفاظت اور

حضرت ابو طالب کی حمایت شامل حال ہوئی تو قریش بے تکلف حضرت کو قتل کر دالتے ایکدن عتبہ

شیبہ اور ابو جہل اور اور کئی قریش کے سردار حضرت ابو طالب کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے

ابو طالب تم ہمارے سردار ہو ہم ہمیشہ آپکی مرضی کے تابع رہتے ہین اب آپکے بھتیجے نے بزرگون کا

دین ترک کر کرایک نیا دین پیدا کیا ہے وہ ہمارے معبودون کو برا کہتا ہے اور لوگونکو گمراہ

کرتاہے اور باوجود اسکے ہمکو کافر اور گمراہ بتاتا ہے اول ہم تمھارے پاس آئے ہین کہ اسکو

نصیحت کرو کہ پھر ایسا نہ کرے اور اگر تمھاری نصیحت نمانے گا تو ہم خود اسکا انتظام کرینگے +

حضرت ابو طالب نے اونکو شفقت کے ساتھہ نرم جواب دے کر رخصت کیا اور حضرت سے اسکا

ذکر کر دیا حضرت رسول مقبول حسب معمول اپنے کام مین مشغول رہتے تھے اور بتون اور بت پرستون

کو علانیہ برا کہتے تھے قریش کا کینہ روز بروز بڑھتا جاتا تھا کچھہ دنون کے بعد قریش کے رئیس

حضرت ابو طالب کے پاس پھر آئے اور کہا کہ یا ابا طالب ان لك سنا وشرفا ومنزلة فینا وانا

قد استنهیناك من ابن اخیك فلم تنه عنا وانا والله لا نصبر علی هذا من شتم

اباءنا وتسفیه احلامنا وعیب الهتنا حتی تکفه او تنازله وایاك فی ذلك حتی یهلك

احد الفریقین اوکلہ یعنے ایکبار ہمنے آپ سے التجا کی تھی آپنے التفات نہ کیا ہمکو یہ بات

منظور نہیں کہ ہماری طرف سے آپکی خاطر عاطر مکدر ہو مگر اب ہمکو صبر وتحمل کی تاب نہیں رہی

سبنے اتفاق کر لیا ہے کہ خود اوسکے منع اور دفع کرنے مین کوشش کرین اور کہتے ہین کہ مکہ

مین وہی رہے گا یا ہم ہی رہینگے حضرت ابو طالب نے ہرچند اونکو فہمایش کی مگر کچھہ اثر نہوا

اور وہ لوگ غضبناک وہان سے اوٹھہ کر چلے گئے حضرت ابو طالب کو اس سے سخت انتشار ہوا

کیونکہ نہ تو اونکو یہ منظور تھا کہ رسول مختار کو اذیت اور آزار پہونچے اور نہ یہ پسند تھا کہ آپسمین

جنگ وجدال واقع ہو ناچار رسول خدا سے بلا کر کہا کہ تمام قوم آپ کی خصومت پہ

اماده ہوئی ہے اور تجھکو بھی ملامت کرتے ہین اور باہمی عداوت کثرت سے جیسے ہے اگر آپ اپنے ساتھ

کچھ نرمی کرین تو گنجائش ہے حضرتؐ نے خیال کیا کہ شاید اب یہ میری حمایت اور حفاظت سے کنارہ کرتے

ہین مگر حضرتؐ کی ہمت اور ارادہ مین کچھ فرق نہ آیا اور جواب مین ارشاد فرمایا عمّ واللہ لو وضعوا

الشمس فی یمینی والقمر فی یساری علی ان اترک ہذا الامر حتی یظہرہ اللہ واہلک فیہما ترکتہ

یعنے اے عم نامدار واللہ اگر یہ لوگ آفتاب کو میرے داہنی طرف اور ماہتاب کو میری بائین طرف رکھین

اسغرض سے کہ مین اس امر سے باز رہون تب بھی مین اس امر کو ترک نکرونگا یہانتک کہ حق تعالے دین اسلام

کو غالب کرے یا مین اس کوشش مین ہلاک ہو جاؤن یہہ فرما کر حضرتؐ اوٹھ کھڑے ہوئے اور آبدیدہ ہو

تشریف لے گئے جناب ابو طالب حضرتؐ کے حزن و ملال کا حال دریافت کرکے اپنی تقریر سے پشیمان

ہوئے اور حضرتؐ کو بلا کر کہا اذہب ابن اخی فقل ما احببت فواللہ لا اسلمک

یعنی جس طرح آپ کا جی چاہے کہیے اور دعوت کیجیے مین ہر صورت مین آپ کا ناصر اور مددگار

اور آپ کی خوشنودی کا طلبگار رہون قریش نے جب دیکھا کہ ابو طالب بدل سے

رسول خدا صلعم کی رضامندی کے طالب اور حضرتؐ کی حمایت اور نصرت پر راغب ہین تو اونھون نے

ایک اور تدبیر کی کہ دس رئیس عتبہ اور شیبہ اور ابو جہل وغیرہم ولید مغیرہ کے بیٹے کو جو حسن اور جمال مین

مثل آفتاب و ماہتاب انتخاب تھا حضرت ابو طالب کے پاس لائے اور کہنے لگے کہ آپ جانتے

ہین کہ اب عرب مین اس جوان سے بڑھ کر کوئی خوبصورت نہین اور اوسکے باپ سے زیادہ کوئی

نامی اور گرامی نہین سو اس لڑکے کو ہم تمھین دیتے ہین کہ آپ اسکے عوض محمدؐ کو ہمارے حوالہ کرین تو

ہم اونکو قتل کرین حضرت ابو طالب کو ان باتون سے غصہ آگیا اور فرمایا کہ

یہ خیال محال عقل سے بعید ہے کوئی عاقل یہ تجویز نہ کرے گا کہ مین تمھارے فرزند کو لیکر

پرورش کرون اور اپنے فرزند دلبند کو تمہارے حوالہ کرون کہ تم اوسکو قتل کرو جہان بھر مین کسی نے

معاملہ کیا ہے جو تم مجھ سے چاہتے ہو اب تک مین بات کو روکتا تھا لیکن اسوقت علانیہ کہتا ہون کہ

جو شخص پیغمبر کا دشمن ہے مین اوسکا دشمن ہون اور جو کوئی اونکے دین کا دشمن ہے مین اوسکے

دین کا دشمن ہون - قریش یہ بات سُنکر اوٹھ کھڑے ہوے اور ابو طالب کی عداوت پر کمر

باندھی حضرت ابو طالب نے قریش کی خصومت دیکھکر اپنے قبیلہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کو

بُلایا اور ساری کیفیت سے مطلع فرمایا اور اونکو رسول خدا کی حمایت اور نصرت پر ترغیب کی

سبنے رضا و رغبت سے اسبات کو قبول کیا - بموجب معتبر روایت کے بعثت سے پانچوین برس

حضرت سیدة النساء فاطمة الزہرا صلوة اللہ علیہا پیدا ہوئین - چھٹے برس حضرت امیر حمزہ

بھی شرف اسلام سے مشرف ہوئے اور اور اشخاص نے بھی ایمان قبول کیا اور اسلام کو کچھ قوت

حاصل ہوئی اسی طرح کچھ زمانہ گذرا تھا کہ مکہ مین مسلمانون کی افزایش حبشہ مین مہاجرین کی

آسایش اسلام کی رونق مشرکون کے لئے موجب مزید قلق ہوئی اور اس صورت نے اونکو سخت بیرحمی پر

آمادہ کیا اور اک ظلم شدید کا اونھون نے ارادہ کیا کہ بعثت سے ساتوین برس سبنے باہم قول و قرار

کرلیا کہ بنی ہاشم اور بنی عبد المطلب کے ساتھ ہر قسم کا معاملہ ترک کرین نہ اُنکے ہاتھ کچھ بیچین نہ اونسے

خریدین نہ انہین شادی بیاہ کرین بلکہ سلام و کلام تک قطع کرنا لازم سمجھین اور انکو موقع نہ دین کہ

مکہ مین کسیطرح کچھ نفع حاصل کرنے پائین اور آپسمین کوئی صلح منعقد نہو اور اگر ہو تو محمد کے قتل

پر ہو اور اس مضمون کا ایک عہدنامہ تحریر کیا اور چالیس رئیسون نے اوسپر مہرین ثبت کین اور

اوسکو بہت احتیاط سے کعبہ کے دروازہ پر لٹکا دیا جب حضرت ابو طالب کو یہ حال معلوم ہوا

تو اپنے خاندان کو اہل اسلام کی اعانت پر مستعد کیا مگر ابو لہب شریک نہوا اور یہ سب لوگ

شعب ابی طالب کو جاے امن سمجھکر وہان داخل ہوے مشرکون نے اوسکا محاصرہ کیا اگر اتفاقاً

کوئی شعب سے باہر آتا کافرون کے ہاتھ سے طرح طرح کی ایذا پاتا تھا قریش نے

باز اور والون سے کہدیا کہ انکے ہاتھہ کوئی چیز نہ بیچین نہ تحفہ کے طور پر اُنکو کچھہ دین حضرت ابوطالب شعب
کے استحکام مین کوشش کرتے تھے اور حضرت رسول خدا کی محافظت مین تساہل اور تغافل روا
نرکھتے تھے جس وقت شعب مین حضرت خواب استراحت فرماتے تھے جناب ابوطالب تلوار
حمائل کرکے لوازم حفاظت بجا لاتے تھے اور بوجہ رعایت مصلحت کے حضرت کو کبھی کہین اور
کبھی کہین سُلاتے تھے اور دن مین اپنے بیٹون اور بھائیون سے حضرت کی حفاظت کراتے تھے
شعب مین ان بیچارون پر سخت مصیبت گذری عہد نامہ کی پابندی سے قریش نے انکے
ساتھہ معاشرت کا سلسلہ بالکل قطع کر دیا تھا سوائے موسم حج کے کسی کو شعب کے باہر نکلنے کی
مجال نتھی محاصرہ کی وجہ سے انکے پاس کوئی جا نہ سکتا تھا اور حج کے ایام مین یہ لوگ جو باہر
آتے تھے کمال کوشش سے تھوڑا تھوڑا غلہ خرید کرکے شعب مین لیجاتے تھے اور اوسی کو سال بھر تک
صرف مین لاتے تھے بلکہ ان دنون مین بھی قریش کے سردار ابوجہل وغیرہ راستون پر پہونچ جاتے تھے
اور غلہ فروشون کو شعب والون کے ہاتھہ فروخت کرنے سے ڈراتے تھے اور اگر اتفاقاً کسیکو
کوئی چیز خریدتے پاتے تھے تو اوس چیز کی قیمت بڑھاتے تھے اور خود خرید لیجاتے تھے۔
اور اگر بعضے اہل شرک انکی حالت پُر ملالت پر رحم کھاتے تھے اور اُنکے ساتھہ صلہ رحم کی رعایت
بجا لاتے تھے تو اور اہل عناد اونکو بھی ایذا پہونچاتے تھے اور اہل شعب کے لواحق اور توابع
کو بھی ستاتے تھے غرضکہ جناب رسول خدا اور سب مسلمان قید سے بدتر حالت مین ہو گئے تھے
اور سخت آفت مین مبتلا تھے ایکدن حکم بن حزام حضرت خدیجہ کا بھتیجا کچھہ طعام اپنی پھوپھی کیواسطے
لیے جاتا تھا کہ ابوجہل نے اوس سے آویزش کی اور زد و کوب کی نوبت پہونچی ایک شب ہشام
ابن عمر تین بار شتر غلہ بنی ہاشم کے واسطے لے گیا تھا قریش نے اوسپر بھی جھگڑا کیا رفتہ رفتہ
اہل شعب نہایت تنگ اور تباہ حال ہوئے بھوک کے مارے چھوٹے چھوٹے بچون کے رونے

اور چلانے کی آواز اہل شہر کے کانون تک پھونچنے لگی اور وہ بھی اوس سے تنگ ہوئے آخر الامر
جب اسی مصیبت و آفت مین کئی برس گذرے تو چند اشراف قریش کو بمقتضاے ہمدردی و
صلۂ رحم ان قیدیون کے حال پُر ملال پر رحم آیا اور باہم کہنے لگے کہ کمال تاسف کا مقام ہے کہ
ہم لوگ خرید و فروخت اور شادی بیاہ کرین اور ہمارے بھائی بند قید شدید مین رہین نا و نانے
کوئی چیز لیجاتی ہے نہ اونکو دیجاتی ہے نہ وہ کہین بیاہ کرسکتے ہین نہ اونمین کوئی نکاح کرسکتا ہے
اور تجویز کی کہ کل کو ہم قریش کے دار الندوہ مین (مجلس) جمع ہوکر تقریر کرینگے کہ وہ صحیفہ قاطعہ ظالمہ
منسوخ کیا جاوے چنانچہ جب صبح کو مجلس جمع ہوئی تو زہیر نے کھڑے ہوکر تقریر شروع کی
اور کہا یا اهل مكة انا نأكل الطعام ونلبس الثياب وبنو هاشم هلكى لا يباعون
ولا يبتاع منهم والله لا اقعد حتى تشق هذه الصحيفة القاطعة الظالمة
یعنے اے اہل مکہ ہم کھانا کھاتے ہین اور کپڑے پہنتے ہین اور بنی ہاشم ہلاک ہوتے ہین
کہ اون سے خرید و فروخت بند ہے خدا کی قسم مین نہ بیٹھونگا جبتک کہ وہ صحیفۂ ظالمہ قاطعہ
(عہد نامہ) چاک کیا جائے اِسکے بعد ابوجہل نے زہیر کے خلاف گفتگو کی پھر زمعہ بن الاسود
اور ابو البختری اور مطعم بن عدی اور ہشام بن عمر نے زہیر کے کلام کی تائید کی اور بیان کیا کہ
ہم سب اِس عہد نامہ کی تحریر کے وقت اسکے مضمون پر راضی نہین تھے اور اکثر قریش انھین کے
طرفدار ہوگئے اور قریش مین اختلاف پڑگیا اِسی اثنا مین اوس عہد نامہ کو کیڑے نے کھالیا
اور حضرت کو یہ حال وحی کے ذریعے سے معلوم ہوا اور آپنے یہ خبر مسرت اثر اپنے عم نامدار
حضرت ابو طالب سے بیان کی اونھون نے کہا کہ باہر سے کوئی ہمارے پاس نہین آتا اور آپ
بھی یہان سے باہر تشریف نہین لیجاتے اور اسوقت تک کبھی آپ کذب و دروغ کیطرف منسوب

حضرت ابو طالب نے کہا کہ آپکا خدا بر حق ہے اور مین گواہی دیتا ہون کہ آپ سچ کہتے ہین یہ کہہ کر سے
اپنے خالص دوستون کے مجمع قریش مین رونق افروز ہوے قریش اِس خیال سے کہ یہ پنیمبر کی
حفاظت سے تنگ ہو گئے ہین اب اونکو ہمارے حوالے کر دینگے تعظیم اور تکریم سے پیش آئے اور
کہنے لگے کہ شاید اب آپ ہمارے کہنے پر راضی ہوے حضرت ابو طالب نے فرمایا کہ مین ایک مطلب
کے لیے آیا ہون تم وہ عہد نامہ تو لاؤ ابو جہل وغیرہ خوش ہو کر عہد نامہ جو حریر وغیرہ مین لپٹا ہوا تھا
حضرت کے سامنے لائے ابو طالب نے کہا کہ مجھکو محمدؐ نے خبر دی ہے کہ حق تعالےٰ نے اِس عہد نامہ پر
کیڑے کو مسلط کیا اور اوسنے حرف حرف کھا لیا ہے اور صرف خدا کا نام چھوڑ دیا ہے اگر یہ خبر
خلاف واقع ہے تب تو مین محمدؐ کو تمھارے قابو مین دیدونگا اور اگر صحیح ہے تو تم لوگون کو
اونکی مخالفت و عداوت سے باز رہنا لازم ہوگا قریش نے اِس بات کو پسند کیا اور جب عہد نامہ
کو کھولا تو دیکھا کہ لفظ باسمك اللهم کے سوا اوسمین ایک حرف بھی باقی نتھا مخالفون نے
انفعال سے سر جھکا لیے اور زہیر وغیرہ جو اوس عہد کے منسوخ کرنے کی تجویز ٹھہرا چکے تھے اونھون نے کہا
کہ ہم اِس صحیفۂ ظالمہ سے بیزار ہین اور اکثر قریش نے انکی موافقت کی اور مطعم بن عدی نے اوس
کرم خوردہ عہد نامہ کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا جب یہ اتفاق سراسر نفاق باطل ہو چکا تو موافقین
مسلح ہو کر شعب کے دروازے پر آئے اور اون اسیرون کو وہان سے نکال کر انکے مکانون
کی طرف روانہ کیا اور پھر اون سے متعرض ہونے کی قریش کو مجال نرہی اور یہ صورت بعثت سے
دسوین برس ظہور مین آئی اور تین برس مین اہل اسلام نے اِس بلا سے نجات پائی اور
موسم حج مین بھی ہر سال انکو رہائی ملجایا کرتی تھی اور حضرت رسول خدا صلعم اوس چند روزہ
فرصت کو غنیمت سمجھ کر شعب سے باہر تشریف لاتے تھے اور اسلام کی طرف دعوت اور

توسب خوشحال اور فارغ البال رہتے ہے مگر یہ خوشیان بہت ہی تھوڑے دنون تک رہا کہ ا
اور بلای عظیم نازل ہوئی یعنی شعب سے نکلے ہوئے آٹھ مہینے اکیس دن ہوے تھے کہ اسی
سوین سال مین حضرت ابوطالب نے انتقال فرمایا اور اس حادثہ سے تین روز بعد حضرت
خدیجۃ الکبرےٰ نے بھی وفات پائی ان متواتر صدمون سے حضرت رسول مقبول نہایت
درجہ محزون وملول ہوئے کیونکہ اب حضرت کا کوئی بڑا حامی اور مددگار اور مونس اور
غمخوار نرہا ظاہر ہے کہ حضرت ابوطالب نے جناب رسولخدا کی حمایت اور کفالت مین (جیسا کہ
انسے حضرت عبد المطلب نے وصیّت کی تھی) اپنے جان ومال واہل وعیال بلکہ تمام قبیلہ کو معرض
نقصان وتلف مین ڈالا اور بڑی سرگرمی سے سچی حمایت اور ہمدردی کی جس سے اونکی
عقلی اور اخلاقی فضیلتین اونکی ہاشمی حمیّت اور غیرت بخوبی ظاہر ہوتی ہے اور اسی کی
ساتھ اونکا کمال ایمان بھی ثابت ہوتا ہے اور یہ امر جناب پیغمبر کے صدق قول اور خلوص
نیت کی بھی ایک مضبوط دلیل ہے ظاہر ہے کہ ابوطالب سے زیادہ تو حضرتؐ کے حالات
سے واقف اور شب وروز کے امور پر مطلع اور رنج وراحت کی کیفیت اور غم اور خوشی کے حالات
اور اصلی اور دلی خیالات کا جاننے والا کوئی تھا پس اگر اونکے انقلاب احوال مین ابوطالب
کو تزویر کا کچھ بھی شبہہ پایا جاتا اور نبوت کے جھوٹے دعوے کا گمان ہوتا یا کوئی حرکت
یا خواہش انکی ظاہر کے خلاف پائی جاتی تو وہ ایسے عقیل اور شریف اور صاحب غیرت
وحمیت ہوکر دم بھر بھی پیغمبر کی حمایت نکرتے حال آنکہ اونھون نے ایسی حمایت کی جس سے
زیادہ وہم وگمان مین بھی نہین آسکتی کہ تمام قریش سے قطع تعلق اور بیگانگی کو گوارا کیا تمام
اہل اسلام کو حضرت ابوطالب کا بہت کچھ شکر ادا کرنا لازم ہے کیونکہ اونکی سعی جمیل بقاے اسلام
کا باعث ہوئی اور اونکی سیرت اب بھی موجب تصدیق پیغمبر ہوئی ہے جزاہ اللّٰہ عنّا خیر الجزا

کہ حضرات اہلبیتؑ کا جناب ابو طالب کے مومن ہونے پر اتفاق اور اجماع ہے اور بفحواے
اہل البیت ادری بما فی البیت اہلبیتؑ سے بڑھ کر کسکو اونکے احوال سے واقفیت اور اطلاع ہے محمد
بن اسحاق جو اہل سنت کا بہت بڑا مورخ ہے کہتا ہے کہ اگرچہ ابو طالب نے ابتدا مین انکار کیا تھا
لیکن آخر مین کلمہ طیبہ آہستہ کہا جو جناب عباس نے سنا مگر شدت ضعف سے اہل مجلس کو نہ سنا سکے اور
اس مضمون کی حدیث دلائل النبوۃ مین بھی لکھی ہے اور جناب رسولخداؐ کا حضرت ابو طالب کی
وفات سے نہایت مغموم ہونا اور اونکی مفارقت مین رونا اور اونکے جنازے کے ساتھ جانا اور یہ
کلمات فرمانا کہ اے عم غمخوار تمنے صلہ رحم ادا کیا اور میرے حق مین کچھ تقصیر اور کوتاہی نہ کی حقتعالے
آپ کو جزاے خیر دے اس سے بھی ابو طالب کا ایمان عیان ہے کمال تعجب و حیرت کا مقام ہے کہ
حضرات اہل سنت ان سب امور کا اقرار کرتے ہین اور پھر حضرت ابو طالب کے ایمان کا انکار کرتے
ہین چنانچہ کتاب معارج النبوۃ مین جو معتبر کتاب اہل سنت کی ہے لکھا ہے محمد بن اسحاق کہ از کبار مورخین
دار باب سیر حضرت سید المرسلین ست صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میگوید کہ اگرچہ ابو طالب در حین عرض کلمہ
ابا کرد اما در آخر آہستہ بگفت چنانچہ عباس شنید فاما از غایت ضعف نتوانست کہ اہل مجلس را بشنواند
و این حدیث در دلائل النبوۃ نیز ایراد فرمودہ نقل است از اہل البیت کہ ایشان اتفاق دارند برآنکہ
ابو طالب با ایمان رفتہ ولیکن این روایت مخالف اہل سنت وجماعت ست الخ افسوس کہ یہی اہل سنت یزید
کے بارہ مین توقف کو اولی کہتے ہین اور اوس کافر کے کفر سے بیزاری کرتے ہین اور اوسکے برا کہنے کو ناجائز
قرار دیتے ہین اور ابو طالب کو باوجود روایت ایمان و حمایت رسول ایزد منان کفر کی طرف منسوب کرتے ہین
ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد قریش کو رسول خدا پر اور
مسلمانون پر ظلم کرنے کا زیادہ موقع ملا اور بیکس سمجھ کر ستانا شروع کیا یہانتک نوبت پہونچی کہ

حضرت کی بیکسی پر ابولہب کو جسکی شقاوت اور قساوت محتاج بیان نہین رحم آیا اور چند روز تک
بے کفالت وحمایت کے لوازم بجالایا یہان سے حضرتؐ کی شدت مصیبت کا اندازہ ہوسکتا ہے
کہ وہ کیسی افسوسناک حالت تھی جسپر ابولہب سا سخت دشمن بھی نرم اور حمایت پر سرگرم ہوا گو تھوڑے
ہی دنون مین اپنی پہلی حالت بغض وعداوت کی طرف اوسنے رجوع کیا بلکہ پہلے سے زیادہ ظلم و
ستم شروع کیا ابولہب کی شقاوت کی بابت معارج النبوۃ مین یہ روایت لکھی ہے کہ طارق بن
عبداللہ کہتا ہے کہ بازار ذی المجاز مین مینے دیکھا کہ ایک جوان ذیشان آگے آگے چلا آتا ہے اور
لوگون سے فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہو نجات پاؤگے اور ایک شخص پیچھے پیچھے کہتا آتا ہے کہ
یہ جھوٹا ہے اسکی تصدیق نکرو اور اوس جوان کے پتھر مارتا ہے کہ اوسکے پانون سے خون
جاری ہے مینے پوچھا تو لوگون نے بیان کیا کہ یہ جوان ذیجاہ محمدؐ بن عبداللہ ہین اور یہ بے ادب
اونکا چچا ابولہب ہے۔ حضرت رسول خدا ہر طرح جور وجفا سہتے تے اور توحید کی ہدایت اور
بت پرستی کی مخالفت کا ہمیشہ وعظ کہتے تھے اور اپنے پختہ ارادے سے باز نرہتے تھے اور اسی سے حضرتؐ
کا خلوص نیت صدق طویت حقیت دعوت بالبدیہہ ثابت ہے کیونکہ یہ بیحد اختلال اور بے انتہا
رنج وملال جو سالہا سال حضرتؐ کو مع لواحق لاحق حال تھا اوسکی تحمل کسی باطل خیال سے عادۃً
محال تھا اور برسون تک کی متواتر ناکامیابیون مین اور ظاہرا کامیابی کی صورت نظر نہ آنے مین
ان بیشمار روز افزون مصائب کی برداشت کا کیا مآل تھا آخر کار کفار اشرار کا حضرتؐ کے ضرار پر
اصرار ہوا اور حضرتؐ کو مکہ مین رہنا دشوار ہوا ناچار وطن چھوڑنے کی فکر کی اور وہان سے ساٹھ میل کے
فاصلے پر ایک آباد اور تر وتازہ شہر (طائف) کو جہان آپ کے چچا عباس رہتے تھے جانے کا قصد کیا کہ
وہانکے لوگون کو ہدایت فرمائین اور عذاب الٰہی سے ڈرائین اور بت پرستی ترک کرائین پہلے قبیلہ ثقیف

طرف حضرتؐ کو ٹھہرنے بھی نہ دیا پھر ایک قبیلہ مین قبائل بنی قحطان سے رونق افروز ہوئے وہان
بھی کارروائی ہوئی آخر طائف مین پہونچے اور قبیلہ ثقیف کے ایک ایک رئیس سے گفتگو کی اور سبکو
دین اسلام کی طرف ہدایت فرمائی مگر وہان کے رئیسون نے کچھ شنوائی نہ کی اور شریرون
کو اشارہ کیا کہ اونھون نے حضرتؐ کو بہت اذیت پہونچائی اور پتھر مارنا شروع کیے زید بن
حارثہ جو حضرتؐ کے ساتھ تھے حضرتؐ کو بچاتے تھے اور خود ضرب کے صدمے اوٹھاتے تھے یہانتک
وہ مجروح ہوے اور حضرتؐ کے سرانور اور قدم برکت توام مین بھی ضرب آئی حضرتؐ وہان سے
واپس جاتے تھے اور وہ شریر پیچھا کیے چلے آتے تھے ان بیرحمون نے ایک دو میل تک تعاقب بھی کیا
انجام کار رسولؐ مختار اس فرقۂ نابہنجار کی حرکت ناہموار سے عتبہ اور شیبہ کے باغ مین داخل ہوئے
اور امن پائی اور مہموم و مغموم ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے پنڈلیون سے خون بہ رہا تھا وہان
اسطرح سے دعا کی اللھم الیک اشکو ضعف قوتی وقلة حیلتی وھوانی علی الناس
یا ارحم الراحمین انت رب المستضعفین وانت ربی الی من تکلنی الی بعید یتجھمنی
او الی عدو ملکته امری ان لم یکن بك علی غضب فلا ابالی لکن عافیتك ھی
اوسع لی اعوذ بنور وجھك الذی شرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدنیا والاخرة
من ان تنزل لی غضبك او تحل علی غضبك لك العتبی حتی ترضی ولا حول ولا قوة
الا بك یعنی خداوندا اپنے ضعف اور ناتوانی اور عجز اور سرگردانی کی شکایت اور اپنے چارہ کار کی
قلت اور لوگون کی نظر مین اپنی خواری و ذلت کی حکایت ہین تجھی سے کرتا ہون اے ارحم الراحمین
توہی ناتوانون کا کارساز پروردگار ہے میرا بھی توہی مالک و مختار ہے مجھ کو تو کس کے حوالے کرتا ہے
کسی بیگانہ کے جو مجھے دیکھ کر چین بجبین ہو جاتا ہے یا دشمن کے جو میرے ساتھ بدی سے پیش
آتا ہے تیرے غضب سے محفوظ اور تیری رضامندی سے محظوظ ہون تجھکو کچھ پروا نہین

لیکن تیری عافیت کا میدان میرے لیے زیادہ وسیع ہے میرے قہر و غضب بچے کی بھی [illegible]
ہون اور تا حصول رضا تیرا عتاب بجا ہے اور ہر طرح کی حفاظت اور قوت تجھی سے ہے عتبہ اور شیبہ
باغ کے مالک ثقیفون کی جفا اور سارا ماجرا بلندی سے دیکھ رہے تھے اونکو حضرت کی تنہائی اور
بینوائی پر اور کربت و غربت پر ترس آیا اور اپنے غلام عداس نام ہے جسکا مذہب عیسائی تھا کہا کہ
انگور کے کئی خوشے خوان مین رکھ کر اس شخص کے بلے لیجا عداس نے خوشون کا طبق رسول برحق
کی خدمت مین حاضر کیا اور دور کھڑا ہو گیا حضرتؐ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر انگورون
کیطرف ہاتھ بڑھایا عداس نے حضرتؐ کا چہرہ انور اور پیشانی نورانی دیکھ کر عرض کیا کہ یہ ایسا
کلام ہے کہ مینے اس ملک مین کسی سے نہین سنا حضرتؐ نے اوس سے دریافت کیا کہ تو کون ہے کس
مقام کا رہنے والا ہے تیرا دین و مذہب کیا ہے اوسنے جواب دیا کہ مین ایک غلام ہون عیسائی مذہب
نینوی کا رہنے والا حضرتؐ نے فرمایا وہی جو مرد صالح یونس بن متی کا مقام ہے عداس نے پوچھا کہ
آپ یونس کو کیا جانین حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی ہین وہ بھی پیغمبر تھے اور مین بھی پیغمبر ہون
عداس نے پوچھا کہ آپ کا نام نامی کیا ہے فرمایا محمد اوسنے عرض کیا کہ مدت ہوئی کہ مینے آپکا وصف
انجیل مین سنا ہے اور آپ کی تعریف توریت مین پڑھی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حق تعالے
آپکو مکہ مین مبعوث کریگا اور وہانکے لوگ آپکی اطاعت نکرینگے اور شہر سے نکالدینگے اور پھر خدا تعالے امداد کریگا
اب مکہ مین تشریف لائینگے اور آپ کا دین تمام روے زمین پر جاری ہو گا اب آپ اپنا طریق مجھکو تعلیم
کیجیے کہ مین برسون سے آپکی بعثت کا منتظر تھا حضرتؐ نے اوسکو احکام اسلام بتائے + اوسنے
دل و جان سے ایمان قبول کیا۔ اور یہ طائف کا ماجرا بھی حضرتؐ کے سچے نبی ہونے کی قوی دلیل ہے
کہ اس سے بھی حضرت کا خلوص قلبی صدق دلی اپنے دعوے مین کمال استقلال اچھی طرح ثابت ہے
کیونکہ طرح طرح کی مضرت و نقصان خوف ہلاکت اور تلف جان کے سوا کوئی حاصل منفعت

اور کوئی دنیوی فائدہ ذہنی یا فرضی ظاہرا انہین معلوم ہوتا اور قرائن بھی اسکے خلاف پائے جاتے ہین

اسلیئے کہ اب آپکا سن شریف پچاس برس کا ہوچکا تھا اور کوئی حامی و مددگار باقی نرہا تھا جن لوگون نے

آپکا ساتھ دیا تھا وہ خود ہی اپنا گھر بار کھو بیٹھے تھے ایک غیر ملک مین مسافرانہ اور مجرمانہ بسر کررہے تھے

آئندہ کوئی ظاہری توقع قوت یا کثرت حاصل ہونے کی نتھی پھر با اینہمہ حضرت کا اپنے دعوے پر

اصرار سے قائم رہنا صاف ثابت کرتا ہے کہ آپمین کوئی دنیوی لالچ نتھا مکاری نتھی تزویر نتھی

حصول منصب کی خواہش نتھی دولت کی طمع نتھی بلکہ بالکل حقیت تھی حقانیت تھی راستبازی تھی

اخلاص تھا للّٰہیت تھی اور وہ بیشک اپنے دعوے مین سچے اور دعوت مین پکے تھے غیر مذہب

کے لوگون نے بھی اس بات کو تسلیم کیا ہے آنریبل سر ولیم میور صاحب کتاب سیرت محمدی ج ۲

ص ۲۰۷ مین لکھتے ہین محمدؐ کے طائف کے سفر کرنے مین ایک عظمت اور اولوالعزمی کی شان

پائی جاتی ہے ایک مرد بیکس جسکی قوم نے اوسے مقہور اور مہجور کر دیا خدا کے نام پر دلیرانہ جیسا

کہ یونس نینوی کو گیا تھا ایک شہر کو توبہ کی دعوت اور تصدیق رسالت کے لیے چلا گیا اس سے بڑی

وضاحت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اونکو اپنے سچے نبی ہونے پر کس مرتبہ پر وثوق کامل تھا انتہے

جبکہ اہل طائف نے حضرت سے ایسا سلوک کیا تو مجبوری سے آپ کو مکہ مین واپس آنا پڑا مگر دشمنون

کے اندیشہ سے ممکن نتھا کہ بیدغدغہ شہر مین چلے آئین اس لیئے مطعم بن عدی سے حمایت اور

حفاظت کی درخواست کی جسکو اوسنے خوشی سے قبول کیا اور فوراً ایک جماعت اپنے عزیزو

اقارب کی مسلح کرکے حضرت کو اپنی حفاظت مین لے گیا اور کعبہ کے پاس پھونچکر مطعم نے

اپنے اونٹ پر سے باواز بلند کہا کہ اے قریش محمدؐ اب میری حمایت مین ہین تم مین سے کوئی

شخص انسے تعرض نکرے - الغرض حضرت پھر مکہ مین تشریف لائے اور ایک شبانہ روز

جو قبائل باہر سے آتے ...

مقابلہ مین نہایت سختی اور درشتی عمل مین لاتے تھے اور موسم حج مین اک ایک قبیلہ کو جدا جدا سمجھاتے تھے اور اونکے مکانون پر جاتے تھے اور ہر ایک سے تبلیغ رسالت مین نصرت اور حمایت طلب فرماتے تھے اور اونکی طرف سے صاف صاف جواب پاتے تھے اور ناکامی کی مصیبت اوٹھاتے تھے جن قبائل کو طرف اسلام کی دعوت اور ہدایت کی گئی وہ یہ ہین کلب ÷ کندہ ÷ حرب ÷ عزا ÷ حضافہ ÷ صعصعہ ÷ غسان ÷ حنیفہ ÷ بعثت سے گیارھوین برس موسم حج مین یثرب کے آدمی بھی آئے اور حضرت حسب معمول اونکے استقبال کے لیے تشریف لائے اور بکمال فصاحت وبلاغت سے اونکو اسلام کی طرف دعوت اور ہدایت کی اور اونھون نے رغبت سے اجابت کی اور یہ چھہ بزرگوار تھے جنمین جابر بن عبداللہ بھی شامل تھے جب یہ دیندار خلعت اسلام پہنکر مدینہ مین پہونچے تو اہل وطن سے اسلام کی خوبیان رسولخدا صلعم کے اوصاف بے پایان بیان کر کر اورون کو بھی ایمان کی طرف راغب اور اس جنس بے بہا کا طالب کیا چنانچہ بعثت سے بارھوین برس موسم حج مین وہانکے بارہ شخص سعد بن عبادہ اور اسعد بن زرارہ وغیرہ حضرت کی ملازمت سراسر برکت سے ممتاز اور شرف بعیت سے سرفراز ہوئے کہ شرک نکرینگے اور رسولخدا صلعم کی فرمانبرداری سے قدم باہر نہ دھرینگے حضرت صلعم نے مصعب بن عمیر کو جو احکام اسلام سے آگاہ اور حافظ آیات کلام اللہ تھا اونکے ہمراہ کر دیا کہ مدینہ مین جاکر لوگون کو قرآن سکھائے اور شرع کے قاعدے بتائے چنانچہ مصعب نے مدینہ مین پہونچکر اسعد کے مکان پر قیام کیا اور وہان ہدایت اور اسلام کی دعوت مین اہتمام کیا۔ بعضون نے اوسکی رہنمائی سے اسلام قبول کیا اور کفر و شرک سے عدول کیا اور وہان ہدایت ایسی پر اثر ہوئی کہ اکثر لوگونکی نظر مین اسلام کی حقیقت جلوہ گر ہوئی چنانچہ بعثت سے تیرھوین برس موسم حج مین مدینہ کے بہت آدمی جنکی

تعداد موافق بعض روایتون کے قریب بانسو کے تھی مکہ معظمہ مین آئے اور حضرت کی سعادت ملازمت
وبیعت سے مستسعد ہوئے اور دل وجان سے حضرت کی نصرت واطاعت پر مستعد ہوئے اور خفیہ
طور پر استحکام کے ساتھ اس باب مین اون سے عہد وپیمان ہوا اور اس عرصہ مین اور بھی کوئی
کوئی مسلمان ہوا اور آغاز ترقی ایمان اور رونق اسلام کا سامان ہوا اور باوجود ان تمام
مخالفتون اور مزاحمتون کے جو اسلام کی ترقی مین اہل اختیار وذی اقتدار مشرکون کی طرف سے
وقوع مین آئین اسلام نے اپنی حقیت اور صرف منجانب اللہ ہونے کے جہت سے اشاعت پائی
دور دور کے قبائل مین اسلام کی شہرت ہوئی اور موسم کے دنون مین حضرت کے وعظ کی بدولت
اور تبلیغ رسالت کی مشقت سے اسلام نے بہت لوگون کے دلون کو اپنے نور سے روشن کردیا جب
کفار قریش نے مسلمانون کی ترقی اور کامیابی کی یہ صورت دیکھی کہ ادہر تو جو لوگ بے یار ومددگار
ہو کر غیر ملک کو نکل گئے تھے وہان کے بادشاہ نے اونسے تلطف ومدارا کیا اور ادہر مدینہ مین بہت
سے مسلمان ہوگئے تو ان دشمنون نے بہت طیش کھایا اور مسلمانون کو سخت اذیتین اور شدید تکلیفین
دینے لگے رسول خدا صلعم نے یہ حال دیکھ کر اہل اسلام کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیا اور مسلمانون
نے یکے بعد دیگرے مدینہ کو جانا شروع کیا یہان تک کہ مکہ معظمہ مین چند شخص رہگئے صنادید قریش اب
نہایت طیش مین آئے اور اس باب مین مشورہ کرنے کے لیے ایک مجلس منعقد کی اور اونکی رایئن مختلف
ہوئین کہ پیغمبر کو قید کیا جائے یا شہر سے نکال دیا جائے یا قتل کر ڈالا جائے نکالدینے کی رائے تو اس وجہ سے
نامنظور رہی کہ یہ شیرین گفتار خوش کردار جہان جاینگے اپنی شیرین کلامی سے لوگون کو فریفتہ
کرینگے اور جب اونکے تابعین کثرت سے ہوجاینگے اور قابو پا جاینگے تو ہماری نوبت یہانتک
پہونچا دینگے اور تجویز قید بھی نامنظور رہی اس خیال سے کہ اونکے اصحاب واحباب جو متفرق
ہوگئے ہین قید کی خبر سنکر جمع ہوجاینگے اور بنی ہاشم سے اتفاق

اسپر متفق ہوئی کہ قتل ہی کرنا لازم ہے مگر اس طریق سے کہ ہر قبیلہ کے کئی کئی جوان جمع
ہوکر دفعتہً اونپر حملہ کرین اور ساتھ تلوارین مارین اور سب مل کر اونکا کام تمام کرین کیونکہ
اس صورت مین بنی عبد مناف کو تمام قبائل سے تاب انتقام نہوگی ناچار خونبہا پر راضی ہوجاوینگے
ادہر تو کفار اشرار نے یہ تجویز ٹھہرائی اُدھر حضرت صلعم نے بذریعہ وحی کے اس حال سے
اطلاع پائی اور ہجرت کے بارہ مین آیت آئی حضرت صلعم نے جناب علی مرتضےٰ سے ارشاد
کیا کہ مجھکو ہجرت کا حکم ہوا ہے مین اسباب سفر کی طیاری کرتا ہون لوگون کی
امانتین جو میرے پاس ہین تمھارے سپرد کیے دیتا ہون تم مالکون کو دیدینا اور مشرکین میرے
قتل کا ارادہ رکھتے ہین تم جاؤ اور میری چادر اوڑھ لو اور میری جگھہ سو رہو اور اطمینان رکھو کہ
تمکو کوئی صدمہ نہ پھونچیگا حضرت علیؑ مطابق ارشاد عمل مین لائے اور رسول خدا صلعم کی چادر
اوڑھ کر حضرتؐ کے بستر پر فراغت کے ساتھ سو رہے اور اپنی جان حضرتؐ پر قربان کرنے پر آمادہ
رہے حضرت علیؑ کا اس شب مین جناب پیغمبرؐ کے قائم مقام رہنا باوجود اسکے کہ مخالفون سے جناب
پیغمبر صلعم کو سخت صدمۂ جسمانی حتیٰ کہ قتل کا گمان غالب تھا ایک بڑی جانبازی اور شجاعت
کی صریح دلیل ہے منقول ہے کہ جس شب مین کہ حضرت علیؑ نے رسول باری پر جان نثاری
کی طیاری کی حق تعالےٰ نے جبرئیل و میکائیل کو وحی بھیجی کہ مینے تم دونون مین باہم
اخوت اور برادری قرار دی ہے اور ایک کی عمر دوسرے سے زیادہ مقرر کی ہے تم مین
سے کون سا ہے جو اپنے دوست کی زندگی کو اپنی حیات سے زیادہ عزیز سمجھے اُنھون نے
جواب دیا خداوندا ہر ایک کو اپنی ہی زندگی زیادہ عزیز ہے وحی آئی کہ علیؑ بن ابیطالب کو دیکھو
کہ ہمنے درمیان اوسکے اور محمد صلعم کے عقد مواخات باندھا ہے علیؑ نے اپنی جان تصدیق کو

نفس نفیس پر محمدؐ کے نثار کیا ہے اور اوسکی زندگی کو اپنی زندگانی پر اختیار کیا ہے تم چرخ برین سے
زمین پر جاؤ اور علیؑ کو دشمنون کے شر سے بچاؤ حکم الٰہی سے دونون فرشتے آئے اور جبرئیلؑ حضرت
علیؑ کے سرہانے اور میکائیل جانب پایین بیٹھے اور جبرئیلؑ نے کہا خوشا حال آپ کا ای علی مرتضےٰ
آپکے مثل کوئی نہین کہ آپکی ذات بابرکات پر حق تعالےٰ نے فرشتون سے مباہات کی اور خداوند عالم
نے حضرت علیؑ کی شان مین یہ آیت بھیجی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَاللهُ
رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ یعنے بعضے آدمی ایسے خدادوست ہین کہ اپنی جان کو خدا کی خوشنودی چاہنے کے لیے
بیچتے ہین اور حق تعالےٰ بندون پر مہربان ہے۔ (دیکھو معارج النبوۃ) اور حضرت رسول خدا صلعم
علیؑ مرتضےٰ کو اپنے بستر پر سُلاکر ابوبکر صاحب کے گھر تشریف لے گئے اور اوس سے دو اونٹ مول لیے
اور عبداللہ ارقیط لیثی کو جو راہبری مین ماہر تھا اور حسب تصریح مدارج النبوۃ کافر تھا اجرت پر مقرر
کرکر اونٹ اسکے سپرد کیے اور کہدیا کہ بعد تین روز کے غار ثور کے دروازے پر لے آئے اور عامر کو
مقرر کیا کہ غار کے قریب بکریان چرائے اور رات دن مین جب موقع پائے اونکا دودھ پلوائے پھر
ابوبکر صاحب کو ہمراہ لیکر غار مین تشریف لے گئے۔ اہل عنا حسب قرارداد جمع ہوکر آئے اور حضرتؐ کے
مکان جنت نشان کا محاصرہ کیا اور دروازے کے شگاف سے جو دیکھا تو حضرتؐ کی آرامگاہ کو خالی نپایا بل
خیال کرلیا کہ حضرتؐ ہی استراحت فرماتے ہین اور حملے کے ارادے سے جب اندر گئے تو حضرت علیؑ
اوٹھے مشرک یہ حال دیکھکر حیران رہ گئے اور ان سے تشدد کے ساتھ دریافت کیا کہ محمد مصطفے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہان ہین آپنے جواب دیا کیا اونکو میرے سپرد کیا تھا جو مجھ سے پوچھتے ہو
بعض کافرون نے کہا کہ علیؑ ضرور صاحب سر ہین انکو مار ڈالو یا قید رکھو بعض کی رائے ہوئی کہ چھوڑ دو
انجام کار بعد سخت ایذادہی کے حضرت علیؑ کو رہا کیا اور حضرت رسول خداؐ کی تلاش مین مشغول ہوئے
اور منادی کی کہ جو شخص اونکا سراغ بتائے گا سو اونٹ کا انعام پائے گا جوان لوگ مال کی طمع مین

مسلح و مکمل اطراف و جوانب کو روانہ ہوے اور پتہ لگاتے لگاتے غار کے دروازہ تک پہونچگئے

ابوبکر صاحب اپنے جان کے خوف سے محزون ہوکر گھبرائے جناب رسول خدا صلعم نے اونکو سمجھایا اور

خدا تعالے نے اپنے رسولؐ کو اور اونکے طفیل سے ابوبکر صاحب کو بھی کافرون کے شر سے محفوظ رکھا۔

جیسا کہ قرآن شریف مین ہے الا تنصروہ فقد نصرہ اللہ اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی

اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لاتحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ

علیہ وایدہ بجنود لم تروھا یعنے اگر تم رسول کی مدد نہ کروگے تو تحقیق اوسکی مدد خدا نے

کی جبکہ اوسکو کافرون نے نکالا ایسے حال مین کہ وہ دو کا دوسرا تھا یعنے اوسکے ہمراہ ایک ہی

شخص اور تھا جس وقت کہ وہ دونو غار مین تھے جبکہ وہ (رسول) اپنے ساتھی (ابوبکر) سے

کہتا تھا کہ تو محزون و غمگین نہو بیشک خدا ہمارے ساتھ ہے پس خدا نے اپنا سکینہ (اطمینان

اوس رسولؐ پر نازل کیا اور اوس لشکر سے اوسکی تائید کی جسکو تم نے نہ دیکھا ظاہر ہے کہ اس آیہ

شریفہ سے ابوبکر صاحب کی کوئی بزرگی ثابت نہین ہوتی حضرات اہل سنت بعض رکیک توجیہون

سے ابوبکر کی فضیلت اس آیت سے نکالتے ہین اور قرآن کی فصاحت و بلاغت مین صریح

خلل ڈالتے ہین جسکو اس مطلب کی تفصیل مطلوب ہو کتاب رمی الجمرات جواب رسالہ آیات بینات

کو ملاحظہ کرے۔ عامر رات کے وقت در غار پر آتا اور دودھ لاتا اور جو کچھ کفار اشرار کی خبر پاتا

حضرتؐ سے کہہ جاتا آخر حسب الاشارۃ تیسرے دن عبد اللہ اونٹ لیکر حاضر ہوا اور جناب

رسول خدا صلعم اور ابوبکر اور عامر اور عبد اللہ چارون سوار ہو کر مدینہ کی طرف راہی ہوئے

اور خیریت کے ساتھ مدینہ مین پہونچکر قیام فرمایا۔ ہذا ملخص ما فی معارج النبوۃ۔

اب ہم خود پیغمبر صلعم کی سیرت پر نظر کرتے ہین کہ اونھون نے اس تیرہ برس کے تقلب احوال اور

تصدیق کیونکر ہوتی ہے یہ بات تو ہماری نظرون کے سامنے ہے کہ جبتک حضرت ابوطالب زندہ
تھے تب تک تو جناب پیغمبر اپنی ذاتی ریاست اور آئندہ کی توقع ثروت سے نہ صرف دستبردار ہی
ہوے بلکہ اظہار ریاست کی بدولت تمام قبیلہ و قوم کی نظر مین مہجور و مقہور و مجنون قرار پائے اور
ہر طرحکی مذلت و مصیبت اونکو نصیب ہوتی رہی اور بعد وفات ابوطالب کے تو شہر مین گویا
آنحضرتؐ کا خون معاف ہو گیا تھا مگر باایہمہ نقصانات خطیرہ و مصائب شدیدہ حضرتؐ کو تبلیغ رسالت
اور ارشاد خلق پر اصرار اور ثابت قدمی رہی اور آئندہ کو بھی کامیابی کی توقع بظاہر نظر نہ آتی تھی
تسپر بھی انکے داعیۂ الٓہی اور تبلیغ رسالت مین کمال استقلال اور نہایت تحمل یہ کیا بات ہے
ہر صاحب عقل سمجھہ سکتا ہے کہ مکاری اور تزویر اور فریب اور دغل مین یہ باتین کہان اور
ایسا ہی ہمارے مخالفون نے اور غیر ملک کے عقلمندون نے تسلیم کیا ہے تو اب دو باتون کے سوا
اور کچھہ نہین یا تو انکو جنون محض تھا یا یہ رسولؐ برحق تھے جنون اور سوداویت کی تو یہ کیفیت ہے
کہ اسی تیرہ برس کی مدت کے قرآنی سورتین اور حضرتؐ کی تدبیرین اور حسن سلیقہ اور فکر صحیح اور
اصابت رائے اور سکے رد کی شاہد ہین کہ وہ سب سے زیادہ اعقل الناس تھے اور بہت اچھے تجربہ کار اور قائل
اور دانشمند سلیقہ شعار تھے انھین مصیبتون اور اذیتون کے تحمل و برداشت مین انکی صحت تدبیر اور
ثبات عقل ظاہر ہے کہ مسلمانون کی جماعت کو نیست و نابود ہو جانے سے کیا محفوظ رکھا پھر اخلاق
و تمدن کی نصیحتین اور تدبیرین معرفت الٓہی کی اعلےٰ درجہ کی تعلیمین اور علوم حقائق اشیا اور
محاسن قدرت کا بیان اور ذات الٓہی اور بعث و نشر کی بدیہی دلیلین اور اپنی ذات سے تہمت
سودا و جنون کے بطلان مین معقول اور دقیق عام فہم سیدھی سادھی تقریرین صاف ثابت
کرتی ہین کہ سودا یا جنون کا ذرا شائبہ بھی ایسا باطل ہے جیسے خدا کا شریک تو اب انکے سچے

تقوموا اللہ مثنی و فرادی ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ ان ھو الا نذیر بین یدی
عذاب شدید مینے کہہ اے محمد کہ مین تمکو ایک ہی نصیحت کرتا ہون کہ تم خدا کے لیے دو دو
اور ایک ایک کھڑے ہو پھر سوچو کہ تمہارے صاحب (پیغمبر) کو ذرا بھی جنون نہین وہ
تو سخت عذاب سے پہلے صرف ڈرانیوالا ہے - رسول خدا صلعم کی ہجرت سے تین دن بعد
حضرت علی مرتضی بھی حضرتؐ کے ارشاد ہدایت بنیاد کی تعمیل تعجیل و تکمیل سے بجا لا کر یعنے
لوگون کی امانتین جو رسول خدا صلعم کے پاس سپرد تھین مالکون کو پہونچا کر پیادہ مدینہ
کو روانہ ہوئے اور شب کو راہ طے کرتے تھے اور دن کو مخفی ہو جاتے تھے یہان تک کہ
طرح طرح کا رنج و ملال اوٹھا کر سرور اولیا سید انبیا کے دیدار فائض الانوار سے کامگار
ہوئے اور ہنوز رسولخدا صلعم زیب افزاے محلہ قبا تھے حضرت علی کے پاے مبارک صعوبت
پیادہ روی سے مجروح اور پُر آبلہ ہوگئے تھے رسول خدا صلعم نے اپنا دست حق پرست زخمون پر
پھیرا اور دعا شفا پڑھی فوراً صحت کامل حاصل ہوئی اور پھر ہمیشہ پاے مبارک جراحت و
الم سے محفوظ رہے + رسولخدا صلعم نے چار شبانہ روز محلہ قبا مین قیام کیا پھر خاص مدینہ مین
ابو ایوب انصاری کے مکان پر رونق افروز ہوے پھر سات مہینے کے بعد حضرتؐ نے تعمیر مسجد
کےلیئے زمین خرید فرمائی اور جب وہ زمین مسطح اور ہموار ہوگئی تو مسجد کی تعمیر شروع ہوئی
تمام مہاجر و انصار اینٹین اور پتھر لاتے تھے اور حضرتؐ بنفس نفیس بھی اس کام مین اونکی مشارکت
فرماتے تھے اصحاب حضرتؐ کا کمال اہتمام مسجد کے سرانجام مین دیکھ کر بہت کوشش کے ساتھ
اس کام مین مشغول ہوے حضرت علی مرتضے لوازم اہتمام بجا لاتے تھے اور یہ رجز مکرر فرماتے تھے
الرجز لا یستوی من یعمر المساجدا ؛ یداب فیہا قائماً و قاعدا + ومن یری من

اور بار بار پڑھتے تھے ایک شخص اصحاب مین سے ٹھالی بیٹھا تھا اوسنے خیال کیا کہ یہ میری
طرف تعریض وکنایہ کرتے ہین عمار سے کہنے لگا کہ خاموش ہو ورنہ لاٹھی سے خبر لونگا حضرت
نے فرمایا کہ عمار میری آنکھ ہے اوسکو کوئی نہین مار سکتا اور صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ
اصحاب اوس دن ایک ایک اینٹ اوٹھاتے تھے اور عمار دو دو لیجاتے تھے اور
روایت مین ہے کہ ایک اپنے اور ایک رسولخدا صلعم کے عوض لاتے تھے اور حضرت
سر اور چہرے سے گرد جھاڑتے تھے اور فرماتے تھے ویح عمار تقتلہ الفئۃ الباغیۃ یدعوھم
الی الجنۃ ویدعونہ الی النار یعنے افسوس کہ عمار کو باغی گروہ قتل کریگا وہ اوس گروہ
کو بہشت کی طرف بلائے گا اور وہ اوسکو دوزخ کی طرف دعوت کرینگے اور عمار کہتے تھے
اعوذ باللہ من الفتن یعنے مین فتنون سے خدا کے پناہ چاہتا ہون اور عمار صفین کی لڑائی
جو حضرت علیؑ اور معاویہ بن سفیان سے ہوئی تھی لشکر معاویہ کے ہاتھ سے شہید ہوئے
الغرض جب عمارت مسجد کے پاٹنے کی نوبت پہونچی تو حضرتؐ نے حکم دیا کہ خرما کی شاخین چھت
مین لگائین اور تنہ بجائے ستون کے نصب کیے اور کچھ محراب مین لگادیے۔ ہکذا فی معارج النبوۃ
اور اسی سال ہجرت مین رسولخدا صلعم نے اصحاب مین باہم عقد اخوت منعقد کیا یعنے بعض کو بعض
کا بھائی قرار دیا معارج مین لکھا ہے کہ جناب علی مرتضے نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے تمام
اصحاب کے میرا کوئی بھائی مقرر نہین فرمایا حضرتؐ نے ارشاد کیا انا اخوک یعنی مین تیرا بھائی
ہون اور بعض روایتون مین وارد ہی کہ حضرتؐ نے اسطرح فرمایا انت اخی فی الدنیا والآخرۃ
یعنے تو میرا بھائی ہے دنیا اور آخرت مین (دیکھو صواعق محرقہ) اسی سال مین عبد اللہ بن سلام نے جو
یہود کے علمائے اعلام اور احبار عالی مقام سے تھا رسولخدا صلعم کو جانچکر اور پیغمبری کی علامتین دیکھ کر

اور بنی نضیر اور بنی قینقاع رسول خدا کی خدمت مین حاضر ہوئے اور مصالحت کی درخواست کی کہ
ہم آپ کو اور آپ کے اصحاب و اتباع کو کچھ نفع اور نقصان نہ پہونچائینگے اور آپ کے کسی
دشمن کی نصرت وحمایت عمل مین نہ لائینگے حضرتؐ نے اونکی التماس قبول کی اور شرط
کی کہ اگر نقض عہد کرین تو اِنکا خون معاف اور مال حلال اور اونکی اولاد و ازواج کا غلام
و کنیز بنا لینا مباح ہوگا چنانچہ اسی شرط پر وہ یہود راضی ہوگئے اور ہر قبیلہ کا عہد نامہ
تحریر ہوگیا + ہجرت سے دوسرے برس قبلہ کی تحویل بیت المقدس سے کعبہ شریفہ
کی طرف ہوئی - اسی سال مین حضرت فاطمہؑ زہرا کا عقد جناب علیؑ مرتضیٰ کے ساتھ
واقع ہوا اور پانسو درہم جو زمانۂ حال کے حساب سے ایک سو سات روپیہ ہوتے ہین مہر
قرار پایا + صواعق محرقہ مین لکھا ہے الحدیث السادس والعشرون اخرج الطبرانی
عن ابن مسعود ان النبی صلعم قال ان اللہ تعالی امرنی ان ازوج فاطمۃ من
علی یعنے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ حق تعالے نے مجھکو حکم دیا ہے کہ علیؑ سے فاطمہؑ کا نکاح
کرون - معارج النبوۃ مین مرقوم ہے کہ جب علیؑ مرتضے نکاح کی خواستگاری کے لیے آئے تو
حضرت رسولخدا صلعم نے اونکی طرف اشارہ کرکے فرمایا فھذا رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبانہ
یعنے یہ ایسا شخص ہے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسول اوسکو دوست رکھتے ہین
اور جب حضرت علیؑ نے اسبارہ مین گفتگو کی تو حضرت رسولخدا صلعم کی پیشانی نورانی درخشان ہوئی اور
تبسم فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے ابوالحسن تمکو بشارت دیتا ہون کہ حق تعالے نے تیرا اور فاطمہ کا عقد
آسمان پر باندھا ہے تمھارے آنے سے پہلے ایک فرشتہ آیا اور مجھکو سلام کرکے اوسنے کہا البشرٰی بجمع و
طھارۃ النسل یعنے جمع اور پاکیزگی نسل کی تمھین بشارت ہو مینے اوس سے پوچھا کہ طہارت نسل
کی بشارت سے کیا مراد ہے اوسنے جواب دیا کہ من سلطائیل فرشتہ ہون کہ عرش کے پایہ پر موکل

ہون خدا تعالےٰ نے مجھکو حکم دیا کہ آپ کو خوشخبری دون اور ابھی جبرئیلؑ پیچھے آتے ہین مفصل

کیفیت وہ بیان کرینگے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ جبرئیلؑ آگئے اور سلام کیا اور بہشت کے سفید

ایک ٹکڑا اونکے پاس تھا اوسمین دو سطرین نور سے مسطور تھین مینے جبرئیلؑ سے پوچھا کہ

نامہ کا کیا مضمون ہے جواب مین کہا کہ اے محمدؐ حق تعالےٰ نے آپکو اپنی مخلوق مین سے انتخاب

اور آپ کے واسطے ایک بھائی اور ایک مصاحب بھی منتخب فرمایا ہے اوسکو اپنی دامادی

قبول کیجیے اور فاطمہؓ کو اوسکے نکاح مین دیجیے مینے پوچھا کہ وہ کون ہے جسکے قامت پر میری

اخوت کا خلعت چسپت و درست آیا جواب دیا کہ آپ کے دینی بھائی اور چچا کے بیٹے امیر المؤمنین

علیؑ کہ حق تعالےٰ نے اونکا عقد آسمان مین منعقد کیا اس طریق پر کہ پہلے بہشتون کو خطاب کیا کہ

وہ کمال زینت سے آراستہ ہوئے اور حور عین کو وحی بھیجی کہ اونھون نے زیورون سے آپکو زیب

و زینت دی اور درخت طوبےٰ کو حکم دیا کہ پتون کی جگہہ حلے ترتیب کرے پھر امر کیا کہ آسمانون کے

ملائکہ کرام چوتھے آسمان پر بیت المعمور کے پاس جمع ہون اور ایک منبر ہے جسکو منبر کرامت کہتے

ہین اور حضرت آدمؑ نے اوسپر خطبہ پڑھا ہے وہ منبر نور کا ہے اور بیت المعمور کے آگے رکھا ہے

حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو جسکا نام راحیل ہے وحی بھیجی کہ اوسنے منبر پر جاکر حمد و ثنائے الٰہی

کی اور تمام فرشتون مین اوسکی برابر کوئی فصیح لطیف گفتار خوش آواز نہین اوسکی حسن صوت

اور سلاست عبارت کی تاثیر سے آسمانون کے طبق جنبش مین آئے اسکے بعد حق تعالےٰ نے مجھکو

وحی بھیجی کہ اے جبرئیل مینے اپنی کنیز فاطمہ بنت محمد صلعم کا اپنے بندہ علیؑ ابن ابی طالب کے

عقد کیا ہے تو بھی فرشتون مین اس عقد کو موکد کر مین فرمان الٰہی بجا لایا اور فرشتون کو اس

عقد پر گواہ کیا اور ساری کیفیت اس حریر پر ثبت کر کر نظر انور سے گذرانی کہ حکم الٰہی ہے اسطرح

پھر اسپر مشک سے مُہر کرونگا اور رضوان خزینہ دار بہشت کی سپردگی مین دونگا اور جب

عقد مبارک منعقد ہوا تو حق تعالےٰ نے درخت طوبےٰ کو حکم دیا کہ اوسنے حلے اور زیور بکھیرے
اور فرشتون اور حورون اور غلمان نے تلاش سے اوٹھائے اور جو تحفے اور ہدیے کہ یہہ
لوگ ایکدوسرے کو بھیجتے ہین قیامت تک یہی حلے اور زیور رہینگے پھر خداوند تعالےٰ نے
مجھکو حکم دیا کہ آپ کو اس نکاح کی بشارت سناؤن اور تہنیت پہونچاؤن اور آپ بھی
اونکو دو فرزند ارجمند کی خوشخبری دین جو دنیا و آخرت مین پاک اور فاضل ہین پھر
حضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابوالحسنؑ ہنوز جبرئیلؑ جانے نپائے تھے کہ تم دروازہ پر آئے
حکم الٰہی جاری ہوا ہے اوٹھو کہ ہم مسجد مین چلین اور لوگون کے سامنے اس مبارک عقد کے
لوازم ادا کرین اور تمہارے لیے کچھ فضائل و مناقب بھی اصحاب کو سناؤن جس سے تمہاری آنکھ
روشن اور دل مطمئن ہو یہ فرماکر حضرتؐ مسجد مین تشریف فرما ہوئے اور منبر پر جاکر خدا کی حمد وثنا
ادا کی اور تمام اصحاب مہاجرین و انصار کو کوائف شرائف سے جو جبرئیلؑ نے بیان کی تھین
مطلع فرمایا اور بڑے مجمع مین وہ نیک کام انجام کو پہونچایا۔ بعد فاصلے کے لکھا ہے۔ حضرت علیؑ
فرماتے ہین کہ عقد سے چند روز بعد جناب رسالتمآب ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا
کہ تھوڑا پانی لاؤ۔ مینے حاضر کیا حضرتؐ نے پانی پر چند آیات قرآنی پڑھین پھر مجھ سے فرمایا کہ
پیو اور تھوڑا سا چھوڑ دو مینے یہی کیا حضرتؐ نے بچا ہوا پانی میرے سر اور چہرے پر چھڑک دیا اور
فرمایا اذھب عنک الرجس یا اباالحسن و طھرک تطھیرا یعنے خدا تعالےٰ نے تم سے پلیدی
کو دور کر دیا اے ابوالحسن اور تمکو خوب پاک و پاکیزہ کیا پھر اور پانی منگوا کر حضرتؐ نے فاطمہؑ کے
ساتھ یہی طریقہ برتا اسکے بعد حضرت علیؑ کو باہر بھیجدیا اور جناب فاطمہ زہرا سے اونکے شوہر کا حال
دریافت کیا عرض کی کہ تمام صفات کمال سے موصوف ہین مگر قریش کی بعضی عورتین ملامت

کے تمام خزانے سونے اور چاندی کے میرے سامنے پیش ہوئے مینے قبول نہ کیے اگر تمکو معلوم ہو
جو کچھ مجھے معلوم ہے تو ساری دنیا تمہاری نگاہ مین ذلیل وخوار ہو جاوے قسم خدا کی کہ مین تجھسے
سچ کہتا ہون کہ تیرا شوہر تمام اصحاب سے اسلام مین مقدم اور علم وحلم مین سب سے بڑھکر ہے خدا تعالے
نے اہلبیت سے دو شخصون کو اختیار کیا ہے ایک تیرے باپ کو دوسرے تیرے شوہر کو تم اونکی نافرمانی
ہرگز نہ کرنا ہمیشہ فرمانبردار رہنا پھر حضرت علیؑ کو طلب فرمایا اور جناب فاطمہ زہرا کی مراعات اور
اونکے ساتھ لطف ومدارات کی ہدایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ فاطمہ میری پارۂ جگر ہے اگر تم اوسکو
راضی رکھوگے مجھے خوش رکھوگے پھر صاحب معارج کہتا ہے کہ فاطمہ زہرا کے اوصاف حمیدہ اوس سے
زیادہ ہین کہ اس کتاب مین ذکر کیے جاوین اور حضرت فاطمہ کی اولاد امجاد یہ ہین حسنؑ اور حسینؑ اور
زینبؑ اور ام کلثوم اور رقیہ اور محسن جو سقط ہوئے اور اسی مرض مین حضرت فاطمہ نے وفات پائی
اور لطائف سے یہ ہے کہ کتب اہل تذکیر مین مثل سبعیات وغیرہ کے مینے دیکھا ہے کہ حضرت فاطمہ نے
اپنے مہر کے مقدار سے واقف ہوکر حضرت رسول خدا صلعم سے عرض کیا کہ تمام لوگون کی لڑکیون کے مہر
درم ودینار ہوا کرتے ہین آپکی بیٹی کا مہر بھی اسی قسم کا ہو فرق کیا ہوا آپ حق تعالے سے درخواست کرین
کہ میرا مہر امت کی شفاعت مقرر کرے حضرت نے جناب باری مین عرض کیا جبرئیل آئے اور ایک
قطعۂ حریر لائے جسمین لکھا تھا کہ اے فاطمہ حق تعالے نے تیرا مہر تیرے پدر بزرگوار کی امت عاصی کی
شفاعت کو قرار دیا حضرت فاطمہ اوس رقعہ کو حفاظت سے رکھتی تھین آخر عمر مین جب وقت وفات قریب
ہوا تو وصیت کی کہ اس رقعہ کو میری قبر مین رکھدینا کہ فرداے قیامت اسکو اپنی حجت کرکے امت عاصی
کی شفاعت کرونگی (معارج النبوۃ) اور اسی دوسرے سال ہجرت مین مظلوم ومہموم مقہور و
مجبور مسلمانون کو اپنے ظالمون اور موذیون کی مدافعت کی اور اون سے محاربہ اور مقاتلہ کی

كُلَّ خَوَّانٍ كَفُورٍ ۝ اُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيرُ ۝ الَّذِينَ
اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ يَقُولُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ۝ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لَهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَصَلَوٰتٌ وَمَسَاجِدُ يُذْكَرُ فِيهَا اسْمُ اللّٰهِ
كَثِيرًا ۝ وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ الَّذِينَ اِنْ مَكَّنّٰهُمْ
فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ
وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُورِ ۝ یعنے اللہ دشمنون کو ہٹاویگا ایمان والون سے اللہ کو خوش
نہین آتا کوئی دغا باز ناشکر اجازت ہوئی ہے لڑنے کی اونکو جنسے لوگ لڑتے ہین اسواسطے کہ
اونپر ظلم ہوا ہے اور اللہ اونکی مدد کرنے پر قادر ہے (اون لوگون کو اجازت ہوئی ہے) جو نکالے
گئے اپنے گھرون سے ناحق صرف اسی بات پر کہ وہ خدا کو اپنا رب مانتے ہین) کہتے ہین کہ ہمارا
پروردگار خدا ہے (یہ اجازت دفاع کی جو ایک قدرتی حق ہے اسلیے دیگئی کہ) اگر نہ ہٹایا کرتا
اللہ لوگون کو بعض کو بعض سے تو ضرور ڈھائے جاتے تکیے اور مدرسے اور عبادتخانے اور مسجدین
جنمین خدا کا نام بہت پڑھا جاتا ہے اور اللہ بیشک مدد کریگا اوس شخص کی جو شخص مدد کریگا اسکی
کیونکہ خدا زبردست زور والا ہے۔ ان لوگون کو (جو گھر سے نکالے گئے صرف مذہب کیوجہ سے
اور دشمنون کے ظلم سے وہ مذہبی باتین نہین کرسکتے) اگر ہم مقدور دین ملک مین یعنے انپر ظلم
اور زیادتی نہو اور بیخوف اپنے ملک مین رہین) تو وہ لوگ قائم رکھین خدا کی عبادت اور
دیا کرین صدقے اور نیکیون کو جاری کرین اور برائیون سے روکین۔ ظاہر ہے کہ جب مسلمانون
کی حق تلفیون کی یہ نوبت پہونچی کہ جملہ حقوق فطرتی اور مناصب الٰہی یعنے آزادی اور امن
اور حفظ سب خلل پذیر ہوئے اور تمدن کے فوائد سے محروم ہو گئے اور روحانی اور جسمانی اذیتین
پہنچی اور ... مذہبی مزاحمت اور اکراہ تھا کہ وہ مسلمان ان مشرکون کی وجہ سے

اپنے دین کا اقرار اور توحید الٰہی کا اشتہار اور عبادت پروردگار نہین کرنے پاتے تھے
اور اسکے عوض مین ستائے جاتے تھے اور ہنوز ایسی ہی حالت پُر ملالت تھی کیونکہ جو مسلمان عذابٗ
کی تاب نہ لاکر ہجرت کر گئے تھے ادن بیچارون وطن آوارون کو مسافرت مین آسائیش و اطمینان
اور امن وآمان کا سامان کہان اور اگر بالفرض ہو بھی تو وطن آوارگی کیا کچھ کم مصیبت ہے
اور کمزور وناتوان مسلمان اور عورتین اور بچے جو ہجرت سے معذور تھے اور مشرکون کے ہاتھ
سے بحد مظلوم ومقہور تھے وہ تو وطن آوارگی کی دعائین مانگتے تھے چنانچہ اس آیت مین
جس طرح لڑائی کی ہدایت ہے ان مظلومون کی حالت کی بھی حکایت ہے وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ
فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ
اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا
مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ۝ یعنے تمکو کیا ہے کہ نہ لڑو خدا کی راہ مین اور اونکے واسطے جو مغلوب اور
عاجز ہین مرد اور عورتین اور لڑکے جو کہتے ہین یا الٰہی ہمکو اس بستی سے نکال جسکے رہنے والے
ظالم ہین اور ہمارے لیے کوئی حمایتی اور مددگار اپنے پاس سے پیدا کر اور ہر ایک انسان کا
تمدن کی حیثیت سے یہ حق ہے کہ وہ اپنے جان ومال سے محفوظ رہے اور نظام الٰہی اسیکا
مقتضی ہے کہ جب کوئی شخص یا جماعت کسی شخص یا جماعت کے ان فطرتی حقوق مین خلل انداز ہو
تو جس فریق کے حقوق مین خلل واقع ہوا ہے وہ ضرور اس سلسلہ تمدن اور نظام الٰہی کے قائم
رکھنے کے لیے اپنے مخالف ظالم کی مدافعت پر متوجہ ہوتا رہے یہ قاعدہ تمام ارباب ناموس
اور اہل قانون اور اصحاب شریعت مین مسلم اور مقرر ہے اور جس طرح اسکی تحسین وتسلیم پر عقل
کی شہادت ہے اسیطرح قرآن مجید بھی اسکی تائید وتصدیق کرتا ہے لولا دفع اللّٰه الناس الخ اور جو حکم

مین سب قسم کے ارباب ملت کا ذکر ہوا ہے تو اب ان مسلمانون کو ضرور ہوا کہ اسی قدرتی قاعدے

اور نظام الٰہی کی رو سے اپنے دشمنون کے دفاع پر متوجہ ہون اور ان بدیہی اور واقعی حق تلفیون

اور مدت مدید کے نقصانون کے جبر کے لیے مدافعت کا حق پائین اور بہ ناچاری اس جماعت شریر

اور قوم ظالم سے لڑین چنانچہ پہلا حکم حرب و دفاع کا قرآن مجید مین اُذِنَ لِلَّذِینَ الایہ نازل ہوا

اس آیت مین حرب و دفاع کے جائز ہونے کی دلیلین اور عذرات اصول مدنی اور ملی یعنی نظام دنیوی

کے قاعدے پر اور مذہب کی مزاحمت کی بنا پر اچھی طرح بیان ہوے ہین جو امور حقوق تمدن کے

تلف ہو جانے پر مسلمانون کو مدافعت پر آمادہ ہونے کی باعث ہوئی وہ یہ ہین (۱) یہ کہ اون سے

لوگ لڑتے ہین (یُقَاتَلُوْنَ) (۲) یہ کہ اونپر ظلم ہوا ہے (ظُلِمُوْا) (۳) یہ کہ یہ لوگ اپنے گھرون

سے نکالے گئے (اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ) اور مذہبی وجوہ ضرورت دفاع کے یہ ہین (۱) یہ

کہ انپر مصیبت پڑنے کا اور اونکے جلاوطن ہونے کا باعث یہ ہے کہ یہ لوگ اپنا پروردگار اللہ

کو بتاتے ہین (اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللہُ) (۲) یہ کہ اگر مدافعت نہو تو رسوم عبادت الٰہی خاک مین

مل جائین (لولا دفع اللہ الناس الخ) (۳) یہ کہ اپنے مذہب کی رسمین یعنے نماز اور زکوٰۃ اور نیکونکا

جاری کرنا اور برائیون سے روکنا عمل مین نہین لا سکتے (اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ الخ) پس

ان وجوہ سے لازم ہوا کہ اہل اسلام جنگ دفاع کرین اور مخالفون کا مقابلہ کر کے اونکو روکین

اور ہٹائین اور اپنے اصلی حقوق آزادی تمدن امن سے رہنا مذہب کو بخوف وخطر جاری کرنا

یہ سب قائم کرین یہ ہے اصلی کیفیت اوس زمانہ کی لڑائیون کی جسکی وجہ سے عیسائیون نے

بے حد شور وغل مچایا ہے اور لوگون نے اپنے جہل یا تجاہل سے اوسکو منشا طعن

واعتراض بنا رکھا ہے۔

جب مکہ کے مشرکون کو معلوم ہوا کہ رسول خدا صلعم خیر و عافیت سے مدینہ منورہ مین تشریف لیگئے
اور وہان مع مہاجرین و تابعین کے امن و امان سے ہدایت فرماتے ہین اور نقصان مال اور ترک
وطن کے سوا اور مصیبتون سے محفوظ ہین تو یہ مشورہ کیا کہ تجارت کے حیلہ سے مدینہ کے قرب و جوار
مین آمد و رفت رکھین اور وقت فرصت کے منتظر رہین جسوقت کہ موقع پائین مسلمانون کا
استیصال کرین یہ فاسد ارادہ حضرتؐ کو دریافت ہوا تو آپ قافلہ کفار کی آمد و رفت کا تجسس
و تفحص رکھتے تھے اور کبھی کبھی گروہ گروہ مسلح مہاجرین و انصار واسطے استخبار حالات کفار کے
روانہ فرماتے تھے اور اونکی تہدید و تخویف عمل مین لاتے تھے ہجرت سے دوسرے برس قریش کے سردار
مثل ابوجہل بن ہشام اور زمعہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف اور حکم بن حزام اور نضر بن الحارث اور سہیل
بن ہشام وغیرہم نوسو پچاس مرد جنگی جنکے پاس سو گھوڑے اور شتر اونٹ اور کثرت سے آلات
حرب و ضرب تھے چنانچہ اونمین گھوڑون کے سوار سب اور بعضے پیادہ بھی زرہ پوش تھے
مسلمانون کے قلع و قمع کی طمع سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور اونکی مدافعت کے لیے
حضرت رسول خدا صلعم نے بھی مع تین سو پانچ آدمی کے جنکے ساتھ تین گھوڑے شتر اونٹ
چھ زرہ آٹھ تلوارین تھین مدینہ منورہ سے کوچ کیا اور جو اونٹ حضرتؐ کی سواری مین تھا
اوسمین جناب علی مرتضی اور زید بن حارث بھی شریک تھے مقام بدر مین صف آرائی اور جنگ آزمائی
ہوئی اکثر اہل اسلام خصوصا حضرت علی مرتضی علیہ السلام نے جرارت و شجاعت کی داد دی آخر کفار
نے ہزیمت پائی اور غنیمت فتح مسلمانون کے ہاتھ آئی صاحب معارج النبوة لکھتے ہین
کہ لشکر اسلام سے کل چودہ آدمی درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور فوج کفار سے ستر شخص گرفتار اور ستر
فی النار ہوئے منجملہ اونکے بنا بر ایک قول کے چھتیس ۳۶ شخصون کو حضرت علی نے قتل کیا اور انحضرت کے

کہ اونکے دست حق پرست کے مقتول کل فرشتون اور مسلمانون کے مقتولون کی نسبت بنابر ایک

قول کے نصف سے زیادہ اور بالاتفاق ثلث سے زیادہ تھے اور باانہمہ جنگ آزمائی آپنے رسولخدا

کی حفاظت بھی فرمائی۔ معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ علی مرتضے فرماتے ہین کہ مین تین بار معرکے

سے باہر آیا اور عریش پر جو حضرت صلعم کے لیے بنایا گیا تھا خبرگیری کے واسطے گیا ہر دفعہ حضرت کو

سجدے مین مشغول پایا کہ کہہ رہے ہین یَا حَیُّ یَا قَیُّومُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِیْثُ پوشیدہ نرہے

کہ بعضے اہل نفاق دنیا طلبی کی غرض سے مسلمانون مین شامل تھے اور غنیمت وغیرہ کی طمع سے معرکۂ

بدر مین بھی مسلمانون کے شریک تھے جنکے حق مین آیہ تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ الدُّنْیَا وَاللّٰهُ یُرِیْدُ

الْاٰخِرَۃَ نازل ہوا ہے اور سپاہ کفار سے ستر آدمی جو گرفتار ہوئے تھے اونمین سے بعض فدیہ

(چھوڑوائے) لیکر اور بعضے احسانا چھوڑ دیے گئے اہل سُنت نے اس مقام پر ایک عجیب طوفان

باندھا ہے کہ رسولؐ خدا نے بدر کے اسیرون کی نسبت عمر خطاب سے مشورہ لیا تو اونھون نے یہ

صلاح دی کہ سب کو قتل کرنا چاہیے حضرت نے اُنکی راے کے برخلاف اونکو چھوڑ دیا تب

جناب رسالتمآب پر خدا تعالے نے عتاب فرمایا اور یہ آیت بھیجی تریدون عرض الدنیا واللہ

یرید الاخرۃ واللہ عزیز حکیم ہ لولا کتاب من اللہ سبق لمسکم فی ما

اخذتم عذاب عظیم ہ یعنے تم دنیا کی متاع چاہتے ہو اور خدا آخرت چاہتا ہے

اور اللہ عزیز حکیم ہے اگر ایک نوشتہ خدا کا پہلے سے نہوتا تم پر اس لینے مین بڑا عذاب نازل ہوتا

شاہ عبدالعزیز نے تحفہ اثنا عشریہ مین اور اور علماے اہل سُنت اپنی اپنی تصانیف مین صاف

صاف لکھتے ہین کہ جناب رسول خدا اس آیت کے مخاطبین مین شامل بلکہ اونکے فرد کامل ہین

توبہ توبہ یہ لوگ اتنا نہین سمجھتے کہ شان نبوت اس سے کہین ارفع ہے کہ اونکا دامن ہمت لوث

تو اس آیت کا مصداق وہی لوگ ہین جو دفاع مُشرکین سے مُنہ پھیرتے تھے اور لوٹنے مین اور
لوٹ کا مال جمع کرنے مین مصروف ہوتے تھے اور اونکا اصلی مقصد تحصیل دنیا تھا جس صورت سے ممکن ہو
اور ایسے لوگ منافقین تھے یا مُولفتہ القلوب جیسا کہ بیان ہوا - ہان یہ حضرات ایک اور عجیب
بات کہتے ہین کہ کامل انسان جو فعل ناقص مخالف حکم خدا کرے اوسکے حق مین وہ معصیت نہین
ہے اگرچہ وہی فعل اگر ناقص آدمی سے صادر ہو تو معصیت بلکہ کبیرہ ہو جیسا کہ مولوی عبد العلی
شرح مثنوی معنوی مین لکھتے ہین مولوی قدس سرہٗ مخالفات انسان کامل را بزلت تعبیر
فرمودند نہ بعصیان برای آنکہ اول تحقیق نمودند کہ انسان کامل بے گناہ است پس این فعل
مخالف درحق ایشان عصیان نمے تواند شد بلکہ زلت میتواند شد و معنی زلت لغزش ست از مقام
خود کہ فعل مناسب مقام ایشان نبود از ایشان صادر شد اگرچہ این فعل باین شان ست کہ اگر از
ناقص صادر میشود عصیان مے بود بلکہ کبیرہ مے بود چنانکہ اصحاب بدر بودند کہ اللہ تعالے ہمہ افعال را
درحق ایشان درحکم مباح گردانید و فرمود ایشان را اعملوا ما شئتم لقد غفرت لکم
ہرچہ خواہید بکنید ہر آئنہ بخشیدیم شمارا پس ہرچہ کہ از اصحاب بدر بظہور آید عصیان نشود
اگرچہ چنین باشد کہ اگر از غیر ایشان صادر مے شد عصیان مے بود لیکن مناسب شان
و منزلت ایشان نہ بود کہ صادر شود از ایشان و ہمچنین فعلے کہ از اولیا بلا قصد صادر شود
بلکہ بخطا و نسیان معصیت نیست بلکہ خلاف منزلت ایشان ست و ہمچنین ولی کہ مکاشف باشد
بقدر خود و مشہود وے شود کہ در حق وی مخالفت مقدر ست پس بحکم تقدیر از وے مخالفت صادر
خواہد شد البتہ اما عصیان نیست کہ در اینجا تکلیف از وے ساقط ست وقت صدور آن فعل
متلذذ بآن فعل نمیشود بلکہ میداند کہ بحکم قدرست" اصحاب عقل دوین خیال کرین کیونکر ہو سکتا

ناقص کے حق مین گناہ کبیرہ ہو جائے تکلیف الٰہی مین جملہ مکلفین برابر ہین اور فقرہ

اعملوا ما شئتم جو مولویصاحب نے لکھا ہے خدا پر محض افترا ہے کیونکہ کل آیات و روایات

امر و نواہی کا مدار امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے اور دین اسلام کی بنا اسی پر

قائم کی گئی ہے سو اس فقرے سے دین کی بیخ بھی اوکھڑی جاتی ہے اور کس طرح ممکن ہے

کہ خدا تعالےٰ بجا بجا خود قرآن مجید مین برے کامون سے عموماً منع کرے اور اونپر دنیا مین حدود

تعزیر اور عقبےٰ مین وعید عذاب السعیر مقرر فرمائے اور نیز کسی فریق کو مباح کرے کہ تم جو برے

کام چاہو کرو چاہو شراب پیو چاہو ماہن سے زنا کرو چاہو ناحق خون کرو چاہو لوٹ مار مچاؤ

تمھین سب معاف ہین ایسا صریح تناقض کلام الٰہی مین کوئی عاقل دیندار تجویز نہین کرسکتا

بلکہ بعض علماے اہل سُنت کو جو کسی وقت بیہوشی اور غفلت سے فی الجملہ افاقہ ہوا ہے اور

اس کلام سراسر ملام کے قبائح و شنائع پر متنبہ ہوئے ہین تو اس عبارت کی فکر تاویل مین

پڑے ہین اور مثل ناقہ عشوا ہاتھ پانون مارنا شروع کیا ہے فان شئت التفصیل

فارجع الی رمی الجمرات پھر ابتدای ہجرت کے دوسرے

سال مین یہود بنی قینقاع جنھون نے رسول خدا سے مدینہ مین تشریف لانے کے وقت

عہد کیا تھا معاہدہ سے منحرف ہو گئے اور جب اہل اسلام فائز المرام شادکام بدر سے

واپس آئے تو وہ یہود حسود حسد کی راہ سے کہنے لگے کہ محمدؐ ان لوگون سے لڑے ہین جنکو فن

جنگ مین مہارت نتھی اگر ہم سے لڑینگے تو معلوم ہو جائے گا۔ بالجملہ اونکے طرف سے

اطمینان نرہا اور خیال ہوا کہ قابو پاکر اہل اسلام پر حملہ کرینگے اسلیے رسول خدا نے اونپر لشکرکشی

کی آخر اونھون نے مرعوب و مغلوب ہو کر امان چاہی اور ترک وطن پر راضی ہو کر اور ملک

ذلت وخواری پر بیقراری سے گھبرایا اور دو سو سوارے کر مدینہ کو چلا اور قبیلہ بنی النضیر مین
پھونچا اور شب کو سلام بن مشکم کے مکان پر ٹھہرا اوسنے ابوسفیان کی مہمانداری مین کوئی دقیقہ
فروگذاشت نکیا پھر ابوسفیان صبح کو مقام عریض مین گیا جو مدینہ سے ایک فرسخ ہے وہان معبد بن
عروس انصاری مع ایک مزدور کے اُسوقت زراعت کا کام کررہے تھے ابوسفیان نے ان
دونون کو قتل کیا اور خرما کے چند درخت جلا دیے اور فی الفور مکہ کو واپس بھاگا حضرت رسول خدا
نے اس حال پر ملال سے خبر پاکر مع دو سو مہاجر و انصار کے اوسکا تعاقب فرمایا لیکن وہ ایسا
بھاگا کہ ہاتھ نہ آیا- ہجرت سے تیسرے برس رسول خداصلعم کو خبر ملی کہ بنی سلیم وغطفان قرقرۃ الکدر
مین جمع ہوکر اہل اسلام سے مقابلہ ومقاتلہ کا قصد رکھتے ہین حضرت صلعم دو سو آدمی لیکر انکی
مدافعت کے لیے تشریف لیگئے جب وہان پھونچے توکسیکو نپایا بعد جستجو کے چند شتربان اور ایک
غلام یسار نام ملا اوس سے دریافت کیا کہ بنی سلیم وغطفان کہان ہین یسار نے جواب دیا کہ جہان
پانی پاتے ہین ٹھہر جاتے ہین اب معلوم نہین کہ کس مقام پر ہین یہ سُنکر حضرت بغیر جدال وقتال
واپس آئے اسی سال مین رسول خداصلعم نے عمر کی بیٹی حفصہ کے ساتھ نکاح کیا معارج النبوۃ مین
لکھا ہی کہ سنہ ۴۵ ہجری مین حفصہ نے انتقال کیا اور مروان نے جو اُن دنون مدینہ کا حاکم تھا اُسکے
جنازہ کی نماز پڑھائی اور وہ بقیع مین مدفون ہوئی - اور اسی سنہ ۳ ہجری مین تمام اشراف کفار
قریش اتفاق سراسر نفاق کرکرا اور اطراف وجوانب سے جمعیت بہم پھونچاکر لڑائی کے ارادہ سے مدینہ
کو روانہ ہوئے اس لشکر اکفر مین اسود بن مطلب بن اسد اور حویطب بن عبدالعزی اور صفوان
بن امیہ اور عکرمہ بن ابی جہل اور ابوسفیان وغیرہ تین ہزار مرد جنگی تھے جنمین سات سو
زرہ پوش اور دو سو گھوڑے اور تین سو اونٹ تھے اور گیارہ ہودج عورات کے بھی ہمراہ تھے

خرار مرد کے تمین سو زرہ پوش اور کل دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا خاص حضرت کی سواری کا

دوسرا ابو بردہ کا اور کفار اشرار کے مقابلہ کے لیئے مدینہ سے چلے اور چونکہ آخر شب کا وقت تھا

بضرورت کے اس لشکر ظفر پیکر کا گذر ایک احاطہ کی طرف سے ہوا جو ربع بن قبطی منافق نابینا

ہ کور ظاہر و باطن جب اس حال سے مطلع ہوا غضبناک اوٹھا اور لشکر اسلام کے مونہ پر

خاک بکھیرنے لگا اور بکتا تھا کہ اگر تم پیغمبر ہوتے تو میرے احاطہ کے اندر نہ آتے سعید بن زید بن اشہل نے

کمان اوس اندھے کے سر پر ماری کہ سر پھوٹ گیا اور خون بہنے لگا حضرت صلعم نے فرمایا کہ دعہ

انہ اعمی القلب یعنے اسے چھوڑ دے کہ یہ کور دل ہے بعضے آدمی قبیلہ بنی حارثہ کے جو اوس

اندھے کے ہمقوم اور ہمرنگ تھے اوسکی حمایت کو طیار ہوئے اور کہنے لگے کہ اے سعید تیرا یہ فعل اوس

عداوت کا نتیجہ ہے جو بنی عبدالاشہل کو بنی حارثہ کے ہے اسید بن حضیر نے کہا کہ نہین قسم خدا کی یہ نتیجہ

تمہارے نفاق کا ہے اگر جناب رسول خدا صلعم اشارہ فرمائین تو مین تجھکو اور تیرے ہم اعتقادونکو

گردن ماردون حضرتؐ نے فرمایا کہ چپ رہو تب خاموش ہوئے۔ لشکر اسلام وقت فجر احد مین داخل

ہوا اور نماز صبح جماعت سے پڑھی پھر رسول خدا صلعم نے لڑائی کی طیاری کی اور زرہ پر ایک اور

زرہ پہنی اور سر انور پر خود رکھا اوسوقت عبداللہ ابی منافق مع تین سو اپنے تابعین منافقین کے

یہان سے پھر گیا اور ہرچند بعضون نے اوسکو نہمایش کی مگر کچھہ اثر نہوا اس سے ظاہر ہے کہ اصحاب

رسالت مآب مین منافقین کس کثرت سے تھے تین سو تو یہی تھے جو مسلمانون مین شامل ہوکر

کافرون سے لڑنے آئے تھے اور جب اونکے سردار ابن ابی نے کافرون کی کثرت دیکھی

اور غنیمت سے یاس اور جان کا پاس ہوا ایک اوسنے حیلہ سے جدا ہو گیا اور بنی حارثہ کے منافقون

کا بھی ابھی ذکر ہو چکا ہے اور یہہ تو وہ لوگ ہین جنکا نفاق ایک ہی اتفاق سے ظاہر ہوگیا

چھپایا دہ اونکے علاوہ ہین اور منافقون کی یہ کثرت تو احد کے معرکہ تک تھی کہ ہنوز مسلمانون کی
قلت اور اونکو حالت عسرت تھی اور آئندہ جب مسلمان مرفہ حال اور اموال غنائم سے مالا مال
ہوئے تو اس سے سمجھنا چاہیے کہ اوسوقت کسقدر منافق اونمین شامل ہو نگے القصہ وہ کفار نگونسار
جرات کرکر رسول مختار کے مقابلے مین آمادۂ جنگ وپیکار ہوئے ناچار سید ابرار بھی صف آرائی
پر طیار ہوئے اور ایسا موقع ملا کہ لشکر اسلام کے مدینہ برابر مین کوہ احد پس پشت اور عینین بائین جانب
واقع ہوا اور کوہ عینین مین ایک شگاف تھا جسکی وجہ سے یہ خطرہ تھا کہ مشرک گھات لگا کر اوس
طرف سے مسلمانون پر آپڑین اسلیے حضرتؐ نے عبد اللہ جبیر کو مع پچاس تیر اندازون کے مقرر
فرمایا کہ اوس گھاٹی کی حفاظت کرین اور اونکو تاکید کر دی کہ کسی حالت مین اپنی جگھہ
سے نہ ہلین خواہ مسلمان غالب ہون یا مغلوب اور مبالغہ سے کہدیا کہ جبتک میری طرف سے تحریک
نہو اپنی جگھہ سے حرکت نکرین پھر بازار کارزار گرم ہوا طرفین سے حملے شروع ہوئے معارج النبوۃ
مین مرقوم ہے مشہور ہے کہ اس معرکہ مین حمزہؓ اور علیؓ اور ابودجانہ نے ایسے ایسے کام کیے کہ اوس سے
زیادہ تصور مین نہین آسکتے۔ آخران حضرات کی کوشش اور اہل اسلام کی سعی سے اشرار
نے فرار کیا اور اصحاب غنیمت کا اسباب لوٹنے مین مصروف ہوئے عبد اللہ جبیر کے ہمراہی بھی
حرص وطمع مین غنیمت جمع کرنے کی گرفتار ہوئے اور بے اختیار گھاٹی کو چھوڑ کر راہی لشکر گاہ
کفار ہوئے ہر چند عبد اللہ جبیر نے ممانعت فرمائی اور رسول خدا صلعم کی تاکید شدید یاد دلائی مگر ایک
نہ سنی ہان دس آدمی یا اس سے کم اوسکے ہمدم رہ گئے خالد بن ولید جو اسی تاک مین لگ رہا تھا
مع عکرمہ بن ابی جہل وغیرہ مشرکون کے عبد اللہ جبیر پر حملہ آور ہوئے اور اوسکو مع ہمراہیون کے
شہید کیا اور اوس گھاٹی سے نکل کر مسلمانون کے پیچھے آگئے اور تلوارین کھینچکر اہل اسلام کو قتل کرنا
شروع کیا [illegible]

منقول ہے کہ شیطان لعین نے اوس وقت تین بار یہ آواز جگر گداز بلند کی الا ان محمداً

قد قتل یعنے آگاہ ہو کہ رسول مقبول مقتول ہوئے اصحاب رسالت مآب یہ

صداے وحشت افزا سنکر برابر بھاگے جاتے تھے اور ہر چند حضرتؐ انکو بلاتے تھے اور سمجھاتے

تھے اور اسطرح فرماتے تھے یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم قد وعدنی النصر فانی

این الفرار یعنے اے لوگو مین خدا کا رسول ہون اُسنے مجھہ سے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے تم

کہان جاتے ہو وہ لوگ حضرتؐ کی آواز ہدایت طراز سنتے تھے مگر مطلق خیال مین نہ لاتے

تھے اور اپنی جان بچاتے تھے اور بے تحاشا بھاگے چلے جاتے تھے۔ مؤلف کہتا ہے کہ اہل

انصاف بتائین کہ جن صاحبون نے ایسے سخت وقت مین رسول خدا صلعم کو کافرون کے نرغہ

مین تنہا چھوڑا اور کفار کے مقابلہ سے مُنہ موڑا کیا وہی مدح الذین معہ کے مستحق اور وصف

اشداء علی الکفار سے موصوف ہین یا جو اپنے ہمراہیون کو اسطرح کی سخت

مصیبت مین مبتلا چھوڑکر نہایت بیرحمی سے نفسی نفسی کرتے بھاگ نکلے وہی لوگ رحماء بینہم کے

مصداق ہین۔ کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ جب لوگون نے لڑائی سے جان چرائی اور حضرتؐ

کے پکارنے پر التفات نہ کیا تو حضرتؐ کو غصہ آگیا اور حضرتؐ کے غصہ کی علامت یہ تھی کہ پیشانی

نورانی سے پسینہ ٹپکنے لگتا تھا اوس حالت مین جو نگاہ کی تو علی مرتضیٰ کو دیکھا کہ حضرت صلعم کے ساتھ

کے پاس کھڑے ہین ارشاد کیا کہ کیون تمنے اورون کی ہمراہی نہ کی اور بھاگ نہ گئے جواب دیا کہ

یا رسول اللہ لا کفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ یعنے ای رسول خدا صلعم بعد ایمان کے کفر

نہین ہے مجھکو صرف آپکی پیروی سے سروکار ہے اوسوقت ایک گروہ مخالفون کا حضرتؐ کی طرف

متوجہ ہوا فرمایا کہ اے علی مجھکو انکے شر سے محفوظ رکھو حیدر کرار نے زخم تیغ آبدار سے کفار کو متفرق

کر دیا اور جسکو زخمی کیا مار ہی گرا اور جب اہل اسلام منتشر ہوگئے بعضے بھاگ نکلے بعضے مارے گئے حضرت

رسول خدا صلعم نے با اینہمہ معرکے سے منہ نہ پھیرا اور تیر اور پتھر سے مشرکون کو دفع کرتے رہے۔ (مولف کہتا ہے کہ اس عبارت سے تمام صحابہ کا بھاگنا ظاہر ہے) پھر اسی کتاب مین چودہ اصحاب کا ثابت قدم رہنا بھی نقل کیا ہے جنمین سات منجملہ مہاجرین تھے ابوبکر۔ علی مرتضیٰ عبدالرحمن بن عوف۔ سعد ابن وقاص زبیر بن العوام۔ طلحہ بن عبید اللہ ابوعبیدہ بن الجراح اور سات انصارین سے تھے جناب بن المنذر۔ ابودجانہ عاصم بن ثابت حارث بن صمہ سہیل بن حنیف اسید بن الحضیر سعد بن معاذ اور بجائے اسید کے بعضون نے سعد بن عبادہ کو یا محمد بن مسلمہ کو کہا ہے۔ اس راوی نے خلفائے ثلثہ سے صرف ابوبکر کو عار فرار سے بچایا ہے) اسکے بعد ایک اور روایت لکھکر ابوبکر کی جانفشانی اور حمایت رسول ربانی کو خاک مین ملایا ہے یعنے لکھا ہے کہ ان چودہ شخصون مین آٹھ نے مرنے پر بیعت کی تھی کہ جبتک مرینگے منہ نہ پھیرینگے یہ آٹھون شخص کفار کو حضرتؐ سے دفع کرتے تھے اور عنایت الٰہی سے یہ سب محفوظ رہے اونکے نام یہ ہین علیؑ بن ابیطالب۔ طلحہ۔ زبیر۔ ابودجانہ۔ حارث بن صمہ خباب بن المنذر عاصم بن ثابت۔ سہیل بن حنیف (ظاہر ہے کہ انمین ابوبکر صاحب کا نام نہین) پھر اسی کتاب مین لکھا ہے کہ جناب امیرالمومنین علیؑ سے منقول ہے کہ آپنے فرمایا جب مشرکون نے اہل اسلام پر غلبہ کیا تو مین کمال محزون اور ملول ہوا اور ایک ساعت حضرت رسول خدا صلعم کے آگے کافرون سے لڑتا رہا جب ہی پیچھے کو دیکھا حضرتؐ کو نہ پایا مینے کہا کہ رسول خدا ایسے تو نہین ہین کہ معرکہ سے منہ پھیرین پس مینے مقتولون مین ڈھونڈا پتہ نہ ملا تب مین نے کہا کہ افعال ناشائستہ کی وجہ سے اس قوم پر خدا کا غضب نازل ہوا اور حق تعالے نے رسول خدا صلعم کو آسمان پر اٹھا لیا اس سے بہتر کچھ نہین کہ مین کافرون سے جنگ و جدال کرون یہانتک کہ مارا جاؤن مینے تلوار کھینچی اور مخالفون پر حملہ کیا جب وہ لوگ متفرق ہوگئے رسولخدا صلعم کو اونھین کے

درمیان صحیح وسالم پایا اور مینے یقین جانا کہ مدد غیبی حضرت کے شامل حال ہے پھر حضرت نے مجھسے پوچھا کہ اور لوگون نے کیا کیا مینے عرض کیا کہ بھاگ گئے اور آپ کو تنہا چھوڑ گئے اور مین جان سے ملازمت مین حاضر ہون جبتک رمق حیات باقی ہے یکایک مینے دیکھا کہ مخالفین نے حضرت پر حملہ کیا مینے اونکو بھگایا پھر اور مشرک آئے مینے اونکو بھی دفع کیا روایت ہے کہ جب حضرت علی مرتضےٰ مشرکون کا مقابلہ کرتے تھے ابودجانہ اور سہیل بن حنیف ننگی تلوارین لیے حضرت کی حفاظت مین مشغول ہوتے تھے منقول ہے کہ ایک بار کفار اشرار نے رسول مختار پر وار کرنے کا ارادہ کیا حضرت نے جناب حیدر کرار سے اونکے دفع کرنے کے لیے ارشاد فرمایا حیدر صفدر نے واجبی طرح سے انکی مدافعت کی اور رسول خدا صلعم کو انکے شر سے بچایا اوسیوقت جبرئیل آئے اور رسول خدا سے کہا کہ یہ کمال غمخواری اور جوانمردی ہے جو علی آپ کے ساتھ عمل مین لارہے ہین حضرت نے فرمایا۔ اِنَّهٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ یعنی بیشک علی مجھسے ہین اور مین اون سے ہون جبرئیل نے کہا وَاَنَا مِنْکُمَا یعنی مین تم دونون سے ہون پھر مینے سنا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہی لَا فَتیٰ اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار پھر کشف الغمہ سے اسی مضمون کو کچھ تفصیل کے ساتھ اسطرح نقل کیا ہے کہ جب کافرون نے ہجوم کیا مسلمان سب بھاگ گئے اور رسول خدا صلعم کے پاس جناب علی مرتضےٰ تنہا رہے رسول خدا نے اون سے فرمایا کہ تم قوم کے ہمراہ کیون نہ چلے گئے جواب مین عرض کیا کہ مین کسطرح آپ کو تنہا چھوڑ دون قسم خدا کی کہ مین یہان سے قدم باہر نہ نکالونگا یہانتک کہ مارا جاؤن یا حق تعالےٰ اپنا وعدہ وفا کرے یعنے فتح و نصرت عطا کرے۔

یہ باتین ہو رہی تھین کہ مشرکون نے رسولخدا پر حملہ کرنے کا قصد کیا حضرت نے جناب علی مرتضےٰ سے اشارہ فرمایا یہ جناب اونکی طرف متوجہ ہوے اور اوس جماعت مین سے ہشام بن امیہ

رسولِ مختار کے اشارہ سے اونکے مقابل ہوئے عمرو بن عبداللہ جحمی کو واصلِ جہنم کیا باقی اشرار

نے تیغ آبدار کے خوف سے فرار اختیار کیا پھر ایک اور فرقے نے ارادہ کیا کہ رسولِ خدا کو صدمہ

پھونچاوین حیدرِ کرار نے اونپر حملہ کر کر شیبہ بن مالک عامری کو گرایا اور باقی گریزان ہوے اور پھر

کسیکو جراءت نہوئی کہ رسولِ خدا سے مقابلہ کرے کہتے ہین کہ اسی معرکہ مین اسد اللہ حیدرِ کرار کی

تلوار ٹوٹ گئی اور رسولِ مختار نے اونکو ذو الفقار مرحمت فرمائی اور جناب علی مرتضےٰ اوس سے کون

سے اتنا لڑے کہ رسولِ خدا نے فرمایا کہ اے علی تم اپنی مدح و ثنا اوس فرشتے سے جسکا نام رضوان

ہے سنتے ہو کہ وہ آسمان پر کہہ رہا ہے لا فتی الا علی لا سیف الا ذو الفقار حضرت علی

فرماتے ہین کہ اسدرجہ ذوق و سرور مجھکو حاصل ہوا کہ اوس سے پہلے خدا کی نعمت کا شکر ادا کیا

یہان سے ظاہر ہے کہ اُحد کی سخت لڑائی بھی حضرت حیدرِ کرار کی ذو الفقار آبدار کی بدولت فتح

ہوئی اور حضرت امیر حمزہ نے اس معرکہ مین بھی اسدرجہ شجاعت و مردانگی کو کام فرمایا کہ شہادت

کا درجہ پایا اور بدر کے معرکے مین حضرت کے رشتہ دارون مین عبیدہ بن الحارث نے شربتِ شہادت

نوش کیا تھا بالجملہ بدر و اُحد وغیرہ کی لڑائیون کی کیفیت سے بخوبی ثابت ہے کہ رسولِ خدا

کے اقربا کسطرح جنگ و دغا و دور رسولِ خدا اور دینِ خدا پر کیونکر اپنی جان فدا کرتے تھے اور وہ

لوگ جنکو بعضے اہلِ اسلام صحابیت مین بہت کچھ بڑھاتے چڑھاتے ہین وقت پر کیسی جان چراتے تھے

بدر کی لڑائی مین تو رسولِ خدا کی حفاظت کے بہانہ سے اونھون نے کفار کے مقابلہ سے جان بچائی

اور جنگ اُحد مین اس نام کی حفاظت سے علانیہ دست بردار ہو کر بے تکلف بھاگنے کی ٹھہرائی

اور عرب کی حمیت بالکل خاک مین ملائی حال آنکہ بعض منافق صرف غیرت کے سبب کافرون سے خوب

ڈٹے بھڑے یہانتک کہ لڑ مر کر دوزخ مین جا پڑے معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ قزمان ایک

منافق تھا جو لشکرِ اسلام سے جدا ہو کر مدینہ مین رہ گیا تھا عورتون نے اوسکو ملامت کی کہ مرد تو

میدان جنگ مین پھونچے اور تو عورتون کی طرح گھر مین بیٹھا ہے قزمان کو غیرت دامنگیر ہوئی مسلح اور مکمل اُحد کی طرف روانہ ہوا اور جس وقت رسول خدا صف آرائی فرماتے تھے لشکر اسلام مین شامل ہو گیا اور دلیری کر کے پہلے صف مین پھونچا اور سب سے پہلے اوسی نے دشمنون کی طرف تیر پھینکا اور اتنا لڑا کہ سات مشرکون کو ہلاک کیا اور جب بہت زخمی ہو کر قریب مرگ ہوا تو قتادہ بن النعمان نے اوس سے کہا کہ تجھکو شربت شہادت خوشگوار ہو قزمان نے اپنا نفاق ظاہر کیا اور صاف کہدیا کہ مین نے دین کے لیے جدال و قتال نہین کیا بلکہ اس سبب سے لڑا کہ مجھکو گوارا نہین کہ قریش ہمارے نخلستان پر گذر کرین اور چونکہ زخمون کی سخت اذیتون کا متحمل نہو سکا ناچار تلوار سینہ پر رکھ کر خودکشی کا مرتکب ہوا روایت ہے کہ حضرت رسولخدا جب اُسکا ذکر کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ قزمان دوزخی ہے ✽ ہجرت مقدسہ سے تیسرا برس تھا کہ سبط رسول جگر گوشۂ بتول ریحانۂ مسموم امام معصوم والی حسن بن علی علیہما الصلوٰۃ والسلام نصف ماہ مبارک رمضان کو مدینہ منورہ مین پیدا ہوئے جس وقت جناب رسولخدا صلعم کو یہ خوشخبری پھونچی حضرت فاطمہ زہرا کے مکان خلد نشان مین تشریف لائے اور امام حسن کو آغوش مبارک مین لیا اور اونکے کان مین اذان کہی اور ساتوین دن اونکی حجامت بنوائی اور چاندی سر کے بالون کے برابر کے تصدق کی اور عقیقہ کیا اور نام نامی حسن تجویز ہوا اور کنیت ابو محمد اور القاب مستطاب تقی اور زکی اور سید اور سبط اور ولی مقرر ہوے اور اونکے فضائل و شمائل بے حد و بے شمار ہین اور رسول خدا سے نہایت درجہ شباہت رکھتے تھے اور رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ حسن اور حسین بہشت کے جوانون کے سردار ہین اور یہ بات ثبوت کو پھونچگئی ہے کہ حضرت فاطمہ رسول خدا کے مرض الموت مین دونون صاحبزادون کو خدمت شریف مین لیگئین اور عرض کیا کہ ان اپنے فرزندون کو کچھ عطیہ

مرحمت فرمائیے حضرتؑ نے فرمایا کہ میری سیرت اور بزرگی حسنؑ کا حصہ ہے اور میری سخاوت
اور شجاعت حسینؑ کا حق ہے کذا فی معارج النبوۃ -

ہجرت سے چوتھے برس یہود بنی النضیر وغیرہم نے عہد شکنی کی رسول خدا نے مع لشکر ظفر پیکر کے
اونکے سزا دینے کے لیے کوچ کیا اور نشان نصرت نشان شاہ مردان علی مرتضےٰ کو عطا فرمایا
یہ سپاہ نصرت پناہ عصر کے وقت بنی النضیر سے مقابل ہوئی اونھون نے تیر اور پتھر
برسانا شروع کیے عشا کے وقت تک لڑتے رہے بعد نماز عشا کے رسول خدا خیمہ مین تشریف
لے گئے ایک تیر انداز دغاباز نے جسکا نام غزورا تھا اوس خیمہ پر تیر مارا۔ اوس شب مین خیال کیا تو
لشکر گاہ کو حضرت علی مرتضیٰ سے خالی پایا یاروں نے رسول خدا سے یہ کیفیت عرض کی ارشاد کیا کہ وہ
غالبًا تمھاری ہم کی انجام دینے کے لیے گئے ہین اوسیوقت جناب حیدر کرار آئے اور غزورا
کا سر کاٹ لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ اوس مردود کا سر ہے جسنے آپکے خیمہ شریف
کی طرف تیر پھینکا تھا رسول خدا نے ماجرا دریافت کیا حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ مینے اسکو شجاع و دلیر
جان کر خیال کیا کہ شاید رات مین آئے اور کسیکو حالت بیخبری مین پکڑ لیجائے مین اسکی گھات
مین تھا کہ ایک دیکھا کہ ننگی تلوار لیے نو آدمیون کے ساتھ چلا آتا ہے مین نے حملہ کر کر اوسکا
سر قلم کیا اور اسکے ہمراہی بھی ابھی ایسے موقع پر ہین کہ اگر چند آدمی آپ میرے ساتھ کر دین تو
اونپر فتح پاؤن رسول خدا نے ابو دجانہ اور سہل بن حنیف وغیرہما کو حضرت علیؑ کے ساتھ کر دیا

حیدر کرار او سیوقت گئے اور اونکے سر بھی جدا کیے اور رسولخدا کے پاس لاکر ڈال دیے الحاصل یہ مہم بھی حیدر صفدر کی شمشیر دو پیکر سے سر ہوئی + دیکھو معارج النبوۃ +

اور اسی چوتھے سال نور دیدۂ محمد مصطفےٰ اسرور سینہ علی مرتضےٰ جگر پارۂ فاطمۂ زہرا امام بن امام حسینؑ بن علی علیہما السلام متولد ہوئے معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ رسول مقبول کا معمول تھا کہ جب نماز فجر سے فارغ ہوتے تھے اصحاب کی طرف توجہ فرماتے تھے اور پیشانی نورانی سے اونکی آنکھون کو پرنور اور غم و اندوہ کی تاریکی اونکے دلون سے دور کرتے تھے ایک دن نماز صبح پڑھکر مسجد سے تشریف لے چلے اور حضرت علیؑ کو ہمراہ لیا اور اصحاب کو اپنے قصد سے مطلع نہ کیا اور حضرت سیدۃ النسا فاطمۂ زہرا کے حجرۂ طاہرہ مین رونق افروز ہوئے اور جناب علی مرتضےٰؑ کو دروازہ پر ٹھہرا دیا کہ کسی کو اندر آنے نہ دین کیونکہ حسینؑ پیدا ہوئے ہین اور فرشتے اونکی زیارت کے لیے مبارکباد کہتے آرہے ہین ابوبکر جناب پیچھے سے آگے اور حضرت علیؑ کو دروازہ پر کھڑا دیکھکر حال دریافت کیا آپنے رسول خداؐ کا اندر تشریف لیجانا اور لوگون کو اندر آنے سے منع فرمانا بیان کرکے ارشاد کیا کہ وجہ یہ ہے کہ ایک فرزند ارجمند پیدا ہوا ہے جسکی زیارت اور تہنیت کے واسطے فرشتے آتے ہین اور اسوقت تک چار ہزار چار سو بیس فرشتے آچکے ہین اور ابھی اور آئینگے ابوبکر یہ بات سنکر متعجب ہوئے اور ٹھہر گئے اسی اثنا مین اور اصحاب بھی آگئے اور منتظر حکم کھڑے رہے یہانتک کہ جناب رسالتمآب باہر تشریف لائے ابوبکر نے جو کچھ حضرت علی سے سنا تھا عرض کیا حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ تمکو فرشتون کی تعداد کیونکر معلوم ہوئی عرض کیا کہ فرشتون کا جو گروہ آتا تھا اپنا شمار خاص لغت مین بتاتا تھا مینے سب عددون کو جمع کیا تو اسوقت

اسی سال مین طعمہ بن ابیرق اوسی صحابی نے قتادہ بن النعمان کی زرہ چورالی اور اوسکی قوم

نے جو سلک صحابہ مین منسلک تھی رسولخدا صلعم کے سامنے دیدہ و دانستہ اوسکی براءت کی جھوٹی

گواہی دی جبکے جھوٹھ کا حال حضرتؐ پر وحی سے منکشف ہوا تب حضرتؐ نے طعمہ کے ہاتھ قطع کرنیکا

حکم دیا وہ مکہ کو بھاگ گیا وہان اور چوری کی اور چوری ہی مین اپنی جان گنوائی دیکھو معارج النبوۃ

رکن چہارم ص ۱۳۸ = اسی چوتھے برس مین حضرت فاطمہ بنت اسد والدۂ ماجدۂ جناب علی مرتضیٰ

نے وفات پائی منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے فاطمہ بنت اسد کی وفات کے قریب فرمادیا تھا کہ

انتقال کے وقت مجکو خبر کرنا چنانچہ حضرتؐ مع ایک جماعت اصحاب کے بیٹھے تھے کہ ایک شخص خبر لایا

کہ علیؑ اور جعفرؑ اور عقیلؑ کی والدہ نے انتقال کیا یہ سُنکر حضرتؐ نے فرمایا کہ اوٹھو مین اپنی مادر

گرامی کی طرف چلتا ہون پس حضرتؐ اوٹھے اور اصحاب بھی بکمال خشوع و خضوع سے حضرتؐ کی

ملازمت مین روان ہوے * جب دروازہ پر پہونچے پیراہن اطہر بدن انور سے اوتار کر دیا اور فرمایا

کہ بعد غسل کے اسکو شعار کفن کرین اور سرھانے بیٹھ کر فرمایا یا امی بعد امی اور ارشاد کیا کہ بعد

ابو طالب کے انکے سوا میرے ساتھ زیادہ نیکی کرنے والا کوئی نتھا اور اور بہت سی اونکی تعریف بیان

فرمائی اور جب جنازہ کو نکالا حضرتؐ نے جنازہ کا پایہ دوش مبارک پر اُٹھایا اور تمام راہ مین

کبھی مقدم سے اور کبھی مؤخر سے جنازے کو اوٹھاتے تھے اور حضرتؐ کے فرمانے سے اسامہ بن زید اور

ابو ایوب انصاری وغیرہ نے بقیع مین قبر طیار کی اور لحد حضرتؐ نے اپنے دست حق پرست سے

کھودی اور خود بنفس نفیس مٹی نکالی اور بعد فراغ کے لحد کے اندر داخل ہوئے اور فرمایا

اللہ الذی یحیی و یمیت وھو حی لا یموت اغفر لامی فاطمة بنت اسد ووسع

علیھا مدخلھا بحق نبیک والانبیاء قبلی فانک ارحم الراحمین * اور بعضی

اور موافق دوسری روایت کے ستر تکبیرون سے نماز جنازہ پڑھی + مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۹۴

ہجرت سے پانچوین برس غزوۂ بنی المصطلق واقع ہوا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ اس قوم کا سردار
حارث بن ابی ضرار بعض قبائل عرب سے اتفاق کرکر رسول مختار سے آمادہ کارزار ہوا حضرت بعد
تحقیق وتفتیش کے انکے مقابلے کو طیار ہوئے اور مہاجرین کے علمدار جناب حیدر کرار ہوئے اور
انصار کا علم سعد بن عبادہ کو مرحمت ہوا - معارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ غنیمت کی طمع سے منافقین
نے بھی موافقین کی ہمراہی اس سفر مین اختیار کی جب مقابلہ اور مقاتلہ کی نوبت آئی
کافرون نے شکست کھائی دس شریر اہل اسلام کی شمشیر سے راہی سعیر ہوئے اور باقی اسیر ودستگیر ہوئے
جسوقت جہاد سے فراغت ہوئی سنان بن وبر جہنی اور جہجاہ مین بابت ڈول کے باہم منازعت
ہوئی اور جہجاہ نے سنان کے منہ پر ایک مکا مارا جسپر سنان نے انصار کو اپنی حمایت کے لیے
پکارا اور جہجاہ نے بھی مہاجرین کو آواز دی فریقین تلوارین کھینچکر موقع پر پھونچے اور قریب تھا کہ
آتش فتنہ شعلہ ور ہو مگر چونکہ مہاجرین نے جہجاہ کا قصور ملاحظہ کیا دلجوئی اور خوشگوئی کرکر
کر سنان سے جہجاہ کا گناہ معاف کرا دیا عبد اللہ ابی سلول منافق یہ واقعہ سنکر غضبناک ہوا اور
علانیہ کہنے لگا کہ مہاجرین کی قوت وشوکت ہماری وجہ سے ہے اب جب مین مدینہ مین پھونچونگا
تو یہ ہوگا کہ جو زیادہ عزت رکھتا ہے وہ نہایت ذلیل وخوار کو مدینہ سے نکال دے گا + (یعنے
مین رسولخدا صلعم کو مدینہ سے نکال دونگا) جب یہ خبر ملالت اثر جناب پیغمبر تک پھونچی بعض
اصحابنے عرض کیا کہ حکم دیجیے کہ ہم اس منافق کو گردن مارین آپ نے فرمایا کہ لوگ کہینگے
کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہین غرض حضرت نے اوس منافق کے قتل کو پسند نہ فرمایا اور
فی الفور وہان سے کوچ کرنے کا حکم دیا حال آنکہ اوسوقت گرمی شدت سے تھی اور
موقع کوچ کا نتھا اس نظر سے کہ مالفعل اس بات کا چرچہ دب جائیگا + مولف کہتا ہے

کہ بیان سے بخوبی ثابت ہے کہ جناب رسولخدا کی صحبت مین بڑے بڑے منافق بھی رہتے تھے
جنکو خود حضرت اپنے اصحاب مین شمار فرماتے تھے اور طرح طرح کی تقریرون سے اونکا نفاق
سب پر کھل جاتا تھا مگر مصلحۃً دیدہ و دانستہ حضرت اون سے چشم پوشی کرتے تھے جب جناب
رسالت پناہ مع سپاہ مدینہ کے قریب پھونچے ایک بڑی آندھی آئی جس سے لوگون کو گمان
ہوا کہ شاید دشمن مدینہ پر چڑھ آئے اور شہر کو لوٹ رہے ہین حضرتؐ نے فرمایا کہ مت ڈرو مدینہ امن
کی جگہہ ہے لیکن آج ایک منافق عظیم النفاق مرا ہے جسکا نام زید بن مرفلیحہ ہے۔ اس سے بھی
عظیم النفاق منافقون کا مدینہ منورہ مین موجود ہونا واضح ہے * اسی پانچوین سال مین جنگ

واقعہ جنگ خندق

خندق واقع ہوئی کہ قریش کے مشرک اور یہود بنی النضیر اور قبیلہ اسلم و بنومرہ و فزارہ و غطفان
دس ہزار نامرد جمع ہو کر مدینہ پر چڑھے اور رسول خداؐ بھی اس حال سے مطلع ہو کر مع تین ہزار آدمیون کے
کوہ سلع تک جو مدینہ سے قریب ہے بڑھے اور حضرت سلمان فارسیؓ کی تجویز سے خندق کھودنا ٹھہرا
اصحاب بلکہ خود جناب رسالتمآب اس سخت کام مین نہایت اہتمام کرتے تھے اور سلمان فارسیؓ
ان دنون مین دس آدمیون کے برابر تنہا یہ کام انجام دیتے تھے یہان تک کہ ہر روز پانچ
خندق جنکی گہرائی پانچ گز کی تھی کھودتے تھے اور چونکہ خندق کے کھودنے مین مہاجرین
و انصار کا حصہ جدا جدا معین ہوا تھا فریقین مین سے ہر ایک سلمانؓ کو اپنی طرف لیتا تھا اور
اونکی بابت باہم مناقشہ ہوتا تھا ہر فریق کہتا تھا السلمان منا ونحن اقرب یعنے سلمان ہم مین
شامل ہین اور ہم اون سے زیادہ قریب ہین یہ بات حضرت سرور کائنات تک پھونچی تو فرمایا
السلمان رجل منا اھل البیت یعنے سلمان ایسا مرد کامل ہے جو ہم اہلبیت مین شامل ہے اور
یہ ارشاد رسول مختار سلمانؓ کے واسطے قیامت تک باعث افتخار ہوا۔ الحاصل کمال محنت اور
مشقت سے خندق طیار ہوا۔ یہود بنی قریظہ جو رسولخداؐ سے عہد کر چکے تھے اور اونکی طرف سے

مسلمانون کو اطمینان تھا جب ابو سفیان نے اس زور شور سے مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا حی
بن اخطب کی وساطت سے بنی قریظہ کو عہد شکنی پر آمادہ کیا رسول خدا صلعم نے بعد تحقیق حال کے
سعد بن عبادہ اور عبد اللہ بن رواحہ اور حوات بن جبیر اور سعاذ کو بنی قریظہ کے پاس بھیجکر
اونکو نقض عہد سے ممانعت کی مگر ان لوگون نے وہان سے بے نیل مرام مراجعت کی اہل اسلام
جب اس حال سے واقف ہوئے نہایت درجہ خائف ہوئے اسی اثنا رمین کفار اشرار دور سے
نمودار ہوئے اور اہل اسلام کا محاصرہ کر کر جنگ و پیکار پر طیار ہوئے عمرو بن عبد ود جو
شجاعت اور کمال جرأت سے موصوف اور حرب و ضرب مین تمام ملک عرب مین مشہور و معروف
تھا یہانتک کہ عرب کے بہادر اوسکو ہزار مرد کے مقابل قرار دیتے تھے چنانچہ عمر خطاب ناقل ہین
کہ ہمنے ایک مرتبہ قریش کے ہمراہ جنمین عمرو بن عبدود بھی داخل تھا تجارت کے طور پر بہت سا
مال لیکر شام کا ارادہ کیا تھا۔ ناگاہ قریب ایک ہزار کے رہزنون نے ہمکو روکا اہل قافلہ مال سے
کیا بلکہ جان سے مایوس تھے اسی اثنا رمین عمرو بن عبدود نے تلوار کھینچکر شیر کی طرح مخالفون پر
حملہ کیا وہ لوگ فی الفور بھاگ گئے اور قافلہ صحیح و سالم گذر گیا یہی عمرو بن عبدود مع تنو نامی
دلاورون کے مثل عکرمہ بن ابی جہل اور ہبیرہ بن وہب اور نوفل بن عبد اللہ اور
ضرار بن خطاب کے خندق کے کنارے پر آیا اور ان سب نے اپنے گھوڑون کو ایک
ایک کوڑا لگایا اور ایک جست مین خندق پھندایا اور خالد بن الولید اور ابو سفیان
اور باقی قریش اور کنانہ اور غطفان اور فرازہ تمام لشکر شقاوت اثر نے خندق کے کنارے پر
پڑا جمایا عمرو بن عبدود نے خندق سے ادھر آکر شور و شغب کیا اور اپنی جرارت و دلیری پر مغرور
ہوکر مبارز طلب کیا اسلام کی سپاہ جو اوسکی شجاعت سے آگاہ تھی خوف کے مارے سب کی
حالت تباہ تھی اور نیچے کو نگاہ تھی رسول صلعم نے فرمایا کہ کوئی ایسا دوست ہے کہ اس

دشمن کو منع کرے اور اس بلا کو ہم سے دفع کرے مظہر العجائب والغرائب مفرق العساکر والکتائب
غالب کل غالب امیر المومنین جناب علیؑ بن ابیطالب نے کہا انا ابارزہ یعنی مین اوس
سے لڑونگا رسولخدا صلعم نے اونکے جواب مین کچھہ نہ فرمایا عمر و بے ادب پھر مبارز طلب ہوا
حیدر کرار مکرر رخصت کے خواستگار ہوئے لیکن اجازت نہ ملنے سے ناچار ہوئے تیسری بار وہ
ناہنجار کہنے لگا کہ تم مین کوئی ایسا مرد نبرد نہین جو میدان مین آئے اور مردی کے جوہر دکھائے
شہسوار مضمار لافتی جناب علی مرتضیٰ پھر آمادہ وغا اور رسول خدا صلعم سے طالب رضا ہوئے
اِبکی بار رسول مختار نے اشارہ کیا کہ یا علی اُدنُ یعنی اے علی نزدیک آو جب علیؑ
ولی پاس آئے تو رسول خدا صلعم نے یہ مراتب عطا فرمائے کہ اپنی شمشیر آبدار مشہور ذوالفقار
عنایت فرمائی اور خاص زرہ اونکو پنھائی اور اپنا عمامہ برکت شمامہ اونکے سر انور پر رکھا پھر
آسمان کی طرف ہاتھہ اوٹھایا اور کہا خداوندا عبیدہ کو بدر کے دن تو نے مجھسے لے لیا
اور روز احد حمزہؑ کو مجھہ سے جدا کیا یہ علیؑ ہے میرا بھائی اور پسر عم ہمدم اور ہمقدم پھر کہا
فلا تذرنی فرداً وانت خیر الوارثین پھر شاہ مردان پیادہ پا روان ہوئے اور عمرو
نابکار اوس معرکہ مین سوار تھا کہ آپنے اوسکو جا روکا اور پہلے اسلام کی ہدایت اور واپس
جانے کی نصیحت فرمائی مگر اوس اجل رسیدہ کے خیال مین نہ آئی اور انکار و پیکار پر اصرار کیا
اور مارے غصے کے جھنجھلا کر تلوار کا وار کیا جسنے حیدر صفدر کی سپر کو کاٹ کر سر انور بھی کچھہ
فگار کیا تب کرار جرار نے ذوالفقار صاعقہ کردار سے اوسکا بدن ناہموار بار سر سے
سُبکبار کیا اور ایک ہی وار مین اوسکو راہی دار البوار کیا اور فی الفور بلند آواز سے
تکبیر کہی جس سے رسول خدا صلعم نے جان لیا کہ عمرو بن عبدود مارا گیا پھر ہبیرہ اور ضرار حیدر
کرار سے مستعد کارزار ہوئے اور حضرتؑ بھی اوسیوقت اونکے مقابلے کو طیار ہوئے

ضرار نابکار نے جو حیدر کرار کا چہرہ رعبدار دیکھتے ہی بے اختیار میدان کارزار سے فرار کیا اور

جب لوگون نے اوس سے ایسے جلد بھاگنے کا سبب پوچھا تو بیان کیا کہ مینے موت کا مُنہ

آنکھون سے دیکھا ہان ہبیرہ ایک ساعت مقابلے مین ٹھہرا آخر ذوالفقار آبدار کا ہلکا سا وار

ناگوار ہوا جو اپنی زرہ پھینک کر میدان سے بر کنار رہا اور نوفل بن عبداللہ مخزومی صفِ

کارزار سے ایسا بدحواس بھاگا کہ گھوڑے سے خندق مین گر پڑا اہل اسلام نے اوسکو سنگسار کیا

اوسنے فریاد کی کہ اس سے بہتر طریقے پر بھی قتل کرنا ممکن ہے حضرت علی کو اوسپر رحم آیا اور

خندق کے اندر جا کر اوسکو ایک ضرب مین دو ٹکڑے کر دیا عکرمہ وغیرہ اشرار حیدر کرار کے مقابلے

کی تاب نہ لائے اور معرکے سے بھاگ کر اپنے گروہ مین آملے اور عمرو بن عبدود اور نوفل کے

مارے جانے کا واقعہ بیان کیا ابو سفیان اور تمام قریش اور قبیلۂ غطفان یہ خبر سُنتے ہی ایسے

بھاگے کہ منزل عقیق تک کہین نہ ٹھہرے ÷ منقول ہے کہ حضرت علی نے عمرو بن عبدود کو قتل تو

کیا مگر ازراہ عالی ہمتی کے اوسکے لباس اور زرہ اور ہتھیارون کی طرف باوجود بیش قیمت ہونیکے

مطلق التفات نفرمایا اوسکی بہن آئی اور اوسکے کپڑے اور ہتھیار بر جا دیکھ کر کہنے لگی ماقتلہ

الا کفو کریم یعنے اوسکو نہین قتل کیا مگر کفو کریم نے پھر پوچھا تو معلوم ہوا کہ علیؑ ابن ابیطالب

نے اوسکو مارا ہے تب اوسنے یہ دو بیتین کہین ÷ لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ ÷

لکنت ابکی علیہ اخر الابد ÷ لکن قاتلہ من لا یعاربہ ÷ من کان یدعی قدیماً

بیضۃ البلد ÷ جناب رسول خدا صلعم نے اوس روز حق مین علی مرتضے کے اسطرح ارشاد کیا

کہ مبارزۃ علی بن ابی طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ یعنی علیؑ کی

لڑائی روز خندق میری امت کے اعمال سے روز قیامت تک افضل ہے اور ابن مسعود اوسکو

اور پڑھا وکفی اللہ المومنین القتال بعلی وکان اللہ عزیزاً حکیماً یہ آیت علیؑ مرتضے

کی شان مین نازل ہوئی ہے اور لفظ بعلی ابن مسعود کی قرأت مین آیت کا جز ہے اور اورون

کی قرأت کی بموجب یہ لفظ تفسیر ہے (ھذا ملخص ما فی معارج النبوۃ) اور مدارج النبوۃ

مین لکھا ہے کہ دونون لشکرون مین لڑائی ہوئی خصوصاً علیٔ مرتضی کے محاربات اور مبارزت

اس غزوہ مین ایسے ہوئے جو عقل اور قیاس کی حد سے باہر ہین جیسے کہ اخبار مین آیا ہے لمبارزۃ

علی بن ابیطالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الی یوم القیمۃ اور رسولخدا نے

علیٔ مرتضی کے حق مین بہت دعائین کین - المختصر خندق کا سخت معرکہ جسمین دس ہزار کفار کے

علاوہ یہود بنی قریظہ بھی شامل ہو گئے تھے حضرت علیؓ کی صمصام سے انجام کو پہونچا کہ یہ اشرار لڑائی

سے تنگ آئے اور بہت گھبرائے اور بیس دن کے بعد سب نے اپنی اپنی راہ لی اور گھرون مین جاکر

پناہ لی اس لڑائی مین چند آدمی انصار سے شہید ہوئے جب یہ لشکر گران متفرق اور منتشر ہوا رسولخدا صلعم

کو بنی قریظہ سے انتقام لینا اور اونکو واجبی سزا دینا مدنظر ہوا کہ اونھون نے ایسے نازک

وقت مین عہد شکنی بلکہ مسلمانون کی بیخکنی پر کمر باندھی تھی اور جب بہت سی کوشش اور

کوشش کے بعد جناب رسالت مآب اونپر ظفریاب ہوئے تو اونمین سے بعض کے لیے قتل کی سزا

بجویز فرمائی کیونکہ حضرت رسولؐ زمان پہلے بنی النضیر کو عہد شکنی پر جان کی امان دیچکے تھے

جسپر بنی قریظہ کو بجائے عبرت کے اس حرکت کی جرأت ہوئی *

شروع واقعہ فتح مکہ معظمہ

ہجرت مقدسہ سے چھٹے برس رسول خدا صلعم نے خواب دیکھا کہ مع اصحاب کے مکہ معظمہ مین تشریف

لے گئے ہین اور عمرہ ادا کیا ہے اور کنجی خانہ کعبہ کی ہاتھ مین لی ہے حضرتؐ نے یہ خواب اصحاب سے

بیان کیا اونھون نے گمان کرلیا کہ اسی سال مین یہ صورت ظہور مین آئیگی غرض شروع ماہ ذیقعدہ

مین رسولخدا صلعم نے مدینہ منورہ سے مکہ مشرفہ کا قصد کیا اور حضرتؐ کے ساتھ ایک ہزار

چھ سو مرد تھے اور حضرتؐ کی ازواج مین سے جناب ام سلمہؓ ہمراہ تھین اور اکثر اصحاب نے اپنی

سفر مین سوا ے تلوار کے اور ہتھیار نہین لیئے کیونکہ عمرہ کی نیت تھی اور بعضون نے جو ہتھیارون
کی نسبت زیادہ اہتمام کیا رسول خدا صلعم نے بابت سلاح کے صلاح ندی اور اوسکو تجویز نہ فرمایا
قریش کے مشرک جب حضرتؐ کے ارادے سے خبردار ہوئے بالاتفاق روکنے پر طیار ہوئے اور
اطراف وجوانب کے قبائل سے مددگاری کے خواستگار ہوئے اور جمع ہوکر مکہ سے نکلے
اور مقام بلدح کو لشکرگاہ مقرر کیا اور خالد بن الولید اور عکرمہ بن ابی جہل کو مع دو سو
سوارون کے طلیعۂ لشکر قرار دیا عسفان مین پہونچکر حضرتؐ کو قریش کی طیاری کا حال معلوم
ہوا اور اس وجہ سے غبار ملال دامنگیر خاطر عاطر ہوا اور وہان سے آگے چلکر حدیبیہ مین
رونق افروز ہوئے یہان بدیل بن ورقا خزاعی قریش کی طرف سے آیا اور رسولخدا صلعم
سے عرض کیا کہ قریش اور اور چند قبیلون نے اتفاق کرلیا ہے کہ آپ کو کعبہ کی زیارت
سے روکین اور اگر آپ باز نرہین تو آپسے لڑین حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ ہم لڑائی کے لیے
نہین آئے بلکہ ہمارا مطلب خانۂ کعبہ کا طواف ہے قریش کو لڑائی کا بڑا شوق ہے اور یہ اونکے
حق مین مضر ہے اگر اونکو منظور ہو تو ایک مدت مقرر کرلین جسمین ہم اور وہ باہم مقاتلہ
نکرین اور باقی مشرکون سے ہمارا معاملہ اور مقابلہ رہے اگر ہم مغلوب ہوگئے تو قریش کا
مدعا بدون زحمت کے حاصل ہو جائے گا اور ہم غالب آئے تو اونکو اختیار ہے چاہے اورون
کی طرح ہماری متابعت کرین چاہے لڑین بہرحال مدت مصالحہ تک لڑائی سے اطمینان رہیگا
اور اگر قریش یہ بات نہ مانینگے تو مین ضرور اون سے لڑونگا یہانتک کہ مارا جاؤن اور بیشک
حق تعالے اپنے دین کی مدد کرے گا بدیل یہ باتین سنکر مشرکون کے لشکرگاہ مین پہونچا۔
اور کہا کہ مینے محمدؐ سے ایک بات سنی ہے اگر مرضی ہو بیان کرون حکم بن ابی العاص

ہان بیان کر تو نے کیا سنا ہے بدیل نے رسول خدا صلعم کی تقریر نقل کی اور یہ بھی کہدیا کہ
تم لڑنے مین شتابی نکرو کہ وہ بھی لڑنے کا ارادہ نہین رکھتے قریش نے خیال کر لیا کہ بدیل نے
حضرتؐ سے سازش کی ہے اور ہمکو دھوکا دیتا ہے تبہ عمروہ بن مسعود ثقفی جو قریش
کے نزدیک معتبر اور معتمد تھا قریش سے اجازت لیکر رسول خدا صلعم کی خدمت شریف مین
حاضر ہوا حضرتؐ نے اوس سے بھی وہی فرمایا جو بدیل سے ارشاد کیا تھا وہ بہت سے
گفت و شنید کے بعد واپس آیا اور قریش سے کہا کہ مین تمھارا خیر خواہ ہون اور تمکو
نصیحت کرتا ہون کہ محمدؐ کعبہ کی تعظیم ہی کو آئے ہین اور بہت سے تحفے لائے ہین قریش نے
کہا کہ ایسی نصیحتین ہم کب سنتے ہین ہمارا پختہ ارادہ ہے کہ امسال محمد اور محمدیون کو
خانہ کعبہ کی زیارت نہ کرنے دینگے اور ہماری خواہش یہ ہے کہ بالفعل واپس جائین اور سال
آئندہ آئین اور طواف بجا لائین اسکے بعد ایک شخص بنی کنانہ سے احابش کا رئیس جسکا نام
جلیس تھا قریش کی اجازت سے رسول خدا صلعم کی ملاقات کے قصد پر روانہ ہوا لشکر اسلام
کے قریب پھونچا تو مسلمانون کو لبیک کہتے پایا اور بہت سے اونٹ قربانی کے
دیکھے جس سے جلیس نے جان لیا کہ یہ لوگ زیارت کے لیے آئے ہین نہ واسطے لڑائی کے
اوسیوقت بغیر حضرت کی ملاقات کے واپس آیا اور قریش کو سمجھایا
اونھون نے اوسکو نادان اور سادہ دل اور امور ملکی سے ناواقف بتایا اوسنے
غصہ مین آکر کہا کہ اگر تم محمد کو کعبہ کے طواف سے منع کروگے مین مع اپنے تمام گروہ کے
تم سے جدا ہو جاونگا قریش نے اوس سے عذر خواہی کر کے کہدیا کہ ہم تیرے حسب دلخواہ
محمدؐ سے صلح کر لینگے + منقول ہے کہ رسول خدا صلعم نے حدیبیہ سے فراش بن امیہ کعبی

قریش نے اوسکے اونٹ کو پے کیا اور اوسکے قتل کرنے پر متفق ہو گئے اور لوگون نے
اوس بیچارے کو اونکے چنگل سے بچایا کہ وہ حضرت کی خدمت مین آیا اور سارا حال سنایا
تب حضرتؐ نے عمر خطاب سے فرمایا کہ تجھکو جانا چاہیے اور ہمارے قصد سے لوگون کو واقف کردینا
مناسب ہے کہ ہم عمرہ کو آئے ہین عمرؓ نے کہا کہ حضرتؐ کو معلوم ہے کہ قریش کو مجھ سے کس درجہ
عداوت ہے اور میری شدت اور غلظت اونکے ساتھ کس مرتبہ پر ہے وہ لوگ جسوقت مجھپر
قابو پا مین گے زندہ نچھوڑینگے اور بنی عدی مین وہان کوئی ایسا نہین کہ مجھکو اونکی بدی
سے محفوظ رکھے عثمان بن عفان کو روانہ کیجیے کہ قریش اوسکو بہت عزیز رکھتے ہین اور
اوسکے رشتہ دار مکے مین بہت ہین حضرت نے عمر صاحب کے کہنے سے عثمان صاحب کو روانہ کیا وہ پہلے
مشرکون کے لشکرگاہ مین گئے پھر وہان سے ابان بن سعد مشرک کی سواری پر چڑھکر
مکہ مین پہونچے اور وہان جاکر بیٹھ رہے اور واپس آکر کفار کے جواب سے حضرتؐ کو اطلاع نہ دی
اس اثنا مین دس شخص مہاجرین حضرتؐ سے اجازت لیکر مکہ کو گئے انکی واپسی مین بھی
تاخیر ہوئی ان لوگون کے طول قیام سے لشکر اسلام مین یہ خبر مشہور ہوئی کہ ان گیارہ
آدمیون کو قریش نے قتل کر ڈالا تب حضرتؐ نے ایک درخت کے نیچے اہل اسلام سے بیعت
لی کہ بت پرستون سے لڑینگے اور اس بیعت کو بیعۃ الرضوان کہتے ہین اور بیعت سے فارغ
ہوتے ہی خبر آئی کہ عثمان وغیرہ مکہ مین موجود ہین جب قریش اس بیعت سے آگاہ ہوئے
اونکے دلون پر خوف اور رعب چھا گیا اور مصالحہ کی درخواست کی اور سہیل بن عمرو کو حضرتؐ
کے پاس بھیجا حضرتؐ نے سہیل کو آتے ہوئے دیکھ کر فرمایا سہل امرنا یعنی ہمارا کام آسان ہوا
سہیل نے آتے ہی عرض کیا کہ ہمارے اسیرون کو چھوڑ دیجیے اور یہ اسیر پچاس شخص تھے۔

دستگیر ہو گئے حضرت نے ارشاد کیا کہ جبتک میرے گیارہ اصحاب نہ آئینگے تمھارے اسیر
رہائی نپائینگے اونسنے عثمان صاحب وغیرہ کو بلوادیا حضرت نے اون پچاس کافرون کو چھوڑ دیا
پھر سہیل نے مصالحہ کی گفتگو شروع کی کہ قریش آپ سے اس شرط پر صلح کرتے ہین کہ آپ
اس برس واپس جایئن اور آئندہ سال عمرہ بجالایئن حضرت نے اس امر پر راضی ہوکر
اس طور پر معاہدہ تجویز کیا کہ دس برس تلک مسلمانون اور قریش کے مشرکون مین لڑائی موقوف
رہے اور ایک دوسرے کے شہر مین آمدوشد جاری ہوجائے اور خفیہ اور علانیہ ایک دوسرے
کے جان ومال سے تعرض نکرین اور مشرکون مین سے جو شخص پیغمبر سے معہد ہو جائے قریش
اوس سے متعرض نہون اور جو قریش سے عہد وپیمان کرے مسلمان اوسکے مزاحم نہون اور
جب مسلمان سال آئندہ عمرہ کرنے کو مکہ مین آیئن اونکے ہتھیار غلاف مین رہین اور تین دن
سے زیادہ قیام نہ کرین اور ایک دوسرے کے ہم سوگندون سے بھی مزاحمت واقع نہو۔
اور اگر کوئی مشرک بت پرست بغیر اپنے ولی کی اجازت کے اپنا طریقہ چھوڑکر مسلمان ہوجائے
اور دارالاسلام مین چلا آئے اہل اسلام اوسکو واپس بھیجین اور اگر کوئی مسلمان مرتد
ہوجائے اور قریش کی پناہ مین آئے تو قریش اوسکو مسلمانون کے حوالہ نکرین اصحاب نے
اخیر شرط سے تعجب کیا عمر صاحب کہنے لگے کہ اے رسول خدا صلعم آپ اس شرط پر راضی ہوتے ہین حضرت
نے تبسم کر کر فرمایا کہ اگر کوئی مشرک مسلمان ہوکر ہمارے پاس آئے گا اور ہم اوسکو واپس بھیجدینگے
تو حق تعالی اوسکو کشایش عطا فرمائیگا اور جو مسلمان مرتد ہوکر مشرکون مین چلا جائیگا ہمکو
اوس سے کچھہ سروکار نہین وہ اونھین کی صحبت کے قابل ہے یہ شرطین طے ہو رہی تھین
کہ اسی سہیل کا بیٹا جو مصالحہ کی گفتگو کر رہا تھا ابوجندل نام جسنے دین اسلام اختیار کر لیا تھا

اور مسلمانون کے پاس آکر کر لیا تھا سہیل نے عرض کیا اے محمد یہ پہلا امر ہے جسپر صلح قرار

پائی ہے اسکو میرے حوالہ کیجیے حضرتؐ نے فرمایا کہ ابھی عہدنامہ کی تحریر سے فراغت نہین ہوئی

اوسنے کہا کہ اگر ایسا ہے تو ہمارے اور آپ کے مصالحہ ممکن نہین حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ اے

ایک آدمی کو میری خاطر سے مستثنی کردو سہیل نے نہ مانا تب حضرتؐ نے کہا کہ خیر اب اسکو ایذا

نہ دینا ابوجندل کو جب معلوم ہوا کہ باپ اوسکو مکہ مین لیجائیگا فریاد کرنے لگا کہ اے مسلمانون مجھکو

مشرکین کے قابو مین دیے دیتے ہو حالانکہ مین مومن ہون اور تمھاری پناہ مین آیا ہون شاید

تمکو معلوم نہین جو جو تکلیفین مینے کافرون کے ہاتھ سے اوٹھائی ہین حضرتؐ نے اوسکو تسلی

دی کہ تو صبر کر اور ثواب کا امیدوار رہ کہ عنقریب حق تعالے تجکو اور باقی مسلمانون کو جو مکہ مین

ہین کشادگی مرحمت کرے گا اب اس گروہ سے ایک شرط قرار پاگئی ہے اوسکے خلاف کرنا ہمارا

طریقہ نہین منقول ہے کہ جب سہیل اپنے بیٹے ابوجندل کو مسلمانون سے لیکر اپنے ہمراہ مکہ کو لیچلا

تو عمر خطاب صاحب بھی ساتھ ہولیے اور ابوجندل سے کہنے لگے یہ لوگ مشرک ہین انکا خون کتے

کے خون کے برابر ہے اور اپنی تلوار کا قبضہ اوسکے سامنے کیے دیتے تھے اس غرض سے کہ

ابوجندل تلوار کھینچکر اپنے باپ کا کام تمام کرے ہرچند عمر صاحب نے کنایت اور تصریح سے

ابوجندل کو باپ کے قتل پر ترغیب و تحریص کی مگر اوسکو باپ کا پاس ولحاظ مانع ہوا اور

عمر صاحب سے کہنے لگا کہ تم اپنے باپ کو کیون نہین قتل کرتے عمر نے جواب دیا کہ مجھکو رسولخدا صلعم نے

منع فرمایا ہے تب ابوجندل نے کہا کہ رسول خدا صلعم کی اطاعت مین تمکو مجھپر کچھہ ترجیح نہین

کہ تو تو حضرتؐ کا حکم مانے اور مین نہ مانون - القصہ شرطین طے ہوجانے کے بعد جناب رسولخدا

نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ صلحنامہ لکھو اس طرح سے بسم اللہ الرحمن الرحیم

سہیل نے کہا کہ ہم رحمن کو نہین جانتے یون لکھو باسمک اللھم مسلمان کہنے لگے کہ ہم سوائے

ایسے ہی لکھد و حضرت علیؑ نے رسولخدا کے فرمانے کے بموجب عمل کیا اسکے بعد رسولخدا صلعم نے

فرمایا کہ لکھو ھذا ما قضی علیہ محمد رسول اللہ حضرت علیؑ نے اسکو تحریر کیا سہیل کہنے لگا کہ ہم

آپ کی رسالت کے قائل نہین اگر ہم آپ کو رسول خدا صلعم جانتے تو خانہ خدا کی زیارت سے

کیون منع کرتے رسولخدا صلعم نے کہا اے علیؑ لفظ رسول محو کردو اور اوسکی جگہہ ابن عبداللہ لکھدو

حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ واللہ مین وصف رسالت کو محو نکرونگا تب سہیل کہنے لگا کہ اس لفظ

محو کرو ورنہ مین اس معاہدہ پر راضی نہین حضرت علیؑ نے یہ سُنکر صلحنامہ کو تور کھدیا اور

تلوار پکڑی کہ شرکون کو اس حکومت سے برطرف کرین رسول خدا صلعم نے فرمایا چھوڑدو حضرت

علیؑ نے گذارش کی کہ اے حضرت آپ کے ادب اور تعظیم کی رعایت مجھکو مانع ہے کہ اس کلمہ کو

محو کرون آخر رسول خدا نے کتابت لیکر لفظ رسول اللہ کو خود محو کردیا بعد تحریر کے طرفین سے بعض بعض

لوگون کی شہادت صلحنامہ پر ثبت ہوئی - اس سے فارغ ہو کر رسول خدا صلعم نے حضرت علیؑ سے

فرمایا کہ تمکو بھی اسیطرح کا واقعہ پیش آئیگا - اسکی مختصر کیفیت یہ ہے کہ جب صفین مین

حضرت علیؑ اور معاویہ کے مقاتلہ اور مقابلہ کو بہت طوالت ہوئی اور انجام کو صلح ٹھہری تو

عہد نامہ لکھتے وقت کاتب نے لکھا کہ یہ کتابت امیرالمومنین علیؑ کا مصالحہ ہے تب معاویہ نے

کہا کہ لفظ امیرالمومنین محو کرنا اور اوسکی جگہہ ابن ابی طالب لکھنا چاہیے کیونکہ مین اگر علیؑ کو

امیرالمومنین جانتا تو اون سے کاہے کو لڑتا امیرالمومنینؑ نے فرمایا صدق رسول اللہؐ

یعنے رسول خدا صلعم نے سچ فرمایا تھا یہ کہہ کر کاتب کو حکم دیا کہ جسطرح معاویہ کہتا ہے اوسی طور پر

لکھدے - تواریخ مین لکھا ہے کہ صلح حدیبیہ کے روز اکثر اصحاب نہایت محزون و

مغموم ہوئے اونکا مدعا یہ تھا کہ اسی سال مین رسول خدا صلعم کے خواب کا نتیجہ ظہور مین آئے

[illegible]

اور بعضون کے دلون مین ایسے شبہے پیدا ہوے جو اونکے عقیدے کے برخلاف تھے چنانچہ عمر خطاب رسالت مآب کے پاس دوڑے آئے اور کہنے لگے کیا آپ رسول برحق نہین ہین فرمایا ہان ہون پھر کہنے لگے کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہین ہین ارشاد کیا کہ ہان ہین عمر نے کہا تو پھر کیون ہم ایسی ذلت اور حقارت قبول کرتے ہین اور اس طرح صلح کرکر واپس جاتے ہین حضرت نے فرمایا بیشک مین خدا کا رسول ہون اور اوسکی نافرمانی نہین کرتا اور وہ میرا مددگار ہے جناب عمر نے کہا کیا آپ نے ہمسے وعدہ نہ کیا تھا کہ مکہ مین جاوینگے اور طواف کعبہ بجا لاوینگے حضرت نے فرمایا ہان کیا تھا مگر اس سال کو تو نہین کہا تھا پھر حضرت نے عمر خطاب سے خطاب کر کر فرمایا کہ تم احد کی کیفیت بھول گئے کہ تمنے بھاگنے کا راستہ لیا اور مین تمکو پکارتا تھا اور تم مین سے کسی کو میری طرف التفات کی بھی مجال نتھی اور تمنے احزاب کا واقعہ فراموش کیا کہ دشمنون نے اعلی اور اسفل سے چڑھائی کی تھی اور حق تعالی کا وعدہ پورا ہوا پھر ایک ایک واقعہ جو طرح طرح کے الطاف الٰہی اور ایفاے وعدہ پر مشتمل تھا بیان فرمایا یہانتک کہ چارناچار سب نے اقرار کیا کہ خدا اور رسول خدا جو فرماتے ہین بجا اور درست ہے مگر عمر صاحب کو اسپر بھی اطمینان نہوا اور ابوبکر صاحب کے پاس بھاگے گئے اور ساری حکایت بیان کی جب ابوبکر نے بھی اونکو سمجھایا کہ وہ بیشک رسولخدا ہین جو کچھ کرتے ہین موافق وحی کے کرتے ہین تم اونکی رکاب سعادت انتساب مت چھوڑو اور اونکے فعل اور قول پر اعتراض نکرو اور ابو عبیدہ جراح نے بھی عمر صاحب کو فہمایش کی کہ اے عمر صاحب شیطان کے مکر و فریب سے خدا کی طرف پناہ لو اور اپنے نفس کو متہم ٹھہراؤ خود عمر صاحب کہتے ہین کہ عمر گذری کہ وسوسہ شیطان اور فریب نفس جو روز حدیبیہ میرے دل مین گذرا تھا اور رسولخدا صلعم پر مینے اعتراض کیا تھا اوسکی وجہ سے مین استغفار کرتا ہون اور اعمال صالحہ روزہ نماز تصدق بردہ

... کا نظارہ ہو جاے - جب سال عمرۃ القضا مین
جناب رسول خدا صلعم مکہ مین داخل ہوئے اصحاب سے فرمایا ھذا الذی وعدتکم یعنی یہ وہی ہے
جسکا مینے تمسے وعدہ کیا تھا اور جب عام الفتح مین یعنی جس سال مکہ فتح ہوا کنجی خانۂ کعبہ کی حضرت
نے اپنے دست حق پرست مین لی - عمر صاحب سے ارشاد کیا ھذا الذی قلت لکم
یعنی یہ وہ ہے جو مینے تمسے کہا تھا - منقول ہے کہ صلح حدیبیہ کے زمانے مین اتنے مشرک مسلمان
ہوئے جو شمار مین اون سب مسلمانون کے برابر تھے کہ ابتدائے بعثت سے اس مصالحہ تک دائرۂ
اسلام مین داخل ہوئے تھے (دیکھو معارج النبوۃ اور مدارج النبوۃ)
ہاجرت سے ساتوین برس غزوۂ خیبر واقع ہوا رسولخدا صلعم نے حدیبیہ سے مراجعت فرماکر چند روز
مدینہ مین قیام کیا اور پھر جنگ خیبر کا اہتمام کیا کیونکہ وہان یہودیون کی جمعیت کثیر نہایت درجہ
شریر تھی اور پہلے یہود بنی قریظہ وغیرہ مسلمانون سے دغا اور نازک وقت مین دغا کر چکے تھے
اسوجہ سے خیبریون کی خبر لینا اور اونکی جمعیت کو متفرق کر دینا تقدم بالحفظ کا عمدہ دستور اور
اپنی حفاظت کیلیے ضرور تھا اور یہود بنی قریظہ وغیرہم یہود خیبر کے ہم عہد اور ہمراہون باہم متفق تھے
بعد تہیۂ اسباب سفر جناب پیغمبر مع لشکر ظفر پیکر کے جسمین ایک ہزار چار سو مرد اور دو سو
گھوڑے تھے خیبر کو روانہ ہوئے عبد اللہ ابی سلول منافق نے خیبر کے یہود کو
خبر بھیجی کہ محمد تمھاری بیخکنی کا ارادہ رکھتے ہین تمکو لازم ہے کہ میدان مین اونسے لڑو
اور لوازم حرب وضرب مین کوئی دقیقہ باقی نچھوڑو اسوجہ سے کہ تم کثرت شمار و سامان کارزار
مین مسلمانون سے فائق اور آداب جنگ و پیکار مین لائق ہو جناب رسالت مآب ایسے موقع پر
خیبر مین تشریف فرما ہوئے کہ خیبریون کو میدان مین جدال و قتال کی مجال نہی اور قلعون مین
داخل ہوگئے لشکر اسلام نے اونکا محاصرہ کیا اور محاربہ شروع ہوگیا ہنا دران اسلام کی کشش

وکوشش سے حصار نطاۃ اور حصار شق فتح ہوگئے پھر حصار صعب کے محاصرے مین بہت

صعوبت مسلمانون کو پیش آئی- آخر جناب المنذر کی سعی سے اوس قلعہ پر فتح پائی پھر حصار قموص

جو بالخصوص استحکام مین بنیان مرصوص تھا اور خیبر کے تمام قلعون مین نہایت استواری کے ساتھ

مخصوص تھا اور ایسا مستحکم اور استوار حصار تھا جسپر خیبر کی فتح کا انحصار تھا اس حصار کے محاصرہ کا کام

جاری ہوا اور رسول خدا پر ان دنون دردسر طاری ہوا حضرت بنفس نفیس معرکہ مین تشریف نہ لیجاتے

تھے مگر ہر روز مہاجرین وانصار سے کسی سردار کو علم دیکر لڑائی کے لیے روانہ فرماتے تھے ایکدن

عمر خطاب نے علم اوٹھایا اور فوج اسلام لیکر قلعے کے نیچے آئے خیبریون کے مقابلہ کی تاب نہ لائے اور

جہاد سے بھاگنے کے گناہ کا مطلق خیال نہ کیا اور گریز کا رستہ لیا- دوسرے دن ابوبکر صاحب حملہ آور ہوے اور

اہل خیبر سے دوچار ہوے انجام کار اونکو بھی جبن اور نامردی نے گھیرا کہ جہاد کے معرکے سے منھ پھیرا-

تیسرے دن پھر عمر صاحب نے دل کا ارمان نکالا اور تلافی مافات کے لیے علم سنبھالا خیبریون نے

اونکو ایسا لڑائی کا مزہ چکھایا کہ معرکے مین ٹھہرنے بھی نہ پایا اور جب بھاگ کر آیا تو اوسنے اپنے

ہمراہیون کو اور اونھون نے اونکو نامردی کا داغ لگایا- ازالۃ الخفا مقصد دوم ص ۲۵۳ مین لکھاہے

علی مرتضی گفت سار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی خیبر فلما اتاھا بعث

عمر و بعث الناس الی مدینتھم او قصرھم فقاتلوھم فلم یلبثوا ان ھزموا

عمر و اصحابہ فجاؤا یجبنونہ ویجبنھم اخرجہ الحاکم یعنے علی مرتضی نے فرمایا

کہ رسول خدا صلعم نے خیبر کی طرف کوچ کیا جب وہان پہونچے تو عمر صاحب کو مع اور لوگون کے

اونکے قلعہ کی طرف روانہ فرمایا عمر صاحب نے مع لشکر کے اہل خیبر سے لڑنا شروع کیا کچھ دیر نہ گذری تھی

کہ خیبریون نے عمر صاحب اور اونکے ہمراہیون کو بھگا دیا یہ بھاگ کر آئے تو عمر صاحب کے ہمراہی عمر کو

ات کو فرمایا لاعطین الرایة غدا رجلا کرار غیر فرار یحب اللہ و رسولہ و یحبہ اللہ
و رسولہ یفتح اللہ علی یدیہ یعنے کل بالضرور علم اوس مرد کو عطا کرونگا جو بڑا حملہ کرنیوالا ہے
نہ بھگوڑا۔ خدا اور رسول خدا اوسکو دوست رکھتے ہین اور وہ بھی خدا اور رسول خدا صلعم کو دوست
رکھتا ہی۔ خدائے تعالے اوسکے ہاتھون پر فتح دیگا۔ یہ ارشاد صداقت بنیاد سُنکر اس منصب کے اکثر امیدوار
ہوئے آخر کار جناب حیدر کرار اس عہدے کے سزاوار ہوئے کہ وہ رایت ظفر آیت اونکو عنایت ہوا رسول خدا صلعم
نے اونکو اپنی زرہ پہنائی اور ذو الفقار اونکی کمر سے لگائی حضرت علی مرتضی نے حصن قموص کے
پاس پہونچکر علم کو پتھر ون مین گاڑ دیا یہود کے ایک عالم نے آپکا نام نامی دریافت کیا
حضرت نے اوسکو بتایا تب وہ عالم اپنی قوم سے کہنے لگا غلبتم وما انزل علی موسیٰ
یعنے قسم توریت کی تم اب مغلوب ہوگئے۔ پہلے مرحب کا بھائی حارث اپنی مرگ کا باعث ہوا کہ قلعہ
سے نکل کر حضرت حیدر کرار سے قصد کارزار کیا حضرتؑ نے ذو الفقار آبدار صاعقہ کردار کے ایک
ہی وار مین اوسکو راہی دار البوار کیا پھر مرحب جو ایک بڑا قوی پہلوان عرب تھا دو زرہین
پہنے اور دو تلوارین حمائل کیے اور دو عمامے باندھے اور اوسپر خود رکھے رجز پڑھتا ہوا
میدان مین آیا حضرت امیر نے بھی رجز پڑھا جسکو سُنکر مرحب گھبرایا اور چاہا کہ تلوار
چلائے حیدر کرار جرار نے سبقت کرکر ایک ایسی ضرب ذو الفقار اوس نابکار کے لگائی جو سپر
اور خود اور دستار کو کاٹ کر قربوس زین تک اوتر آئی اور اوسکا بدن ناپاک چاک کیا اور
دو ٹکڑے کرکر پیوند خاک کیا پھر اور مسلمانون کو بھی جرأت ہوگئی اور یہودیون کو مارنے لگے
اور سات سردار ناہنجار ضرب ذو الفقار حیدر کرار سے فی النار ہوئے اور باقی رو بفرار ہوئے
جناب امیر نے اونکا تعاقب کیا اور خندق کو ایک جست مین پھاندکر قلعہ کے دروازے پر جا پہونچے
اور پنجہ فولاد رنجہ سے دروازہ کو ہلایا تو تمام قلعہ جنبش مین آیا آخر اوسکو اوکھاڑ لیا اور ڈھال کے طور سے

ہاتھ مین لیلیا اور لڑائی سے فارغ ہوکر اسّی بالشت پس پُشت پھینکدیا اور وہ دروازہ اتنا
بھاری تھا کہ سات زبردست مسلمانون نے ہرچند کوشش کی کہ ہل کر اوسکو ایک جانب سے
دوسری جانب گردش دین نہ دیسکے پھر چالیس مرد اوٹھے کہ سب ملکر اوسکو اوٹھا ئین
ہرگز نہ اوٹھا سکے القصہ جب اہل قلعہ نے ایسا امر عجیب وغریب مشاہدہ
کیا فریاد الامان الامان بلند کی حضرت امیر خیبر گیر نے رسول خدا صلعم کے اشارہ
سے اونکو امان دی اور جب ایسی بڑی مہم سر کرکے واپس آئے تو رسول خدا
استقبال کے لیے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور حضرت علیؑ کو آغوش مبارک مین لیا اور
اونکی دونون آنکھون پر بوسہ دیا اور فرمایا بلغنی ثناءك المشکور وضیعك المذکور
قد رضی اللہ عنك ورضیت انا عنك یعنی تیری سعی مشکور اور ثنائے مذکور مجھکو معلوم
ہوئی خدا تعالےٰ تجھسے راضی ہے اور مین بھی تجھسے راضی ہون حصار قموص سے سو زرہین اور
چار سو تلوارین اور ہزار نیزے اور پانسو کمانین اور اور مال واسباب کثرت سے مسلمانون
کے قبضہ مین آیا - اس معرکہ خیبر مین پندرہ مسلمان درجہ شہادت پر فائز ہوئے اور
ترانوے یہودی مارے گئے - رسول خدا صلعم نے بعد تسلط کے یہود خیبر کو جان کی
امان دی حالانکہ وہ پہلے نقض عہد کرچکے تھے اور بالفعل حضرت کو زہر بھی دیا تھا -
لیکن حضرت نے عفو ورحم کو کام فرمایا اور اونکی زمین اور باغ اونھین کے متعلق رکھے
اور ٹھہرالیا کہ نصف آمدنی خود لیا کرین اور نصف بیت المال مین داخل کیا کرین - دیکھو معارج
اور مدارج - انھین دنون مین جناب رسولخدا صلعم نے حضرت علی مرتضیٰ کو فدک کی طرف جو قلاع
خیبر کے منتہی تھا روانہ فرمایا اور اہل فدک سے اسطرح مصالحہ قرار پایا کہ جناب امیر اونکے
[illegible]

سے طے ہوا جبرئیل آئے اور آیہ کریمہ وَآتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ لائے یعنے اے محمد رشتہ دار کو اوسکا
حق دیدے حضرت نے جبرئیل سے پوچھا کہ میرے رشتہ دار کون ہین اور اونکا حق کیا ہے
جبرئیل نے کہا کہ آپکے رشتہ دار فاطمہؑ ہین اونکو فدک عنایت کیجیے اور فدک مین جو خدا اور رسول
کا حق ہے فاطمہؑ کو دیجیے تب رسول خدا صلعم نے حضرت فاطمہؑ کو بلایا اور فدک کی نسبت اونکو
ایک دستاویز لکھدی اور یہ وہی وثیقہ تھا جسکو حضرت فاطمہؑ نے بعد وفات سرور کائنات کے
ابوبکر صاحب کے سامنے پیش کیا اور فرمایا یہ رسول خدا صلعم کی تحریر ہے جو میرے اور حسنؑ اور حسینؑ کے واسطے
لکھی ہے (معارج النبوۃ رکن چہارم باب دہم وقایع سال ہفتم ہجرت ص ۲۲۱ - اور اس قصہ کی
تفصیل کتاب مستطاب تشئید المطاعن مین نہایت عمدہ طور پر لکھی ہے -

اسی ساتوین سال ہجرت مین حضرت جعفر بن ابی طالب مع چند ہمراہیون کے خیبر فتح ہوتے
ہی حبشہ سے واپس آئے رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ مین نہین جانتا کہ ان دو چیزون مین کونسی
چیز سے مین زیادہ خوش ہون جعفر کا آنا یا خیبر کا فتح ہو جانا اور خیبر کی غنیمت سے اونکا حصہ
بھی نکالا اور یہ اونھین کا خاصہ تھا - اسی سال مین یہود وادی القری کا غزوہ واقع ہوا
یہ لوگ بعض مشرکون کی پشتی سے رسول خدا صلعم کے مقابلے کو طیار ہوئے پہلے ہی دن دس
یا گیارہ اشرار اون مین سے فی النار ہوے اور دوسرے دن صبح کو تھوڑی دیر مقابلہ کرکے
سب کے سب نذر بفرار ہوے وہان سے بہت سی دولت و غنیمت مسلمانون کو ملگئی - اسی
سال مین عمرۃ القضا یا جسکو عمرۃ القضیہ اور عمرۃ الصلح بھی کہتے ہین واقع ہوا کہ رسول زمان بہت
سامان اور شوکت و شان سے مع دس ہزار آدمیون کے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور عمرہ ادا کیا -
اسی سال مین جبلہ ابن ایہم جو غسان کا بادشاہ تھا رسولخدا صلعم کی تحریری دعوت اسلام قبول
کرکر مسلمان ہوا اور پھر عمر صاحب کے عہد مین عیسائی ہوگیا اور حالت ارتداد مین انتقال کیا - سی سال مین

غزوہ وادی القری

سریہ جسمین محلم بن جثامہ غازی بھی شامل تھا رسولخدا صلعم نے اضم کی طرف روانہ فرمایا تھا
امر بن الاضبط الاشجعی ان لوگون کو راہ مین ملا وہ رسولخدا صلعم کی خدمت مین جاتا تھا
اوسنے بموجب رسم اسلام ان لوگون کو سلام کیا مسلمانون نے اوسکے سلام کا جواب ندیا۔
ور محلم نے اوسکو مار ہی ڈالا۔ رسالتمآب نے محلم پر عتاب کیا اور جب محلم نے حضرت سے التماس
عاے مغفرت کی تو حضرت نے کہا لاغفر اللہ لک یعنے خدا تجھ کو نہ بخشے پھر محلم ایک ساعت
کے بعد مر گیا جب اوسکو دفن کیا تو زمین نے اوسکو باہر پھینکدیا آخر اوسکو پتھرون مین دبادیا
جب حضرت کو یہ معلوم ہوا تو فرمایا کہ زمین محلم سے بدتر کو بھی چھپاتی ہے مگر خداے تعالے
نے چاہا کہ شہادت کی حرمت تمکو دکھلائے اور بندہ مومن کے قتل ہونے کی ایک علامت تمکو بتائے۔
لکھو کتاب معارج۔ ہجرت مقدسہ سے آٹھوین برس رسولخدا صلعم کو دریافت ہوا کہ بنی خزاعہ نے
اتفاق کیا ہے کہ دیار اسلام پر حملہ کرین اور لوٹ مچاین حضرت نے عمرو عاص کو سردار لشکر
مقرر کر کر اونکے قلع اور قمع کرنے کے لیے روانہ فرمایا اور اس سریہ کو ذات السلاسل کہتے ہین
عمرو جب مدینہ سے نکلا تو سنا کہ اعراب بطارقہ بھی بنی خزاعہ کے شریک ہین خوفناک ہوکر
ایک قاصد رسولخدا صلعم کے پاس بھیجا اور مدد چاہی حضرت صلعم نے کچھ لوگ جنمین
ابوبکر اور عمر خطاب صاحب بھی شامل تھے اوسکی مدد کے لیے بھیجے اور ابو عبیدہ جراح کو
اونکا امیر کیا پھر ابو عبیدہ عمرو عاص کے پاس پھونچکر مع اپنے تابعین کے عمرو عاص کا تابع
ہو گیا اور اوسی کے پیچھے نماز پڑھی جب دشمنون کے نزدیک پھونچے تو سردی بہت تھی
مسلمانون نے چاہا کہ آگ جلا کر تاپین عمرو عاص نے اونکو منع کیا لوگون نے تنگ ہوکر ابوبکر صاحب
سے شکایت کی ابوبکر صاحب نے اس باب مین گفتگو کی عمرو عاص نے کہا کہ جو کوئی آگ جلاویگا
مین اوسی کو آگ مین ڈالدونگا پھر عمر خطاب نے عمرو عاص سے سخت گفتگو کی اوسنے کہا

کہاکہ اوسکو اوسکے حال پر چھوڑ دو بیشک رسول خداصلعم نے اوسکو ہمپر امیر نہین کیا مگر اس
غرض سے کہ وہ لڑائی کی مصلحت خوب جانتا ہے تو صبر و تحمل اختیار کر اور پیغمبر خدا کے فرمان
اوسکے حکم کا تابع رہ اور جان لے کہ جو کچھ رسول خداصلعم نے حکم کیا ہے اوسمین عمدہ حکمت ہو
القصہ سب نے متفق ہوکر کافرون کا مقابلہ کیا اور وہ اشرار بعضے تو گھر چھوڑ کر بھاگ گئے
بعضے لڑے اور مغلوب ہوکر متفرق ہوئے اور لشکر اسلام منظفر و فائز المرام وہان سے وا
واپسی کے وقت ایک شب عمرو عاص کو احتلام ہوا اوسنے حالت جنابت مین سب کو
نماز جماعت پڑھائی یہان سے ظاہر ہے کہ ابوبکر صاحب اور عمر خطاب صاحب سنہ ہجری
ایسی لیاقت اور وقعت رکھتے تھے کہ اسی عمرو عاص کے تابع تھے یعنے گو ابوبکر صاحب
دنیا مین عقیل و فہمیدہ تھے اور عمر خطاب صاحب اپنے وقت کے بسمارک وزیر جرمن
لاکن چونکہ ان دونون مین دینی لیاقت نہین تھی لہذا رسول خدا نے ان دونون کو
عمرو عاص کا جو محض دنیا دار و صاحب خدع تھا محکوم مقرر کیا تا سب مسلمان جان لین
ابوبکر صاحب و عمر صاحب مین لیاقت سرداری باعتبار دینداری نہین تھی دیکھو معارج النبوۃ
اور مدارج النبوۃ - اسی سال مین جنگ موتہ واقع ہوئی اس معرکہ مین مسلمان تین ہزار
اور انکے مخالف ایک لاکھ سے اوپر تھے جناب جعفر بن ابی طالب نے اسی لڑائی مین
شجاعت و دلیری کا حق ادا کر کر شہادت پائی اور آخر کار غنیمت فتح مسلمانون کے ہاتھ آئی
اسی آٹھوین برس مین مکہ فتح ہوا صلح حدیبیہ مین شرط تھی کہ ایک دوسرے کے ہمعہدون کا
تعرض نکرین قریش اس شرط پر قائم نرہے اور بنی بکر کے شریک ہوکر بنی خزاعہ سے
جو رسول خداصلعم کے عہدہ عہد مین تھے جا لڑے اور اس لڑائی مین بنی خزاعہ مغلوب ہوئے

اور بیس آدمی اونکے مارے گئے بنی خزاعہ مین سے چالیس آدمی مدینہ منورہ مین آئے اور
جناب رسول خدا صلعم سے استغاثہ کیا حضرت نے تسلّی اور تشفی دیکر اونکو واپس بھیجا پھر
ابوسفیان ترسان اور ہراسان یہان آیا اور رسول خدا صلعم سے تجدید عہد کا خواہان ہوا
رسول خدا صلعم نے کچھ جواب ندیا پھر اورون سے بھی التجا کی یہان تک کہ جناب فاطمہ زہرا
سے ملتجی ہوا اور عرض کیا کہ آپ مجھکو اپنے جوار مین لے لیجیے اور اپنے کسی صاحبزادہ سے
فرما دیجیے کہ لوگون کے سامنے ہمکو امان دین جناب سیدہ نے عذر کیا پھر جناب علی مرتضیٰ سے
گذارش کی آپنے بھی ٹال دیا آخر ابوسفیان ناکام واپس گیا رسول خدا صلعم نے پوشیدہ
طور پر مکہ معظمہ کا عزم مصمم کیا اور قبائل عرب کی طرف قاصد روانہ کیے کہ جو مسلمان ہو
شروع ماہ رمضان مین مسلّح اور مکمل مدینہ مین آجائے اور مدینہ کے لوگون کو بھی حکم دیا
کہ سفر اور لڑائی کا سامان کرین اور مکہ کا راستہ بند کرنے کے لیے ارشاد فرمایا
اسی اثنا مین حاطب ابی بلتعہ نے ایک خط قریش کے رئیسون کو لکھا اور یہ مضمون اوسمین
درج کیا کہ رسول مقبول اسباب سفر اور لشکر کی طیاری مین مشغول ہین گمان غالب ہے کہ
مکہ کے سوا اور کہین کا ارادہ نہین اور یہ خط ایک عورت کو دیکر مکہ کو روانہ کیا۔ اوس
عورت نے خط کو بالون مین چھپا لیا اور جبلی رسول خدا صلعم کو یہ حال وحی سے معلوم ہوا
حضرت نے جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ اور زبیر بن العوام اور عمار یاسر سے فرمایا کہ
روضۂ خاخ تک جاؤ وہان تمکو ایک عورت ملیگی جسکے پاس ایک خط ہے اوس سے
وہ خط لے آؤ جناب امیر مع ہمراہیون کے اوسی مقام پر اوس عورت کے پاس پہونچے
اور خط مانگا عورت نے انکار کیا اور ہر چند جستجو کی خط نہ ملا ناچار واپسی کا قصد کیا حضرت
علی نے فرمایا کہ رسول خدا صلعم نے جھوٹھ نہین کہا اور تلوار کھینچکر اوس عورت کو ڈرایا تب

جان کے خوف سے اوسنے وہ خط نکال کر حوالہ کیا جناب امیرؑ نے وہ خط رسول خدا صلعم
کی نظر انور سے گذرانا حضرتؐ نے حاطب کو بلایا اور خط لکھنے کا سبب پوچھا
حاطب نے صاف کہدیا کہ میرے ایمان و اعتقاد مین مطلق فرق نہین آیا ہان قریش
ہمعہد ہون اور مکہ مین ایسا کوئی نہین جو میرے اہل و عیال اور مال و منال کی خبرگیری
کرے اور اور مہاجرین کے رشتہ دار کفار وہان موجود ہین جو اونکی ازواج و اطفال
و اموال کی حفاظت کرتے ہین تو لکھنے سے میری یہی غرض تھی کہ قریش پر میرا ایک حق
ثابت ہو جسکے لحاظ سے میرے مال و عیال سے غافل نہون حضرتؐ نے اصحاب سے خطاب کیا کہ
تم جان لو حاطب سچ کہتا ہے باآنیہمہ عمر خطاب نے عتاب کیا اور حاطب کی گردن مارنے پر
طیار ہوا حضرتؐ نے اوسکو اِس حرکت سے باز رکھا القصہ رسول مختار مع بارہ یا تیرہ ہزار
لشکر جرار کے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے تفصیل سپاہ نصرت پناہ کی اس طرح پر ہے کہ
مہاجرین سات سو اور قبیلہ مزنیہ سے ایک ہزار بنی کعب سے پانسو اور قبیلہ اشجع سے ہزار اور
بنی اسلم سے چار سو اور بنی سلیم قریب ایک ہزار کے اور جماعت کثیر اور جم غفیر متفرق قبیلوں
سے تھے راہ مین حضرت عباس بن عبد المطلب جو مع اہل و عیال اور متاع و مال کے ہجرت کی
نیت سے چلے تھے رسول خدا صلعم کو ملے حضرتؐ اونکی ملاقات سے مسرور ہوئے اور فرمایا کہ اپنا
مال و اسباب مدینہ کو بھیجدو اور خود ساتھ رہو پھر سفیان بن الحارث بن عبد المطلب
حضرتؐ کے چچا کا بیٹا اور عبد اللہ بن امیہ حضرتؐ کی پھوپھی کا بیٹا راستے مین لشکر
اسلام سے ملحق ہوئے چونکہ ان دونون نے حضرتؐ کو بہت کچھ ایذا پھونچائی تھی
پہلے حضرتؐ نے انکی طرف سے چشم پوشی کی آخر اپنے کرم جبلی سے اونکو ظل عاطفت مین
جگہہ دی جب یہ فوج ظفر موج مرالظہران مین پھونچی تو حضرتؐ نے حکم دیا کہ جسقدر آدمی

...اور رسول خدا صلعم کی تشریف آوری سے بیخبر تھے مگر
اپنی عہد شکنی سے خوفناک تھے ابو سفیان وغیرہ اسی تردد مین پھرتے پھرتے ایک ٹیلے پر چڑھے
تو دیکھا تمام جنگل مین آگ روشن ہے یہ حواس ہو کر اس واقعہ کی تفتیش کے لیے اطراف
وجوانب مین پھرنے لگے اس اثنا مین حضرت عباس کو قریش کا لحاظ و پاس ہوا کہ اگر رسولخدا
اسیطرح حالت قہر و غضب مین داخل مکہ ہونگے تو قریش بالکل نیست و نابود ہو جاینگے اس
خیال سے سوار ہو کر چلے کہ اگر کوئی ملجائے تو اوسکے ذریعہ سے اہل مکہ کو اس کیفیت سے اطلاع دین
کہ وہ لوگ رسول زمان سے امان کے خواہان ہون اتفاقاً حضرت عباس ابو سفیان کے پاس
پھونچ گئے ابو سفیان نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے جواب دیا کہ یہ رسول خدا صلعم ہین جو مع
دس ہزار سوار جرار کے تشریف لائے ہین ابو سفیان نے کہا اب کیا علاج ہے فرمایا کہ واللہ
اگر حضرت رسول خدا صلعم تجھپر ظفر پاینگے باوجود اپنے حلم و کرم کے تجھکو گردن ہی مارینگے تدبیر
یہ ہے کہ تو میرے ساتھ چل کہ تیرے واسطے مین رسول خدا صلعم سے امان لیلون ابو سفیان فوراً
حضرت عباس کے ساتھ ہو لیا جب عمر خطاب کے خیمہ تک پھونچے تو وہ تلوار کھینچکر ابو سفیان کے
پیچھے ہو لیا اور جھپٹ کر رسول خدا صلعم سے عرض کیا کہ ابو سفیان بغیر ایمان و امان کے ہاتھ لگ گیا ہے
اجازت دیجیے کہ اوسکا سر جدا کردن حضرت عباس نے کہا کہ مینے ابو سفیان کو امان دی ہے
عمر صاحب کو ابو سفیان کے قتل پر اصرار اور حضرت عباس کو اوس سے انکار تھا آخر رسول مختار
نے عباس سے فرمایا کہ اس شب مین ابو سفیان کو اپنے خیمے مین رکھو اور صبح کو میرے
پاس لاؤ جب وقت فجر ابو سفیان مجلس شریف مین حاضر ہوا تو حضرت نے فرمایا اے
ابو سفیان وہ وقت آگیا کہ تو جان لے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی معبود برحق نہین ہے۔

کہ ہان مینے جانا کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہین اگر ہوتا تو ہمکو نفع پھونچاتا پھر
حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ وقت نہین آیا کہ تو جانے مین رسولخدا ہون کہنے لگا کہ ابتک
میرے دل مین شُبہہ تھا حضرت عباس نے للکارا کہ اے ابوسفیان بات کو طول مت دے
اور کلمۂ شہادت پڑھ ابوسفیان نے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا۔
حضرت عباس نے کہا کہ ابوسفیان فخر وجاہ کو پسند رکھتا ہے کوئی مرتبہ
اسکو مرحمت فرمائیے حضرتؐ نے ارشاد کیا من دخل دار ابی سفیان فھو امن ومن
القی السلاح فھو امن ومن اغلق بابہ فھو امن ومن دخل مسجد الحرام فھو امن یعنے
جو ابوسفیان کے مکان مین چلا جائے اوسکو امان ہے اور جو ہتھیار ڈالدے اوسکو بھی امان
ہے اور جو اپنا دروازہ بند کرلے اوسکو بھی امان ہے اور جو مسجد الحرام مین داخل ہو
اوسکو بھی امان ہے پھر جب ابوسفیان حضرتؐ سے رخصت ہوکر چلا تو جناب عباس
نے کہا کہ مجھکو ابوسفیان پر اطمینان نہین ایسا نہو کہ جسوقت مکہ مین پھونچ جائے تو
مرتد ہوکر عناد و فساد سے پیش آئے بہتر یہ ہے کہ اسکو یہین روک لیا جائے تو لشکر
اسلام کا جلال و احتشام دیکھ لے اور اسکے دل مین رعب و ہیبت بیٹھ جائے حضرت
نے فرمایا اچھا اوسکو روک لو تب حضرت عباس نے اوسکو ایک راہ پر کھڑا کر لیا
جوق جوق بہادران اسلام اوس طرف سے گذرتے تھے اور حضرت عباس ایک ایک
گروہ کی اوس سے تعریف کرتے تھے ابوسفیان نے جب اہل ایمان کی شوکت وشان
دیکھی نہایت خوف اور دہشت سے کہنے لگا کہ مینے اس عظمت وجلالت کا لشکر ہرگز نہ دیکھا نہ سُنا
تب حضرت عباس نے اوس سے کہا کہ اب تجھکو حرم مین جانا اور قریش کو ڈرانا چاہیے

سے مکہ کو روانہ ہوا اور اوس روز گرد سپاہ نصرت پناہ کے پہونچ بر ین ہمرنک
ین ہور ہا تھا جب ابو سفیان مکہ مین پہونچا اور لوگون نے دیکھا کہ بتعجیل سے آرہا ہے
اور غبار آسمان پر چھا رہا ہے تو اوس سے پوچھا کہ تیرے پیچھے کون ہے اور یہ غبار
کیسا ہے اوسنے کہا کہ محمدؐ ہین جو فوج ظفر موج سے کر آئے ہین ۔ جناب رسول خداصلعم
ذی طوی مین جو کہ سے متصل ہے پہونچے اور اپنی سپاہ بلند پایگاہ کی حشمت و جاہ پر
نگاہ کی تو آپ کو ہجرت کے وقت کی اپنی بیکسی اور تنہائی یاد آئی پیشانی نورانی کو اونٹ ہی
پر رکھدیا اور سجدہ شکر ادا کیا اور عام حکم فرمایا کہ کوئی شخص اہل لشکر سے حرم کے رہنے والون
سے نہ لڑے اور اگر بعضے احمق خود نمائی یا خواہ نخواہ مقابلے کو طیار ہو جائین تو بہادران لشکر
اسلام اسکا تدارک عمل مین لائین منقول ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن امیہ کچھ
لوگ لیکر خالد بن الولید کے رد کرنے پر مستعد ہوئے جو مع سپاہ اسلام کے اسفل مکہ سے
داخل ہوتا تھا فریقین مین سخت لڑائی ہوئی اٹھائیس کافر مارے گئے اور دو مسلمان شہید ہوئے
غرض رسول مختار صلعم ناقہ خاصہ پر سوار سورہ انا فتحنا پڑھتے ہوئے حرم مین داخل ہوئے
اور مسجد الحرام کو نور حضور سے منور کیا اور اس زور شور سے سب نے تکبیر کہی کہ تمام کافر
تھرا گئے پھر لوازم طواف ادا کرکے کعبہ کو بتون سے پاک وصاف کیا ۔ دیکھو معارج النبوۃ رکن
چہارم ص ۲۴۶ ۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ بڑے بڑے کئی بت ایسے مقام پر منصوب تھے جہان
ہاتھ نہ پہونچتا تھا تب جناب رسولخدا صلعم نے حضرت علیؑ مرتضے کو اپنے دوش مبارک پر چڑھایا
اور نور علی نور کا جلوہ دکھایا اور حضرت علیؑ نے اون بتون کو زمین پر گرایا پھر رسولخدا نے
فرمایا اے علیؑ تم آپ کو اسوقت کہان پاتے ہو عرض کیا کہ مین دیکھتا ہون تمام حجاب دور
گروہ

...میرے قبضہ قدرت مین آسمان سے رسول خدا صلعم نے ارشاد کیا کہ اے...
ہے تمھارا کہ کار حق کرتے ہو اور خوشحال میرا کہ بار حق اوٹھاتا ہون - اکثر...
قریش صف بستہ حالت خوف مین وہان حاضر تھے کہ حکم جناب رسالت مآب ہمارے...
مین کیا صادر ہوتا ہے آخر حضرت صلعم نے ارشاد کیا لاتثریب علیکم الیوم یغفر
لکم وھو ارحم الراحمین یعنے آج تمپر کچھ الزام اور ملامت نہین اللہ تمھاری
مغفرت کرے اور وہ سب سے زیادہ رحم کرنیوالا ہے اور یہ بھی فرمایا اذھبوا فانتم الطلقاء
یعنے جاؤ تم آزاد کیے ہوئے ہو پھر حضرت نے نہایت فصاحت سے ایک خطبہ پڑھا جو وعظ و نصیحت
سے بھرا تھا اور رسوم جاہلیت کو موقوف کیا اور قصاص و دیت کے احکام بیان کیے اور
دادون کی بڑائی پر فخر کرنے سے منع فرمایا اور نماز ظہر پڑھکر کوہ صفا پر مشغول دعا ہوئے
قریش ایک ایک ہوکر آتے تھے اور بیعت اسلام کرتے تھے - رسول خدا صلعم نے گیارہ مرد اور
عورتون کی نسبت حکم دیا تھا کہ اونکو جہان پائین حرم مین قتل کرین - ایک اونمین سے ابن
حنظل صحابی تھا جسکو حضرت صلعم نے ایک خزاعی کے ساتھ زکواۃ وصول کرنیکو کہین بھیجا تھا
حنظل نے اپنے ہمراہی کو مار ڈالا اور مرتد ہوا اور زکوۃ کے مواشی مکہ کو لے بھاگا اور فتح مکہ کے دن
لشکر اسلام سے لڑا اور پھر معرکہ سے بھاگ کر خانہ کعبہ مین پناہ پکڑی اور حضرت کے حکم سے وہ وہان
قتل کیا گیا - دوسرا عبد اللہ بن ابی السرح تھا جو رسول خدا صلعم کے حکم سے وحی لکھا کرتا تھا اور قرآن
کے لکھنے مین خیانت کیا کرتا تھا اور کلمات کو بدل دیا کرتا تھا ایکبار کہنے لگا کہ محمد صلعم
کچھ نہین جانتے مین جو چاہتا ہون اونکے لیے لکھ دیتا ہون بلکہ جس طرح اونپر وحی آتی ہے
مجھپر بھی آتی ہے اور جب اوسکو معلوم ہوا کہ جناب رسول خدا صلعم اوسکی خیانت سے واقف
ہوگئے تو مکہ کو بھاگ گیا اور جب روز فتح اوسکے قتل کا حکم ...

پاس جا چھپا کہ اوسکا برادر رضاعی تھا اور جب رسول خدا صلعم نے لوگون کو بیعت کے لیے

بلایا تو عثمان نے اوسکو بھی لا کھڑا کیا اور چند بار کہا کہ عبد اللہ بن ابی السرح بیعت کرتا ہے

حضرت صلعم نے انکار کیا پھر اصحاب کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ تم مین کوئی ایسا تھا کہ اِس

کُتّے کو مار ڈالتا آخر خوشامد کر کے عثمان نے اوسکو بچا لیا۔ کذا فی مدارج النبوۃ و معارج النبوۃ

اور باقی نو مردون مین بعضے مسلمان ہوگئے اور بعضے مارے گئے۔ اور چھہ

عورتون مین سے دو تو مسلمان ہوگئین اور چار قتل ہوئین۔ پھر حضرت صلعم نے ایام قیام

مکہ مین بتخانہ عزیٰ اور بتخانہ مناة کو بھی خراب اور ویران کرا دیا۔ اسی آٹھوین برس غزوہ

حنین واقع ہوا جب مکہ فتح ہوا اکثر قبائل نے رسول مقبول صلعم کی اطاعت قبول کی مگر دو قبیلے

ہوازن اور ثقیف کے انھون نے از راہ سرکشی حضرت پر لشکر کشی کی اور تیس ۳۰ ہزار مرد کارزار

جمع ہوئے اور درید بن الصمہ جو رائے و تدبیر مین امتیاز اور عمر دراز رکھتا تھا اوسکو بھی

ساتھہ لیا اور حنین کو لشکرگاہ قرار دیا جناب رسول مختار بعد تحقیق اخبار مع بارہ یا سولہ ہزار

لشکر جرار کے طرف کفار اشرار کے روانہ ہوئے چونکہ اشرار پہلے سے میدان کارزار مین آگئے تھے

اونکے سردار مالک بن عوف نے سپاہ کو کمینگاہ مین بٹھا رکھا تھا کہ جس وقت مسلمان میدان

مین آوین اونپر تیر برساوین جب ہی اہل اسلام حنین مین آئے دفعۃً کافرون نے کمینگاہ

سے نکل کر اونپر تیر برسائے مسلمان یہ حال دیکھ کر ایسے گھبرائے کہ ٹھہرنے کی تاب نہ لائے اور

سب بھاگ نکلے اور رسول مختار کے ساتھہ صرف چار بزرگوار رہ گئے اور یہی روایت زیادہ صحیح

ہے آن دلاورون کے نام نامی یہ ہین۔ جناب علی مرتضیٰ حضرت عباس ابو سفیان بن الحارث

بن عبد المطلب عبد اللہ مسعود اور بعض روایتون سے جعفر اور ربیعہ دونون سفیان بن الحارث

کے بیٹے اور قثم اور فضل دونون حضرت عباس کے بیٹے اور اسامہ بن زید اور ایمن اوسکا مادری

بھائی بن ام ایمن ان چھ بہادرون کی ثابت قدمی بھی ثابت ہوتی ہے منقول ہے کہ
جسوقت صحابہ بھاگے چلے جاتے تھے رسول خدا صلعم اونکو ٹھہراتے تھے اور فرماتے تھے
الی این ایہا الناس یعنے اے لوگو کہان جاتے ہو مگر یہ حضرات فرار پر اسطرح طیار ہوگئے
تھے کہ واپسی تو درکنار پیچھے کو نگاہ تک نکرتے تھے اور حضرت نہایت جرأت و دلیری سے اپنی
سواری کو مخالفون کی طرف بڑھاتے تھے اور سفیان باگ تھام کر اور عباس رکاب پکڑ کر حضرت
کو روکتے تھے تو آپ فرماتے تھے انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب یعنی مین پیغمبر
ہون اسمین جھوٹھ نہین اور مین عبد المطلب کا بیٹا ہون آخر کار رسول مختار نے اپنے عم
نامدار عباس سے فرمایا کہ اصحاب کو اسطرح پکارو یا معشر الانصار یا اصحاب السمرۃ یا اصحاب
سورۃ البقرۃ یعنے اے گروہ انصار اے اہل سمرہ (جس درخت کے نیچے بیعۃ الرضوان
ہوئی تھی اوسکا نام ہے) ای اصحاب سورہ بقرہ حضرت عباس نہایت بلند آواز تھے حضرت کے
ارشاد پر عمل کیا اور چلا کر فراریون کو آواز دی آواز سنکر اصحاب اطراف و جوانب سے آنے لگے
اور سب سے پہلے انصار آئے منقول ہے کہ ایک مشرک جسکا نام ابوجزدل تھا میدان مین آیا اور
تہور و غرور سے رجز خوانی اور مبارز طلبی کرتا تھا چونکہ وہ ناپاک نہایت چالاک اور سفاک اور
بیباک تھا اور عرب کے بہادرون مین کوئی اوسکے مقابل نہ آتا تھا اور اوسکے مقابلہ کی تاب نہ
لاتا تھا لشکر اسلام اوسکی لڑائی سے جان بچاتا تھا ناگاہ شیر بیشۂ وغا امیر المومنین علی مرتضی
نے اوسپر حملہ شیرانہ کیا اور ضرب شمشیر سے ابوجزدل کو دوزخ کی طرف روانہ کیا مسلمانونکو
اس سے جرأت و قوت اور مشرکون کو ذلت و خفت ہوئی جب ہی سپاہ اسلام سے
حملہ کی نوبت آئی مدد الٰہی اور دعاء رسالت پناہی سے کفار نے ہزیمت پائی اس لڑائی مین ستر
آدمی ثقیف اور ہوازن کے مارے گئے اور چار مسلمانون نے درجہ شہادت پایا اور مال غنیمت

بہت کچھ اہل اسلام کے ہاتھ آیا چنانچہ چھ ہزار لونڈے غلام اور چار ہزار اور بیس اونٹ

اور چالیس ہزار سے اوپر بکریان اور چار ہزار اوقیہ چاندی تھی اور امداد غیبی سے گیری

ہوئی لڑائی جو بنگئی تو بہت سے منافق حلیہ ایمان سے آراستہ ہوئے - مخالفین جو بھاگے

بعضے تو ترسان اور خائف طائف پہونچے اور کچھ اوطاس کو چلے گئے اور ایک گروہ بطن

نخلہ کی طرف بھاگ گیا رسول خدا صلعم نے کچھ لوگ اوطاس کو روانہ فرمائے جو کافرون کو

مغلوب کرکے واپس آئے اور وہان سے بہت غنیمت لائے - پھر جناب رسالتمآب

طائف کو تشریف لے گئے چونکہ فراریون نے طائف مین پہونچکر سال بھر کے کھانے کا

سامان جمع کر لیا تھا اور قلعہ کو خوب مستحکم کرکے اوسکے دروازون کو بند کر دیا تھا

چند روز محاصرہ رہا اور بڑی بڑی لڑائیان واقع ہوئین چنانچہ بارہ اصحاب شہید اور بہت سے

زخمی ہوے پھر حضرت کو معلوم ہو گیا کہ یہ قلعہ اس سال فتح نہوگا اسلیے وہان سے

مراجعت فرمائی - منقول ہے کہ ایام محاصرۂ طائف مین جناب رسالتمآب نے حضرت امیر المؤمنین

ابوتراب کو کچھ اصحاب کا امیر کیا اور حکم دیا کہ اس دیار کے قرب وجوار مین جائین اور جہان کوئی

بتخانہ پائین ویران کرین جب جناب امیر روانہ ہوئے تو راہ مین خثعم کے ایک گروہ سے مقابلہ

ہوا اونمین سے ایک بڑا بہادر لڑنے کو نکلا اہل اسلام مین سے کسی کو ہمت وجرات نہوئی کہ

اوس سے لڑے ناچار خود جناب حیدر کرار اوس نابہنجار سے آمادہ پیکار ہوے اور ضرب شمشیر

بے امان سے اوس پہلوان کو بیجان کیا اور پھر اطمینان سے اوس نواح کے تمام بت توڑے

اور بتخانون کو ویران کیا یہان طائف مین جناب پیغمبر حیدر صفدر کے منتظر تھے جب ہی

بت شکنی سے فارغ ہو کر واپس آئے جناب رسول خدا صلعم نے حضرت امیر کو دیکھ کر تکبیر کہی اور

اونکو خلوت مین لائے اور تنہائی مین بہت سے اسرار اون سے ارشاد فرمائے جب زمان

خلوت کو طول ہوئی تو لوگون کی عجیب حالت ہوئی اصحاب خصوصاً عمر خطاب نے کہا کہ
جناب رسالتمآب عجیب راز دور دراز اپنے بھائی سے فرماتے ہین اور ہمکو نہین سناتے ہین
رسول خدا صلعم نے فرمایا ما انتجیتہ ولکن اللہ انتجاہ یعنے مینے علیؑ سے راز نہین کہا بلکہ
خدا نے کہا یعنے مینے جو کچھ کیا حکم خدا سے کیا۔ دیکھو معارج النبوۃ اور مدارج النبوۃ۔
اسی ہجرت کے آٹھوین برس مین رسولؐ کریم کے فرزند دلبند ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن
سے پیدا ہوئے۔ اور بنا بر ایک قول کے اسی سال مین منبر بھی ایجاد ہوا۔ ہجرت مقدسہ سے
نوین برس جناب رسولؐ مختار نے حضرت حیدرؑ کرار کو اصحاب کبار کا سردار قرار دیا اور قبیلہ
طی کی طرف روانہ کیا کہ بتخانہ فلس کو خراب اور وہان کے مشرکون کو اسلام سے فیضیاب کرین
چنانچہ جناب علیؑ مرتضے حسب ارشاد عمل مین لائے اور اوس بتخانہ کو ویران کر کر اور بہت
سی غنیمت لیکر واپس آئے۔ اسی نوین سال مین غزوہ تبوک واقع ہوا اس غزوہ کا باعث
یہ تھا کہ ایک قافلہ ملک شام سے آیا اور یہ خبر لایا کہ روم کے بادشاہ نے بہت سی سپاہ جمع
کی ہے اور جذام اور عاملہ اور غسان وغیرہم قبائل متنصرہ عرب سے اونکے موافق ہو گئے ہین
اور مدینہ پر چڑھ آنے کا ارادہ رکھتے ہین اور مقدمہ لشکر بلقا تک پہونچگیا ہے رسول خدا صلعمؐ نے
یہ خبر سنکر اونکی مدافعت کا ارادہ کیا اور نہایت اہتمام سے اور لوگون کو بھی اس کام پر آمادہ
کیا بیاسی منافق حضرتؐ کی خدمت مین آئے اور ترک رفاقت کے لیے عذر و حیلے بنالائے
چنانچہ آیہ وجاء المعذرون الآیۃ انھین کے حال سے خبر دیتی ہے اور بعضے منافق بغیر اسکے
اے عذر کرنے والے ۱۲
کہ کوئی عذر پیش کرین ہمراہی سے کنارہ ہوئے اور ون کو بھی منع کیا اور گرمی کی شدت
سے ڈرایا جیسا کہ آیہ فرح المخلفون بمقعدھم خلاف رسول اللہ وکرھوا ان یجاھدوا
باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ وقالوا لاتنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرا

وکانوا یفقهون ٹہینے باز رہجانے والے رسول خدا صلعم کے خلاف اپنے بیٹھ رہنے سے خوش
ہوئے اور خدا کی راہ مین اپنے جان و مال سے جہاد کرنے کو مکروہ جانا اور کہا کہ گرمی مین کوچ
نہ کرو کہہ اے محمد کہ آتش دوزخ مین نہایت سخت گرمی ہے اگر یہ لوگ سمجھتے۔ ان منافقون کی
حالت بیان کرتی ہے اور اہل نفاق کا ایک گروہ غنیمت کی طمع سے لشکر اسلام سے متفق ہو گیا
اور آنے جانے مین اون سے نامناسب باتین اور ناموافق حرکتین صادر ہوئین غرضکہ بعد ترتیب
لشکر کے رسول خدا صلعم نے حکم دیا کہ مدینہ کے باہر ثنیۃ الوداع مین جمع ہوئے عبداللہ ابی سلول
منافق بھی مع اپنے منافق ہمراہیون کے آیا اور مقابل اہل ایمان کے اوترا اور جب لشکر اسلام نے
کوچ کیا تو اپنے ہمراہیون سمیت واپس گیا رسول خدا صلعم نے یہ سُنکر فرمایا کہ اگر اومین کچھ نیکی
ہوتی تو ہماری ہمراہی سے باز رہتا۔ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے تحفۂ اثنا عشریہ مین بھی
اعتراف کیا ہے باین عبارت نزد اہل سُنت عصمت خاصۂ انبیاست صحابہ را معصوم نمیدانند
لہذا جناب امیر و شیخین بعضے از صحابہ را حد زدہ اند و خود جناب پیغمبر صلعم مسطح را کہ از اہل بدر بود
و حسان بن ثابت را زیر حد قذف گرفتہ و کعب بن مالک و مرارہ بن الربیع و ہلال بن زمیہ را کہ
دو کس از ایشان حاضران غزوہ بدر بودند در سزاے تخلف از غزوہ تبوک تا پنجاہ روز مطرود
و مغضوب داشتہ اند و ماعز اسلمی را رجم فرمودہ و بسیاری را تحت زیر حد شرب خمر جاری فرمودہ۔
منقول ہے کہ جب جناب رسولخدا صلعم نے مدینہ منورہ سے کوچ کیا تو حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ کو
وہان اپنی نیابت اور خلافت پر مقرر کیا اور اپنے ساتھ نہ لیا حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ اے
رسولخدا صلعم مینے کسی غزوہ مین آپکی ہمراہی ترک نہین کی اب کیا ہے جو آپ مجھکو
چھوڑے جاتے ہین رسول خدا صلعم نے فرمایا اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ہارون

کو ان کے قرار پائے کہ جس طرح ہارون موسیٰ کے خلیفہ اور قائم مقام تھے تم بھی میرے خلیفہ اور
ہو مگر اتنا فرق ہے کہ ہارون پیغمبر تھے اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہین ہے اور اس غزوہ
مین جو لشکر ظفر پیکر مقام ثنیۃ الوداع مین شمار ہوا تو بعض روایات کے موافق تیس ہزار
بعض کے مطابق اسی ہزار اور بعض کے بنا پر ایک لاکھ تھا اور جب وہان سے کوچ ہوا تو
مین ایک جماعت اہل لشکر سے رہجاتی تھی اور جناب رسالت مآب لوگون کے واپس جانے
خبر پاتے تھے تو فرماتے تھے کہ اگر کچھ بھلائی انہین ہوگی تو حق تعالےٰ پھر انکو تم مین شامل کر
ورنہ انکی بلاے صحبت سے تمکو نجات دی بعد قطع منازل کے یہ فوج ظفر موج تبوک مین پہونچی
جو ایک موضع کا نام ہے کہ درمیان حجر اور ناحیۂ شام کے واقع ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ایک
چشمہ کا نام ہے اور وہان دو مہینے قیام کیا اور رنج سفر اور زحمت شام و سحر سے آسودہ ہوئے
حالت قیام تبوک مین رسول خدا صلعم نے خالد بن الولید کو چار سو بیس سوار ساتھ کر کر طرف اکیدر
بن عبد الملک کے جو دومۃ الجندل کا حاکم تھا روانہ فرمایا خالد بن الولید طے مراحل کر کے وہان
پہونچا اور اکیدر کے ایک بھائی حسان کو قتل کیا اور اوسکو اور اوسکے دوسرے بھائی مصاد
کو رسول خدا صلعم کے پاس لایا ایک روایت مین ہے کہ یہ دونون بھائی شرف اسلام سے
مشرف ہوئے۔ دیکھو معارج النبوۃ اور مدارج النبوۃ۔ اس اثنا مین تحقیق ہوگیا کہ جو خبر
مدینہ مین سنی تھی بے اصل تھی آخرکار جناب رسول مختار وہان سے طرف مدینۂ منورہ کے واپس
چلے اثنائے مراجعت مین ایک گھاٹی پیش آئی رسول خدا صلعم نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے
کہ اس گھاٹی پر کوئی نجائے جبتک کہ جناب رسالت مآب اوسپر نہ چڑھین پھر حضرت اوس گھاٹی
پر چڑھے اس طرح پر کہ حضرت صلعم اونٹ پر سوار تھے اور حذیفۃ الیمانی اوسکی مہار پکڑے تھے
اور عمار یاسر اوسکو پیچھے سے ہانکتے تھے حذیفہ کہتے ہین کہ یکایک مین نے دیکھا کہ چودہ سوار

سب بھاگ گئے پھر فرمایا کہ تمنے ان لوگون کو پہچانا ہمنے عرض کیا کہ نہین یا رسول اللہ صلعم

اونھون نے اپنے مُنہ باندھ لیے تھے حضرت صلعم نے ارشاد کیا کہ یہ وہ گروہ ہے کہ روز مرگ

تک منافق رہینگے اور کچھ تمنے معلوم کیا کہ انکی نیت کیا تھی ہمنے عرض کیا کہ نہین حضرتؐ نے

فرمایا کہ یہ لوگ چاہتے تھے کہ اس گھاٹی مین میرے اونٹ کو بھڑکا ئین کہ مین گر پڑون اور

مجھکو قتل کر ڈالین ہمنے گذارش کی کہ یا رسول اللہ صلعم کیلیے آپ رشتہ دارون اور

قبیلہ کے پاس نہین بھیجتے کہ سب کو قتل کرین اور انکے سر آپ کے پاس لے آئین حضرت صلعم نے

فرمایا مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا کہ عرب کہین کہ جس قوم کی رفاقت سے اپنے دشمنون سے

جنگ کی اوسی قوم کو قتل کیا پھر اون منافقون کے نام اور اونکے باپون کے نام حذیفہ اور

عمار سے بیان فرمایے اور حکم دیا کہ ظاہر کرکے اونکو رسوا نہ کرین - حذیفہ کہتے ہین کہ رسول خدا صلعم

نے ارشاد کیا کہ میرے اصحاب مین منافق بہت ہین جو بہشت کا مُنہ نہ دیکھین گے اور اوسکی بو بھی

نہ سونگھین گے اوسوقت تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ مین داخل ہو - روایت ہے کہ عمر خطاب

بارہا حذیفہ کے پاس آتے تھے اور اونکو قسم دیتے تھے کہ جب جناب رسول خدا صلعم منافقون کا

ذکر کیا کرتے تھے تو عمر کا بھی نام لیا کرتے تھے - دیکھو معارج النبوۃ رکن چہارم باب دوازدہم

وقائع سال نہم ص ۲۹۱ **فائدہ** حدیث حذیفہ سے جو بحوالہ معارج النبوۃ ابھی نقل ہوئی

صاف ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کی صحبت مین بہت سے منافق بھی موجود تھے جو اصحاب

مین معدود تھے اور روایت عقبہ سے واضح ہے کہ حضرت کے اصحاب مین بعضے ایسے ایسے بی ایمان

تھے جو رسول زمانؐ کے دشمن جان تھے اور سورۂ منافقون وغیرہ بہت سے آیات قرآن سے

آشکار ہے کہ منافق لوگ حضرتؐ کی صحبت مین آتے جاتے تھے اور اصحاب کہلاتے تھے

بلکہ خود حضرتؐ ان لوگون کو اصحاب مین شمار فرماتے تھے اور لفظ اصحاب انکی نسبت

استعمال مین لاتے تھے تو اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ اصحاب وہ لوگ تھے جنھون نے رسولخدا

صلعم کی صحبت پائی تھی خواہ موافق تھے یا منافق مولف تھے یا مخالف اور یہی لفظ اصحاب

کے اصلی معنے ہین کیونکہ یہ لفظ صحبت سے مشتق ہے اصحاب کسی شخص کے وہی کہلاینگے جو اسکے

ساتھ رہینگے اور صحبت اوسکی پاینگے - پس با اینہمہ جو لوگ تمام اصحاب رسولؐ انام کو مسلمان

نیک انجام بتاتے ہین اور سب کو اپنا پیشوا ٹھہراتے ہین یا تو وہ قرآن و حدیث کو نہین

جانتے یا نہین مانتے ۔

اسی نوین سال مین ایک اعرابی رسول خدا صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا

کہ عرب کی ایک قوم وادی الرمل مین جمع ہوئی ہے اور اونکا ارادہ ہے کہ مدینہ پر شبخون

مارین - رسول خدا صلعم نے پہلے ابوبکر صاحب کو علمدار اور فوج کا سردار کر کر ان اشرار

کی مدافعت کے لیے روانہ فرمایا جب ابوبکر صاحب اوس میدان مین پھونچے تو مشرکون نے

ایسی جراءت دکھائی کہ بہت سی مسلمانون نے شہادت پائی اور باقی کو بھاگنے کے سوا کوئی صورت

بن نہ آئی جب یہ بھاگا ہوا لشکر مدینہ مین آگیا تو جناب رسالت مآب صلعم نے عمر خطاب صاحب

کو سرداری اور علمداری سے بہرہ یاب کیا جب ہی عمر صاحب نے چاہا ہے کہ مع لشکر کے اوس

جنگل مین داخل ہو مشرکون نے کمینگاہ سے نکل کر سپاہ اسلام پر حملہ کیا لشکر مسلمانون کا اونکے

مقابلے کی تاب نہ لایا اور بھاگ کر دارالاسلام مین آیا پھر عمر عاص رسولؐ مختار سے خود خواستگار

پیکار کفار ہوا اور سرانجام کار لشکر اسلام کا سردار ہوا اور وہان جاکر کفار سے دوچار ہوا

اور اونکے حملہ کا متحمل نہو کر بلاے فرار مین گرفتار ہوا بعض مسلمانون نے شربت شہادت پیا اور

نہایت کیا اور ہاتھ اوٹھا کر اونکے حق مین اچھی طرح دعا کی اور مجد احزاب تک رسم

متابعت ادا کی اور ابو بکر صاحب اور عمر صاحب اور عمرو عاص صاحب کو زیر فرمان

حیدر کرار کیا اور حکم دیا کہ اوس حرار کی صوابدید سے تجاوز نکرین اور دائرۂ اطاعت سے

قدم باہر نہ دھرین شاہ مردان وادی الرمل کی راہ سے روگردان ہوے اور عراق عرب

کی طرف روان ہوے اور جب قریب پہونچے تو روانگی لشکر کا ایک خاص طریقہ تجویز فرمایا

اور ہرچند عمرو عاص نے لوگون کو بہکایا اور تفرقہ اندازی کے حیلے عمل مین لایا مگر کوئی

اوسکے کہنے مین نہ آیا الغرض شیر خدا نے حسب اصواب پیرائے وقت صبح فوج ظفر موج کو

مخالفون کے سر پر پہونچایا اور خاطر خواہ بدلے کر داجبی طور پر اونکو شور پشتی اور لڑائی کا

انجام دکھایا چنانچہ حضرت حق سبحانہ تعالے کو بھی جناب امیر کا یہ جہاد بہت پسند آیا اور سورہ

والعادیات اسی باب مین نازل فرمایا اور رسول خدا صلعم نے اصحاب کو فتح کا مژدہ

سنایا اور جب جناب حیدر صفدر منصور و مظفر مدینہ کے قریب پہونچے جناب رسولخدا صلعم نے

اصحاب کو اونکے استقبال کا حکم دیا اور خود بھی قدم رنجہ کیا جب ہی اسد اللہ کی نگاہ

چہرہ مبارک پر رسالت پناہ کے پڑی پیادہ ہو گئے رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ اے حیدر کرار

سوار ہو کہ خدا اور رسول خدا تم سے راضی ہین شاہ مردان نہایت فرحت سے گریان ہوئے

جناب رسالت مآب نے ارشاد کیا کہ اگر مجھکو یہ اندیشہ نہوتا کہ اُمت کے گروہ تمھارے حق مین

وہ کہینگے جو لوگون نے مسیح کے حق مین کہا ہے تو البتہ تمھاری شان مین مین وہ بات کہتا

کہ تم کسی گروہ پر نہ گذرتے مگر یہ کہ اوس گروہ کے لوگ تمھارے قدم کی خاک اوٹھا کر اپنی

آنکھون کا کحل الجواہر کرتے (دیکھو معارج النبوۃ رکن ۴ باب ۱۲ - وقایع سال ۹)

اسی نوین سال مین گروہ گروہ قبائل عرب کے مدینہ مین آتے تھے اور اسلام لاتے تھے

اور رسول خدا صلعم کی صحبت کا شرف پاتے تھے اور حضرت مہمانون کو اچھے اچھے مکانون میں ٹھہراتے تھے۔ اور لوازم ضیافت و مہمانداری بجا لاتے تھے اسی سال کے آخر ذیقعدہ مین رسول خدا صلعم نے ابوبکر صاحب کو تین سو آدمیون کا امیر بنا کہ طرف مکہ معظمہ کے روانہ فرمایا کہ وہان جائین اور لوگون کو مناسک حج سکھلائین اور سورہ براۃ کی پہلی چالیس آیتین لوگون کو سنائین حسب ارشاد ابوبکر صاحب روان ہوئے اونکے جاتے ہی جبرئیل امین آئے اور خداوند علام کا پیغام لائے کہ ہر شخص تبلیغ اور ادائے پیغام کے قابل نہین ہان مگر تو ہے یا علی رسول خدا صلعم نے علی مرتضی کو اس حال سے خبر دیکر فرمایا کہ ابوبکر صاحب کے پاس جلد جاؤ اور آیات سورہ براۃ اون سے لیکر موسم حج مین آدمیون کو سناؤ اور چار حکم اور بتکرار ارشاد کیا کہ یہ بھی لوگون کو پہونچاؤ حضرت علی مرتضے رسول خدا صلعم کے ناقہ پر سوار ہو کر تشریف لے گئے اور مقام عرج مین ابوبکر صاحب سے آیات لے لین اور بر موقع پر آیتین اور احکام پہونچائے اور پھر مدینہ منورہ کو واپس تشریف لائے (دیکھو معارج النبوۃ رکن ۴ باب ۱۲ ص ۳۰۴) اور اگر شوق مطالعہ رد عذرات بارہ اہل سنت و جماعت ہو تو تشیید المطاعن کو دیکھو۔

ہجرت مقدسہ سے دسوین سال رسول ایزد متعال نے ایک مکتوب ہدایت اسلوب نجران کے نصاری کو بھیجا اور اونکو اسلام کی طرف دعوت فرمائی اونھون نے چودہ آدمی اپنی قوم سے انتخاب کر کر مدینے مین بھیجے کہ رسول خدا صلعم کا حال تحقیق کر کے اطلاع دین اور ان چودہ مین سردار ایک شخص تھا بنی کندہ سے جسکا نام عبد المسیح اور لقب عاقب تھا جب یہ لوگ جناب رسالتمآب کے شرف ملازمت سے فیضیاب ہوئے حضرت صلعم نے اونکو اسلام کی ہدایت فرمائی اونھون نے قبول سے انکار کیا اور حضرت عیسے کے باب مین استفسار کیا جناب رسول خدا صلعم نے جواب دیا کہ عیسے خدا کے بندے اور پیغمبر ہین اونھون نے کہا کہ عیسے کے باپ تھا جس سے پیدا

کیا ہیں اپنے فرمایا ہان ... ہے تو آپ حضرت ... بندہ ہے بارگاہ اللہ

کیا کوئی بندہ نہین جسکے باپ نہو اسکے جواب مین یہ آیت نازل ہوئی ان مثل عیسی عند اللہ

کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون الحق من ربک فلا تکونن من

الممترین فمن حاجک من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا

وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ

اللہ علی الکاذبین یعنی عیسیٰ کے مثل خدا کے نزدیک آدم کی سی مثل ہے

اسکو اوسنے مٹی سے پیدا کیا پھر کہا اوس سے کہ تو موجود ہو تب موجود ہوا۔

سچ ہے تیرے پروردگار کی طرف سے تو تو شک کرنے والون مین سے نہو پھر جو

شخص تجھ سے حجت کرے بعد اسکے کہ تجھ کو علم آچکا تو کہہ آؤ بلائین ہم اپنے بیٹون کو

اور تمھارے بیٹون کو اور اپنی عورتون کو اور تمھاری عورتون کو اور اپنے نفسون کو

اور تمھارے نفسون کو پھر ہم مباہلہ کرین تو لعنت خدا کی جھوٹھون پر قرار دین۔ رسولخدا نے

آیت اونکو سنائی اوسکے مضمون کو تسلیم نکیا حضرت نے فرمایا کہ جب تم تصدیق نہین کرتے

آؤ باہم مباہلہ کرین یعنے آپس مین دعا کرین اور کہین کہ جھوٹھون پر خدا کی لعنت ہو۔

تب نے عرض کیا کہ ہمکو مہلت دیجیے کہ اسکو ہم سوچ لین اور کل آئین اور مباہلہ کرین غرض

لوگ گئے اور عاقب سے جو انکا افسر تھا مشورہ کیا اور اوسکی راے لی اوسنے قسم

کھا کر کہا کہ تم تحقیق جانتے ہو کہ محمد رسول ہین اور تمھارے پیغمبر عیسیٰ کی نسبت ایک

ظاہر دلیل لائے ہین تم مباہلہ مت کرو بخدا کہ کسی قوم نے کسی پیغمبر سے مباہلہ کر کے برکت

سے نجات نہین پائی اگر تم بھی مباہلہ کرو گے البتہ ہلاک ہو گے اگر تمکو اپنے دین پر قائم

رہنا پسند ہے تو یہی بہتر ہے کہ اون سے مصالحت کر کے جزیہ قبول کر لو اور اپنے شہر کو واپس چلو

حضرت امام حسنؑ کا ہاتھ اپنے دست حق پرست سے پکڑے ہوئے اور امام حسینؑ کو آغوش

مین لیے ہوئے اور حضرت فاطمہؑ آپ کے پیچھے اور حضرت علیؑ جناب فاطمہؑ کے عقب مین

ہوئے اور رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ جس وقت مین دعا کرون تم آمین کہنا نصاری

پنجتن پاک کو اسطرح دیکھا اور دعا اور آمین کا ذکر سنا ڈر گئے اور ابو الحارث جو

دانشمند اور بہتر تھا کہنے لگا یارو مین ایسے چند نورانی چہرے دیکھتا ہون کہ اگر خدا سے

کرین کہ پہاڑ کو جگہہ سے ٹلا دے تو البتہ اونکے لیئے ایساہی کر دے ہرگز مباہلہ مت کرو کہ

ہو جاوگے اور روے زمین پر کوئی نصرانی باقی نرہیگا تب اونھون نے کہا اے ابوا

ہم آپ سے مباہلہ نہین کرتے حضرت صلعم نے فرمایا تو مسلمان ہو جاو کہنے لگے یہ بھی ہم

ارشاد کیا تو لڑائی پر طیار ہو اونھون نے کہا کہ ہمکو عرب سے لڑنے کی طاقت نہین لیکن

ہم مصالحہ کرتے ہین کہ دو ہزار حلے ہزار ماہ صفر مین اور ہزار ماہ رجب مین دیا کرینگے

ہر حلہ کی قیمت چالیس درم ہوگی اور آپ کے ایلچی جو ہمارے ملک مین جایا کرینگے

لوازم مہمانداری بجا لاوینگے اس شرط پر کہ آپ ہمکو ہمارے دین پر چھوڑ دین او

پناہ مین لے لین بعد اسکے طرفین اس صلح پر راضی ہوگئے اور صلحنامہ تحر

ہو گیا۔ دیکھو معارج رکن ۴ باب ۱۲۔ وقایع سال ۱۰۔ اسی دسوین سال مین جنا

رسول خدا صلعم نے حضرت امیر المومنین علیؑ کو اصحاب کبار کا سردار کر کے یمن کی طر

روانہ فرمایا اور اپنے دست حق پرست سے اونکے سر انور پر دستار باندھی اور ارشاد کیا کہ

علیؑ مین تمکو رخصت کرتا ہون حالانکہ تمھاری مفارقت کا مجکو افسوس ہے تم جاو اور

کی اونکو رغبت دلاو اور جب قبول کرلین تو اون سے نماز پڑھواو اور پھر اونسے زکوۃ وہان

ان کو دلواؤ اور جب یہ سب مان لین تو اون سے کسی طرح کا تعرض عمل مین نہ لاؤ جناب امیر
نے کہا کہ آپ مجھکو اہل کتاب کے ملک مین بھیجتے ہاین اور مین جوان ہون اور علم قضا اور
شریعت غرا سے چندان واقف نہین حضرت نے اپنا دست حق پرست جناب امیر کے سینہ پر
رکھا اللھو ثبت لسانہ واھد قلبہ یعنے بار خدایا اوسکی زبان کو ثابت رکھہ اور اوسکے
دل کو ہدایت کر پھر تو حضرت علی کا علوم مین یہ مرتبہ ہو گیا کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا
اقضٰکم علی یعنے تم سب مین علم قضا سے زیادہ واقف علی ہین اور رخصت کے وقت جناب امیر
کو یہ بھی ارشاد کیا واللہ لان یھدی اللہ علی یدیک رجلا واحدا
خیر لک مما طلعت علیہ الشمس او غربت یعنے قسم خدا کی اگر خدا تعالے
تیرے ہاتھہ سے ایک مرد کو ہدایت بخشے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اوس چیز سے کہ جسپر
آفتاب طلوع کرتا ہے یا غروب کرتا ہے۔ القصہ جناب امیر یمن کو تشریف لے گئے اور جب
لشکر مخالف کا مستعد معلوم ہوا تو حضرت امیر نے نماز سے فارغ ہو کر صف آرائی کی اور
بنفس نفیس میدان مین آکر رسول زمان کا فرمان واجب الاذعان اوس قوم کو سنایا
اور اسلام کا راستہ بتایا اوسیوقت قبیلۂ ہمدان اور اہل یمن بشرف اسلام سے مشرف ہوئے
جناب امیر نے رسول خدا صلعم کو ایک خط لکھا اور حقیقت حال سے اطلاع دی رسول خدا نے
اس خبر مسرت اثر سے خوش ہو کر شکر کا سجدہ ادا کیا حضرت علی وہان سے فارغ اور
مطمئن ہو کر شتابی سے مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے اسلیے کہ جناب رسالت مآب حج کے واسطے
تشریف لے گئے تھے۔ اسی دسوین سال مین بھی جابجا سے بہت گروہ گروہ لوگ آئے اور
اسلام لائے اور حقیقت ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا آشکار ہوئی اور

سال مین رسول ایزد ذوالجلال نے حج بیت اللہ کا قصد مصمم کیا اور تمام قبائل عرب
قاصد بھیجکر اطلاع دی کہ جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہو مدینہ مین آجاے یہ خبر
پاکر خلق کثیر اطراف وجوانب سے مدینہ مین مجتمع ہوئی کہ مناسک حج رسول خدا صلعم
سے تعلیم پائینگے جب لوگ جمع ہوگئے تو حضرت صلعم نے ذیقعدہ کی پچیسوین کو مدینہ سے کوچ کیا
مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ اس سفر مین ہمراہ رکاب سعادت انتساب جناب رسالتمآب
لاکھہ چودہ ہزار آدمی تھے اور مدارج النبوۃ مین ایک لاکھہ چوبیس ہزار بھی لکھے ہین اور
اس قول کو زیادہ صحیح جانا ہے بعد قطع منازل کے رسول خدا صلعم جانب اعلی سے مکہ مین داخل
ہوئے اور اعمال کا اشتغال کیا اسی اثنا مین امیرالمومنین علی مرتضے ایمن سے یہان آئے
اور کچھہ اونٹ رسول خدا کی قربانی کی نیت سے ساتھہ لائے رسول خدا صلعم نے دریافت کیا
کہ تمنے کسطرح احرام باندھا ہے عرض کیا کہ آپنے مجکو پہلے سے مطلع نہ فرمایا تھا مینے تو یون
کہہ لیا ہے کہ بارخدایا جسطرح تیرے رسول نے احرام باندھا ہے ویساہی مینے باندھا رسول خدا
صلعم نے فرمایا کہ مینے حج کا احرام باندھا ہے اور ہدی (قربانی) اپنے ساتھہ لایا ہون تم اپنے
احرام پر ثابت قدم رہو اور ہدی مین میرے شریک ہو جاؤ القصہ رسول خدا صلعم نے اعمال حج
اور مواعظ ونصائح سے فراغت کر کر مدینہ منورہ کو مراجعت کی اور جب بمقام غدیر خم پر پہونچے
تو یہ آیت آئی يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ وَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ جلال الدین سیوطی نے جو اہل سنت کا بڑا
عالم ہے تفسیر در منثور مین لکھا ہے کہ ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ ہم عہد
رسول خدا صلعم مین اس آیت کو یون پڑھا کرتے تھے يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ

کی طرف سے تجھپر نازل ہوا ہے کہ علیؑ مومنون کا پیشوا اور امام ہے اسکو لوگون تک

پھونچا اگر تو یہ نہ کریگا تو خدا کی رسالت کی تبلیغ تجھسے واقع ہو گی اور خدا تجھکو شر سے

آدمیون کے محفوظ رکھیگا تب حضرتؐ نے اوسی مقام غدیر خم مین جو نواحی جحفہ سے مکہ اور

مدینہ کے بیچ مین واقع ہے نزول اجلال فرمایا اور اوس انبوہ کثیر اور جم غفیر سے جنمین

ایک لاکھ چوبیس ہزار تو وہی تھے جو مدینہ منورہ سے حضرتؐ کے ساتھ چلے تھے خطاب مستطاب

کیا کہ الست اولی بالمؤمنین من انفسھم یعنے آیا مین مومنون کے ساتھ اونکی ذاتون

سے اولےٰ نہین ہون اور مدارج مین خطاب جناب رسالت مآبؐ اسطرح لکھا ہے الستم

تعلمون انی اولی بالمؤمنین من انفسھم آیا تم نہین جانتے ہو کہ مین مومنون کے ساتھ

اونکی ذاتون سے اولے ہون جیسا کہ قرآن مجید مین مذکور ہے النبی اولی بالمؤمنین من

انفسھم اور تین بار مکرر اس خطاب سے فیضیاب کیا اور اسکا مطلب یہ ہے کہ مین تو

مومنون کو وہی حکم دیتا ہون جسمین اونکی بھلائی اور نجات اور دنیا اور آخرت کی خیرت

ہو اور اونکے نفوس کبھی شر اور فساد پر بھی آمادہ کرتے ہین حاضرین نے عرض کیا بلی

یعنے بیشک آپ مومنون کے حق مین اونکی ذاتون سے اولیٰ ہین تب حضرتؐ نے فرمایا

کہ گویا مجھکو طرف عالم بقا کے بلایا اور مینے قبول کیا تم جان لو کہ مین تمھارے درمیان

دو بڑی چیزین چھوڑتا ہون جنمین ایک دوسری سے زیادہ بڑی ہے ایک تو قرآن دوسرے

اپنے اہلبیتؑ دیکھو اور احتیاط کرو کہ میرے بعد ان دونون کے ساتھ تم کس طرح سلوک

کروگے اور انکے حقوق کی رعایت کیونکر بجا لاؤگے اور یہ دونون ایک دوسرے سے

ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من
عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق حیث دار یعنے جسکا مین مولا ہون
سو علیؑ اوسکے مولا ہین خداوندا دوست رکھ اوس شخص کو جو علیؑ کو دوست رکھے اور دشمن
رکھ اوسکو جو علیؑ کو دشمن رکھے اور مدد کر اوسکی جو علیؑ کی مدد کرے اور چھوڑ اوسکو جو علیؑ کو
چھوڑ دے اور حق کو علیؑ کے ساتھ پھرا جس طرف کو علیؑ پھرے۔ بیشتر اصحاب نے یہانتک کہ
رسول خدا صلعم کی ازواج نے جناب علی مرتضی کو اس امر کی مبارکباد دی اور عمر خطاب نے
بھی رسم تہنیت ادا کی اور کہا کہ خوش ہوا اے پسر ابی طالب کہ تم میرے اور مومنین و مومنات
کے مولا ہوئے (دیکھو مدارج النبوۃ ص ۲۳۸-) اور مدارج النبوۃ رکن ۴-باب ۱۲-
وقایع سال ۱۰ ص ۳۱۸-یہان سے جناب امیر المومنین علیؑ مرتضے کی خلافت اور امامت
بعد رسول خدا صلعم کے بلا فاصلہ بخوبی ثابت ہے جسکو زیادہ تفصیل درکار ہو کتاب مستطاب
عبقات الانوار کے دو بڑے بڑے مجلد جو بحث حدیث غدیر کے بیان مین ہین ملاحظہ کرے۔
اسی دسوین سال مین ابراہیم فرزند دلبند رسول کریم نے وفات پائی اور اوسکے ماتم مین سرورِ عالم
نے گریہ وزاری فرمائی۔ ہجرت مقدسہ سے گیارھوین برس صفر کی چھبیسوین تاریخ اصحاب کو
حکم دیا کہ اسباب جدال وقتال کا مہیا کرین اور دوسرے دن اسامہ بن زید کو بلا کر فرمایا کہ
تجھکو اس لشکر کا مین امیر کرتا ہون تو بہت جلد نواح مین مقام اُبنی کے جا اور خبر پہونچنے سے
پہلے دشمنون تک آپ کو پہونچا اور فتح پاکر شتاب واپس آ اس اثنا مین حضرت کو تپ اور
دردسر کا مرض لاحق ہوا اور باوجود مرض کے اپنے دست حق پرست سے ایک علم اسامہ کے لیے
ترتیب دیا اور ارشاد کیا بسم اللہ وفی سبیل اللہ فقاتل من کفر باللہ اسامہ علم لیکر
باہر نکلا اور جرف مین قیام کیا

صادر ہوا کہ ابو بکر صاحب اور عمر خطاب اور عثمان صاحب اور سعد بن ابی وقاص اور ابو عبیدہ
بن الجراح وغیرہم مہاجرین و انصار سواے حیدر کرار سب اسامہ کے ساتھ جائین یہ حکم لازم الاتباع
بعض اصحاب کو ناگوار ہوا کہ ایک غلام زادہ کو بڑے بڑے مہاجرین و انصار پر حاکم اور سردار مقرر
کیا اور یہ طعن آمیز بات جو ان لوگون سے مجلس مین سرزد ہوتی تھی رسولخدا صلعم کے کان تک
پہونچی خاطر مبارک رنجیدہ ہوئی اور غضبناک ہوے اور باوجود بیماری کے عصابہ سر انور پر
باندھ کر مکان تقدس نشان سے باہر تشریف لائے اور منبر پر جاکر بعد حمد و ثناے خدا یتعالی
کے ارشاد کیا کہ اے گروہ مردم یہ کیا بات ہے جو اسامہ کے سردار کرنے کے باب مین مجھ تک پہونچی
ہے اگر آج تم اوسکی سرداری پر طعن کرتے ہو تو پہلے غزوہ موتہ مین اوسکے باپ کے امیر کرنے پر
بھی معترض تھے طعنہ زنی کی تھی قسم خدا کی کہ وہ سرداری کے لائق تھا اور اوسکا بیٹا بھی اوسکے
بعد امیر ہونے کے قابل ہے اور زید میرے نزدیک سب آدمیون سے زیادہ دوست تھا اور
اسامہ بھی بعد اوسکے میرے نزدیک اصحاب مین دوست تر ہے اور دونون نیکیون کے مجمع
ہین اب میری وصیت اوسکی شان مین قبول کرو کہ وہ تمھارے اچھے لوگون مین ہے اور
اس لشکر کی روانگی مین رسول خدا صلعم نے اس درجہ تاکید کی کہ کتاب ملل ونحل وغیرہ کتب
اہل سنت مین لکھا ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا جہزوا جیش اسامة لعن اللہ من تخلف عنہا
یعنے لشکر اسامہ کا سامان مہیا کرو اور مامورین مین سے جو شخص اسامہ کے ساتھ نجاے خدا اوسپر
لعنت کرے اس نصیحت سے فارغ ہو کر حضرت حجرہ طاہرہ مین تشریف لے گئے اور یہ واقعہ
ربیع الاول کی دسوین تاریخ کا ہے اور اسی روز جو لوگ اسامہ کی ہمراہی کے واسطے مقرر ہوے
تھے فوج فوج آتے تھے اور حضرت سے رخصت ہو ہو کر لشکر گاہ مین جاتے تھے اور اوسدن
رسول خدا صلعم پر مرض کی شدت تھی دوسرے دن روز یکشنبہ اسامہ پھر حضرت کی خدمت بابرکت

مین آیا اور حضرت صلعم کو شدت مرض مین مبتلا پایا اور لشکرگاہ کو واپس گیا دوشنبہ
کے دن علی الصباح اسامہ پھر حاضر ہوا اوسوقت حضرتؐ کے مرض کو کچھہ خفت تھی اسامہ
کو روانگی کا حکم دیا مگر باینہمہ تاکید و تہدید جناب پیغمبر صلعم ابوبکر صاحب و عمر صاحب ٹالے
نہ ٹلے اور مدینہ سے لشکرگاہ تک بھی نہ گئے دیکھو معارج اور مدارج - بالجملہ یہان سے
چند امور ظہور مین آئے اول یہ کہ ابوبکر صاحب اور عمر صاحب اور عثمان صاحب جو بعد وفات
رسول آخرالزمان خلیفہ بنے اور بنائے گئے حضرتؐ کے روز وفات تک اتنی وقعت اور
لیاقت اور قابلیت رکھتے تھے کہ حضرتؐ نے اونکو اسامہ کا محکوم اور زیردست کیا تھا جو لوگون
کے زعم مین غلامزادہ تھا اور اوسکی عمر اوسوقت مین بیس برس کی یا اس سے بھی برس دو
برس کم تھی آنحضرت صلعم کا اس سے خاص مطلب یہ تھا کہ سبکو معلوم رہے کہ ان اصحاب مین
قابلیت دین کی سرداری کی نہین ہے مدارج النبوۃ مین لکھا ہے کہ عمر صاحب اپنے زمان
خلافت مین جب اسامہ کو دیکھتے تھے کہا کرتے تھے السلام علیک ایہا الامیر اسامہ کہتا تھا
کہ تو مجھکو ایسا کہتا ہے تب عمر صاحب نے کہا کہ مین جبتک زندہ ہون ہمیشہ تجھکو امیر کہے جاؤنگا
اور کہتے تھے کہ رسول خدا صلعم نے رحلت کی حالانکہ تو ہمارا امیر تھا اور جبکہ خود عمر صاحب کے
اعتراف سے اسکی حیات تک اسامہ اونکا امیر رہا تو ابوبکر صاحب کا بھی اوسکی وفات تک
امیر رہا پھر اس صورت مین اونکی خلافت جو بمعنی ریاست عامہ ہے کیونکر ثابت ہو سکتی ہے
دوسرا یہ کہ اگر رسول خدا صلعم کے نزدیک ابوبکر صاحب مین جو حضرتؐ کی وفات کے دن سقیفہ
مین خلیفہ بنایا گیا استحقاق خلافت کا شائبہ بھی ہوتا تو حضرتؐ اوسکو اپنے مرض الموت مین
اس تاکید کے ساتھہ اسامہ کے زیر حکم کرکر سفر دور و دراز کو روانہ نہ فرماتے تیسرا یہ کہ ابوبکر صاحب
و عمر صاحب جیش اسامہ سے تخلف کرکر حسب ارشاد رسالت پناہ مورد جس امر کے ہوئے خود ظاہر ہے۔

اسی گیارھوین سال کے ماہ صفر مین جناب رسالت مآب صلعم مرض الموت مین مبتلا ہوئے ابتدا مین
حضرت صلعم کو درد شقیقہ عارض ہوا تھا پھر تپ شدید لاحق ہوئی۔ منقول ہے کہ جب جناب
رسول خدا صلعم نے حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ کو مقام غدیر خم مین اپنا جانشین کیا تو اسوقت
یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی الآیہ نازل ہوئی یعنے خدا فرماتا ہے کہ آج
مینے تمھارے دین کو تمھارے لیے کامل کیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا۔ حضرتؐ نے اس
آیت کے مضمون سے اپنے قرب انتقال کا حال دریافت کیا اسواسطے کہ کمال دین کمال سید المرسلین
ہے اور ہر کمالے را زوالے زمانہ کا آئین ہے پھر اور قرائن سے بھی حضرت صلعم کو حال ارتحال مفہوم
ہوا بلکہ ایک مہینہ وفات سے پہلے وحی سے بھی معلوم ہوا ان دنون مین حضرتؐ ہمیشہ لوگون کو
نصیحت فرماتے تھے کہ جو فتنے میرے بعد ہونگے اونمین ثابت قدم رہین اور دین سے
دست بردار ہون اور بدعتین نکرین اور اہلبیتؑ سے تمسک کرکر اونکی اعانت و نصرت
اور حراست و متابعت آپ پر لازم و واجب جانین اور مکرر ارشاد کرتے تھے کہ صاحبو مین
پہلے جاتا ہون اور تم حوض کوثر پر میرے پاس آؤگے اوسوقت مین تم سے سوال کرونگا کہ تمنے
قرآن و اہلبیتؑ کے ساتھ کیسا سلوک کیا بعد میرے انکے ساتھ نیک طریق اختیار کرنا اور اہلبیتؑ
سے جُدا ہونا اور اونکے باب مین تقصیر عمل مین نہ لانا اور اون سے تقدم اور سبقت نکرنا اسلیے
کہ وہ کتاب خدا کو تمسے زیادہ جانتے ہین اور علیؑ میرا ابن عم ہے اور بھائی ہے اور وصی ہے
صواعق محرقہ مین جو اہل سنت کی معتبر کتاب ہے لکھا ہے کہ حضرت رسول خدا صلعم نے جناب
علی مرتضیٰ کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا اور فرمایا ھذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان
حتی یردا علی الحوض فاسئلھما ما خلفتم فیھما یعنے یہ علی قرآن کے ساتھ ہے اور
قرآن علی کے ساتھ ہے یہ دونون ایک دوسرے سے جدا ہونگے یہانتک کہ میرے

[illegible] ساتھ
کیا سلوک کیا۔ اہل سنت کی معتبر کتابون مین مرقوم ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے حالت
شدت مرض مین اوسوقت کہ اصحاب حجرہ شریف مین جمع تھے ارشاد کیا کہ میرے پاس دوات
کاغذ حاضر کرو کہ مین تمھارے لیے ایک ایسا نوشتہ لکھدونگا کہ میرے بعد تم ہرگز گمراہ نہوگے عمر صاحب
بھی وہان موجود تھے کہنے لگے کہ جناب رسول خدا صلعم پر بیماری غالب ہوئی ہے اور معاذ اللہ
ہذیان عارض ہوا ہے ہمکو کتاب خدا کافی ہے عمر صاحب کے کہنے سے حاضرین مین اختلاف ہوا
بعضے عمر کے موافق ہوگئے کہ دوات و کاغذ لانا نہ چاہیے اور بعضون نے اوسکی مخالفت کی کہ حضرت
صلعم کے فرمانے کی تعمیل کرو۔ جب دونون فریقون مین اختلاف زیادہ ہوا اور شور و غل بڑھا تو
حضرت صلعم نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہوجاؤ۔ مولف کہتا ہے کہ ہر عاقل پر ظاہر ہے کہ
جناب رسول خدا صلعم ایسے تنگ اور نازک وقت مین ضرور ایک ایسا مختصر امر تحریر فرماتے جسمین
تمام امت کی مصلحت ہمیشہ کے لیے مندرج ہوتی جیسا کہ حضرت کے کلام ہدایت التیام سے ثابت
ہے اور وہ اسکے سوا نہین ہوسکتا کہ اپنے خلیفہ اور جانشین امیر المومنین علی مرتضے کی نسبت
جنکا تعین اور تقرر حدیث ثقلین سے ظاہر اور واقعہ غدیر خم سے باہر ہے اوسوقت مین با تخصیص
ایسی تصریح اور تنصیص قید کتابت مین لائین کہ کسیکو انکار کی مجال نہو عمر صاحب حضرت صلعم کے
مقصود کو پاگئے اور کیا جو کچھ کیا یہانتک کہ رسول خدا صلعم کو وہ وصیت نامہ نہ لکھنے دیا۔ چنانچہ
یہ امر خود عمر صاحب کے دو قولون سے جنکو ابن ابی الحدید سنی معتزلی نے اپنی کتاب شرح
نہج البلاغہ مین نقل کیا ہے بخوبی واضح اور لائح ہے اور وہ قول یہ ہین وقد روی معنی هذا
الخبر بغیر هذا اللفظ وهو قوله ان رسول الله صلعم اراد ان یذکره للامر فی مرضه
فصددته عنه و لقد اراد فی مرضه ان یصرح باسمه فمنعت من ذلک عمر صاحب کے

ان دو نو قولون کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اپنے مرض الموت مین ارادہ کیا کہ حضرت علیؑ کا خلافت کے لیے ذکر اور اونکے نام نامی کی تصریح فرماءین مین نے حضرت کو اِس سے روک دیا اور منع کیا اہل سنت کے معتبر کتابون مین لکھا ہے کہ شدت علالت سے یہ حالت ہوئی کہ حضرت رسول خداؐ نماز کے وقت مسجد مین تشریف نہ لے گئے عائشہ نے موقع پاکر بالا بالا کہلا بھیجا کہ حضرتؐ فرماتے ہین کہ ابوبکر صاحب لوگون کو نماز پڑھاءین اور امامت نماز بجا لاءین۔ جب یہ خبر وحشت اثر حاضرین مسجد کو معلوم ہوئی تو گریہ وزاری اور فریاد و بیقراری شروع کی یہان تک کہ آواز حضرتؐ کے گوش حق نیوش مین پھونچی فرمایا کہ اے فاطمہؑ یہ کیسی فریاد ہے جواب دیا کہ یہ مسلمان رو رہے ہین کہ مسجد مین آپ کا دیدار برکت آثار نہین دیکھتے یہ سُنکر حضرتؐ نے جناب علیؑ اور عباس کو ہمراہ لیا اور اونکے سہارے سے خود بدولت مسجد مین رونق افروز ہوئے اور نماز پڑھائی انتہےٰ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ حکم بالا بالا تھا ورنہ حضرت نفس نفیس ایسی نازک حالت مین علیؑ و عباس کے سہارے سے مسجد مین تشریف لیجاکر خود نماز نہ پڑھاتے۔ المختصر جناب خاتم الرسالہ کی علالت پُر ملالت کو طوالت ہوئی یہانتک کہ بموجب قول جمہور اہل سنت روز دوشنبہ ربیع الاول کی بارھوین تاریخ سلنہ ہجری کو رسول ربانی نے جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال کیا اور اہلبیتؑ رسالت پر حوادث تازہ اور مصائب بے اندازہ کا دروازہ کشادہ ہوا۔ یہ حضرات مع بعض خالص اصحاب سرور کائنات محزون و ملول تجہیز و تکفین رسول مقبولؐ مین مشغول ہوئے اور ابوبکر و عمر مع اصحاب دنیا طلب خلیفہ بننے اور بنانے کی تجویز مین مصروف ہوئے۔

جناب سر سید احمد خان صاحب بہادر اپنی ریویو جلاء القلوب مورخہ جون ۱۸۸۰ء مین ... سمجھے جیسا کہ ایسے موقع مین ہوا کرتا ہے جب لوگ خلافت کی فکر مین پڑگئے

مگر جن کو خاص ذاتی تعلق آنحضرت سے تھا اُنھون نے ہی آپ کی تجہیز و تکفین کی انتہےٰ
وللہ در القایل ۔ چون صحابہ جاہ و حشمت خواستند ٭ مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند ٭

مقصد دوم

الغرض ابوبکر و عمر وغیرہما سقیفہ مین گئے اور وہان عمر صاحب نے ابوبکر صاحب سے
بیعت کر کر اونکو خلیفہ مقرر کیا اور بموجب مذہب اہل سُنت کے تنہا عمر صاحب کے بیعت کرنے
سے ابوبکر صاحب خلیفہ رسول ہو گئے بلکہ اِن حضرات نے اس واقعہ کو جسکا منشا حُبِ دُنیا ہے
ضابطہ کُلیہ ٹھہرالیا کہ عمر و بکر پر موقوف نہین بلکہ ہر جگہہ ایک کے مقرر کرنے سے خلافت و
امامت ایک شخص کے لیے مقرر ہو گی چنانچہ پھر عبدالرحمن بن عوف کے بنانے سے عثمانؓ خلیفہ
بنگئے۔ شرح مواقف مین ایک عبارت لکھی ہے جسکا حاصل مطلب یہ ہے کہ ہمکو علم ہے کہ صحابہ
باوجود اسکے کہ دین مین مضبوط تھے اور امور شرع کی محافظت مین جیسا کہ چاہیے سخت تھے
اُنھون نے خلافت کے مقرر کرنے مین ایک پر اکتفا کی جس طرح کہ عمر صاحبؓ نے ابوبکر صاحب کو
اور عبدالرحمن بن عوف نے عثمان صاحب کو خلیفہ بنا دیا اور خلیفہ کے معین کرنے مین
مدینہ کے اہل حل و عقد کے جمع ہونے اور اتفاق کرنے کی بھی شرط نہین کی چہ جائیکہ اجماع
اُمت کی شرط لگاتے کہ تمام علمائے اسلام اور سب اطراف و جوانب کے مُجتہد متفق ہو کر خلیفہ
مقرر کرین انتہےٰ اس سے ظاہر ہے کہ ابوبکر کی خلافت نہ اجماع سے منعقد ہوئی نہ کثرت
رائے سے کیونکہ اجماع تو اوسکو کہتے ہین کہ سب اہل حل و عقد ایک وقت مین کسی امر پر
صریح لفظون سے اتفاق کرین سو یہ اجماع اگر ممکن اور واقع بھی فرض کیا جاوے تب بھی
ابوبکر صاحب کی خلافت پر ایسے اتفاق کا اتفاق نہین ہوا اور نہ کسی نے اسکا اِدعا کیا نہ کر سکتا
ہے اور کثرت رائے کی

اوربنی ہاشم بھی ضرور شامل ہوتے بلکہ اونکے فرد کامل ہوتے خلافت کے بارے مین راے لیجاتی اور جس شخص کی نسبت کثرت راے ظہور مین آتی اوسکے لیے خلافت قرار پاتی سو یہ امر بھی ہنہین ہوا ابو بکر صاحب کی نسبت نہ ووٹ لی گئی نہ کثرت راے سے اونکا انتخاب ہوا بلکہ وہ صرف عمر خطاب کے بیعت کرنے کی بدولت دولتِ خلافت سے کامیاب ہوے اور بالبداہۃ ابو بکر صاحب کی خلافت مثل جمہوری سلطنت تھی یہان سے واضح ہوا کہ سر سید احمد خانصاحب بہادر جو اپنے ریویو مورخہ نومبر ۱۸۸۰؁ء متعلق تحفہ حسن مین لکھا ہے کہ جسکو بہت سے ذی اقتدار لوگون نے تسلیم کرلیا وہی خلیفہ ہوگیا خلاف واقع ہے واقعی یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین علی مرتضےٰ اور اور بنی ہاشم اور خواص اصحاب کا سید المرسلین کی تجہیز و تکفین مین مصروف ہونا غنیمت جانکر اوراس بے موقع حرکت کا موقع سمجھ کر عمر صاحب نے کیا جو کچھ کیا اور خود ہی اوسکی قباحت کو اس عبارت سے ظاہر کردیا الاان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللہ المومنین شرہا فمن عاد الی مثلہا فاقتلوہ (دیکھو تحفہ اثنا عشریہ ص ۲۰۰) اور یہ تحفہ اہل سنت کی ایسی معتبر کتاب ہے جسکے مصنف شاہ عبد العزیز صاحب کی نسبت سر سید احمد خان صاحب بہادر نے خطبات احمدیہ کے چوتھے خطبہ مین ص ۳۶۱ پر لکھا ہے کہ وہ ایسا بڑا شخص ہے جسکو لوگون نے نبی سے کچھ ہی کم مان رکھا ہے عمر صاحب کے قول کا حاصل یہ ہے کہ بیشک ابو بکر صاحب کی بیعت ناگہان بے سمجھے بوجھے بلا مشورہ کے ہوگئی اور اوسکو بغیر کسی دلیل کے خلیفہ بنا دیا خدا نے مسلمانون کو اوسکے شر سے بچالیا اگر کوئی شخص پھر ایسا کرے تو اوسکو قتل کرو اب تو خود عمر صاحب کے اعتراف سے یقینی طور پر ثابت ہوگیا کہ ابو بکر صاحب کی خلافت صرف عمر صاحب کی چالاکی سے یکایک ہوگئی تھی انعقاد خلافت کے وقت نہ اجماع ہوا نہ کثرت راے نہ بہت سے ذی اقتدار

خاتم المرسلین سے فارغ ہوئے تو بموجب نص رسول مختار امامت و خلافت کے لیے اپنے استحقاق کا
اظہار کیا اور ابوبکر صاحب کی خلافت کا انکار کیا اور ایک گروہ نے خواص سے حضرت کے ارشاد
صداقت بنیاد کی تصدیق کی اور آپ کے خلیفہ بلافصل ہونے کا اقرار کیا اس گروہ حق پژوہ مین
بنی ہاشم اور سلمان فارسی اور عمار یاسر اور مقداد بن الاسود اور خزیمہ بن ثابت ذوالشہادتین
اور ابوذر غفاری اور جابر بن عبداللہ اور ابوسعید خدری اور بریدہ بن الحصیب اسلمی وغیرہم شامل
تھے یہانتک کہ زبیر بن العوام جو اہل سنت کے عشرہ مبشرہ مین ہین اسی زمرہ مین داخل تھے اور
یہی ہین وہ لوگ جنکی گفتگو روضۃ الاحباب مین لکھی ہے کہ ہم کسی کی بیعت نہین کرینگے مگر
علی ابن ابی طالب سے اور گویا شیخ فریدالدین عطار نے اسی جماعت کی زبان سے یہ شعر کہا ہے
ع ز مشرق تا بہ مغرب گر امام ست * علی و آل او ما را تمام ست * یہ لوگ اکثر جناب سیدہ
فاطمہ زہرا کے مکان جنت نشان مین جمع ہو کر ابوبکر صاحب کی خلافت برہم کرنے کی فکر اور مشورہ
کیا کرتے تھے یہان تو یہ تدبیر ہوتی تھی اودھر ابوبکر و عمر نے نرمی و سختی اور وعدہ وعید کا
طریقہ اختیار کیا اور اکثر مہاجرین و انصار کو دام بیعت مین گرفتار کیا جمہور انام اور طالب
عوام نے بھی اونکا اتباع چار ناچار کیا جب ابوبکر و عمر اپنا رنگ جما چکے تو عمر
ابوبکر صاحب کی اجازت سے مع جماعت کثیر سامان لیکر جناب سیدہ کے گھر پر چڑھ آئے اور
اوس خانہ نور کاشانہ کے جلانے کا قصد کیا اور دھمکایا اور اوس جمعیت کو متفرق اور
کر دیا اوسی زمانے سے فرقہ اول یعنے حضرت علی کے طرفدارون کا گروہ لقب شیعہ
ممتاز ہوا اور بمضمون حدیث دیلمی شیعۃ علی ھم الفائزون شرف فوز و نجات سے
سرفراز ہوا اور دوسرے فریق یعنے ابوبکر و عمر کے تابعین کا نام اہل سنت

مذکور ہے اس نام مین لفظ سنت سے محبت شیخین مراد ہے شاہ عبد العزیز نے تحفہ اثنا عشر

مین (طعن دوم عمر) لکھا ہے کہ عمر صاحب کا یہ کہنا کہ مین حضرت فاطمہ کے گھر کو جلا دون گا

اوسکی یہ وجہ ہے کہ یہ تہدید اون لوگون کی تھی جو جناب فاطمہ کے گھر کو جاے پناہ جانکر

اور حرم مکہ معظمہ کا حکم دے کر وہان جمع ہوتے تھے اور فتنہ و فساد منظور رکھتے تھے اور

خلیفہ اول کی خلافت کے برہم درہم کرنے کا قصد کرتے تھے عمر بن الخطاب نے یہ حال

دیکھ کر اون لوگون کو تہدید کی کہ مین گھر کو تم پر جلا دون گا انتہے ملخصاً اور شاہ

ولی اللہ نے ازالۃ الخفا مین (مقصد دوم ص ۲۷) مین تحریر کیا ہے کہ جب دوسرے

دن بیعت عامہ منعقد ہوئی تو سادات اہلبیت نے تخلف کیا اور ایک دوسرا اشکال

بہم پہونچا شیخین نے حسن تدبیر سے یہ اشکال دفع کیا اور ص ۲۹ مین لکھا ہے کہ انھین

دنون مین ایک اور مشکل جو سب مشکلون سے بڑھکر سمجھنی چاہیے پیش آئی وہ یہ تھی کہ

زبیر اور ایک جماعت بنی ہاشم حضرت فاطمہؑ کے گھر مین جمع ہو کر خلافت کے توڑنے کو

مشورے کرتے تھے شیخین نے مناسب تدبیر سے اوسکو بھی برہم کر دیا اور جو ملال کہ حضرت

علی مرتضےٰ کو لاحق ہوا تھا حسن ملاطفت سے اوسکا تدارک کیا انتہے جو کچھ ان دونون صاحبون

نے حضرت فاطمہ کے گھر جلا دینے کے قصد کا عذر اور حضرت علی کے ملال کا تدارک تحریر کیا ہے

محض بے اصل ہے جس کسی کو عذرات باردہ اہل سنت کے نقض و جرح کے مطالعہ کا شوق

ہو کتاب مستطاب تشیید المطاعن مین عمر صاحب کے دوسرے طعن کو ملاحظہ کرے یہان اسقدر

کافی ہے کہ سر سید احمد خان صاحب بہادر نے ریویو مورخہ نومبر ۱۸۸۶ء مین لکھا ہے کون

کہہ سکتا ہے کہ ابتدا سے علی مرتضیٰ کو خلیفہ ہونے کا خیال تھا اور تینون مقدم خلافتون کے

زمانے مین اونکو اونکے خلیفہ ہونے کا افسوس یا اپنے خلیفہ نہونے کا رنج تھا۔ انتہے۔

ثلٰثہ کے خلیفہ ہونے کا اور اپنے خلیفہ نہونے کا بے شبہہ افسوس اور رنج تھا اور اسکے خلاف
کوئی شخص کہہ نہین سکتا تو اے مسلمانو اگر تمھارے دل مین ذرا بھی حضرت علیؑ کی محبت اور
پیروی کا خیال ہے تو تم بھی اوسی امر پر ثابت رہو جسپر وہ حضرت ثابت تھے - جب ابوبکر
و عمر جناب علی ابن ابی طالب سے طالب بیعت ہوے اوسوقت جو باتین ہوئین اونکا
خلاصہ روضتہ الاحباب سے مرقوم ہوتا ہے - حضرت علیؑ نے فرمایا سچ کہو کہ رسولخدا سے زیادہ قریب
کون ہے عمر صاحب نے کہا اے ابوالحسن جو کچھ آپ فرماتے ہین سچ ہے مگر ہم آپکو چھوڑنے کے
نہین جبتک کہ آپ بیعت نکرینگے جناب امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا پہلے میرے اس بات کا
جواب دو تو پھر مجھہ سے بیعت طلب کرو ابو عبیدہ نے کہا اے ابوالحسن چونکہ آپ سب سے
اسلام مین سابق ہین اور فضل اور رسول خدا سے قرابت قریبہ مین اوروں پر فائق ہین
اسلیے امارت و خلافت کے لائق ہین مگر جبکہ صحابہ نے ابوبکر صاحب پر اتفاق کر لیا ہے تو
آپ کو بھی موافقت مناسب اور بجا ہے حضرت امیرالمومنین علیؑ نے فرمایا اے ابوعبیدہ
تو بقول سید المرسلین اس اُمت کا امین ہے اور قول و فعل مین راستی و سچائی امانت
کا مقتضا اور آئین ہے جو موہبت اور بزرگی کہ حق سبحانہ نے خاندان نبوۃ کو کرامت فرمائی
ہے تم لوگ اس فکر مین ہو کہ اوسکو دوسری جگہہ نقل کرو مہبط قرآن و وحی اور
مورد امر و نہی منبع فضل و علم اور معدن عقل و حلم ہم ہین اور انھین وجہون سے ہم
امارت کے مستحق اور خلافت کے احق ہین - بشیر بن سعد انصاری نے کہا اے ابوالحسن
جو ارادہ کہ آپ آج ظاہر کرتے ہین اگر پہلے سے لوگون کو معلوم ہوتا تو بیشک آپ سے مضایقہ
اور جھگڑا نہ کرتے اور آپ سے بیعت کر لیتے مگر جبکہ آپ گھر مین بیٹھ رہے اور

لوگون سے ملنا چھوڑ دیا اونکو یہ گمان ہوا کہ آپ خلافت سے بچتے ہین اور اس
بارے اپنی سبکدوشی چاہتے ہین اب کہ مسلمانون نے ایک اور شخص کو قبول کر لیا
تو پھر آپ پیشوائی کا ارادہ رکھتے ہین اور آپ کو تھوڑے زمانے مین دوسرے طرز
پر ظاہر کرتے ہین امیر المومنین نے فرمایا اے بشیر تو روا رکھتا ہے کہ مین جناب رسولخدا
کا جسم اطہر اور بدن انور بے غسل و کفن چھوڑ دیتا اور قبل اسکے کہ حضرت کے
دفن سے فراغت ہو حکومت اور خلافت کا دعوے کرتا اور لوگون کے ساتھ نزاع
اور جھگڑے مین پڑتا ابو بکر صاحب نے جو دیکھا کہ علی مرتضے کی باتین سب درست اور بجا ہین
اور ہر ایک برابر سو کے بلکہ ہزار کے مقابل ہے نرمی اور مدارا کے طریقے اختیار کر کر کہنے لگے
اے ابوالحسن مجکو یہ گمان تھا کہ آپ میرے ساتھ اس امر مین مضایقہ نکرینگے اور
اگر مین جانتا کہ آپ میری بیعت سے تخلف کرینگے تو مین ہرگز اوسکو قبول نکرتا اب کہ
لوگون نے مجھپر اتفاق کر لیا اگر آپ بھی اونکی موافقت کرینگے تو میرے گمان
کو واقع کے مطابق فرماینگے اور اگر اسوقت آپ توقف کرین اور منظور ہو کہ اس
امر مین فکر و تامل فرماوین تو کچھ حرج نہین یہ سنکر جناب امیر المومنین مجلس سے اٹھ کھڑے
ہوئے اور اپنے دولتخانے کی طرف تشریف لے گئے۔ انتہے یہان سے ظاہر ہے کہ حاضرین
سے اکثر کو جناب امیر سے مجال قیل و قال نہوئی اور جس کسی نے کچھ کہا آخر الامر حضرت کے
ارشاد صداقت بنیاد سے ساکت و صامت ہوا یہان تک کہ آپ کا استحقاق خلافت
بخوبی ثابت ہوا اور ابو بکر سے بھی سوا اسکے کہ نرمی اور تملق کرکے وقت کو ٹال دیا
کچھ اور بن نہ پڑا اسر سید احمد خان صاحب نے جو یہ بات کہی ہے کہ خلافت بعد آنحضرت
کے ایک امر منصوصی نتھا جسکو جی چاہا وہی خلیفہ ہو گیا اور افضلیت کے تو نہ ماننے کو ہمارے

اور ہدایت کافۂ انام جو پیغمبر کا کام ہے بعد پیغمبرؐ کے خلیفہ کے ذمہ انھین تمام کامون کا

سرانجام ہے عقل کب تجویز کرتی ہے کہ نبوت کا درجہ تو کسیکو بغیر عطاے خدا کے حاصل

نہو اور خلافت کی یہ حالت ہو کہ جسکی چل جائے وہی خلیفہ ہوجائے بھلا کوئی عاقل

جائز سمجھتا ہے کہ خدا اور رسول خدا ہر قسم کے احکام کتاب و سنت مین بیان فرمائین

اور منصب امامت و خلافت کو جو نبوۃ کے قریب قریب ہے لوگون پر چھوڑ دین واقعی امر

عقل کے موافق اور آیات متواترہ اور روایات متواترہ سے مطابق ہے یہ ہی

کہ بعد جناب محمد مصطفےٰ حضرت علیؑ مرتضےٰ خلافت کے لیے منصوص اور افضلیت کے ساتھ

مخصوص تھے جس کسی کو حضرت امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب کی افضلیت علی الاطلاق

اور خلافت بالاستحقاق دریافت کرنے کا اشتیاق ہو تو کتاب لاجواب عبقات الانوار

فی اثبات امامۃ الائمۃ الاطہار کا مطالعہ کرے جو چالیس مجلد ضخیم پر مشتمل ہے اوسمین

آیات قرآنی اور احادیث رسول ربانی نے اس مطلب کی نہایت درجہ تفصیل و تحقیق و شرح

اور شبہات مخالفین کا کمال استحکام کے ساتھ عمدہ طور پر نقض و قدح و جرح ہے

قلوب ناظرین کے اطمینان کی غرض سے چند آیتین اور حدیثین بغرض تہذیب تحریر کرتا ہے

واضح ہو کہ جناب امیر المومنین علیؑ مرتضےٰ کے شان مین بہت آیتین نازل ہوئی ہین یہانتک

کہ صواعق محرقہ مین جو اہل سنت کی بڑی معتبر کتاب ہے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جس قدر

کتاب خدا سے حضرت علیؑ کے حق مین اوتری ہے کسی کی شان مین نہین اوتری اور یہ بھی

نقل کیا ہے کہ حق تعالے نے کسی مقام پر یا ایہا الذین آمنوا نازل نہین فرمایا اور

مومنین کو اس خطاب مستطاب سے مشرف نہین کیا مگر یہ کہ حضرت علیؑ اون مومنین

مخاطبین کے سردار اور بزرگ ہاین اور البتہ بے شک وشبہہ خدا نے تھوڑے اصحاب جناب

محمد مصطفےٰ پر بہت جگہہ قرآن مجید مین عتاب کیا ہے اور حضرت علیؑ کا ذکر نہین فرمایا

مگر خیر کے ساتھہ۔ بالجملہ بیان سے بموجب اقرار علماے کبار اہل سنت کی افضلیت جناب حیدر کرار

جملہ اصحاب حضرت رسول مختار سے کالشمس فی وسط النہار ہویدا اور آشکار ہے اب کچھہ تفصیل

سُنیے پہلی آیہ انما ولیکم الله ورسوله والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰة و

یوتون الزکوٰة وهم راکعون حق سبحہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ تمہارا صاحب اختیار

اور اولی بتصرف اور مطاع واجب الاتباع کوئی نہین مگر خدا ہے اور اوسکا رسول ہے

اور وہ لوگ ہین جو ایمان لائے ہاین کہ نماز پڑھتے ہاین اور دیتے ہاین زکوٰة

کو حالت رکوع مین تمام محدثین بلکہ مفسرین نے اجماع کیا ہے کہ یہ آیہ کریمہ حضرت علیؑ کی

شان مین نازل ہوئی ہے اور اہل سنت کے صحاح ستہ مین بھی مذکور ہے جسوقت کہ ان

حضرت نے حالت رکوع مین اپنی انگشتری سائل کو عطا فرمائی تو آپ کی شان مین یہہ

آیت شریفہ آئی جس سے حضرتؑ کی خلافت و امامت و فضیلت بخوبی واضح و لائح ہے

اسلیے کہ اس آیہ مین حق تعالےٰ نے ولایت کو اپنی ذات پاک اور اپنے رسول صاحب لولاک اور

اونکے جانشین امیر المومنین مین منحصر فرمایا ہے اور جس طرح کہ خداے تعالیٰ کی ولایت عام ہے

اسیطرح نبیؐ و علیؑ کی ولایت ہے ہان اتنا فرق ہے کہ خدا کی ولایت بالاصالة ہے اور حضرت

رسول مقبول کی برسالت اور جناب علی ولی کی بخلافت (بنیابت رسول) رہی باقی گیارہ

اماموں کی ولایت سو پہلے تو وہ اس آیت سے ثابت ہے کیونکہ معتبر روایتون سے ظاہر

ہے کہ ان حضرات نے بھی حالت رکوع مین زکوٰة دی ہے دوسرے ان اماموں کی ولایت

حضرت رسول خدا اور علماے تفقہ کا تنصیص ... کو بھی ... جو ... الواقع خدا

تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس اہل سنت کی معتبر تفسیرون کو
مثل تفسیر کبیر اور تفسیر دُر منثور وغیرہما کے منقول ہے کہ یہ آیت روز غدیر خم حضرت
علیؑ کی شان مین نازل ہوئی ہے اور تفسیر دُر منثور مین ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ
اونسے کہا ہم عہد رسول خدا مین اس آیہ کو اسطرح پڑھا کرتے تھے یا ایہا الرسول
بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیاً مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس ماحصل معنی یہ ہے کہ اے رسول جو کچھ تجھپر تیرے پروردگار کی طرف سے
نازل کیا گیا ہے کہ علیؑ تمام مومنون کا مولا ہے اوسکی تبلیغ کر اور لوگون کو پھونچا دے اور
اگر یہ نہ کرے گا تو تو نے رسالت خدا کی تبلیغ نہ کی اور اللہ تجکو آدمیون کے شر سے بچائے گا
صاحبان عقل وانصاف خیال فرمائین کہ خدائے تعالیٰ جس تبلیغ کے واسطے ایسی تاکید وتہدید
قرآن مجید مین نازل فرمائی کہ اگر اوسکو رسول نہ پھونچائے تو تمام رسالت کا نہ پھونچانا
لازم آئے اور حضرت کی برسون کی محنت ومشقت بیکار ہو جائے بالضرور وہ امر اہم مہمات
اور اشد ضروریات سے ہونا چاہیے جس سے دنیا کی اصلاح دین کی فلاح گمراہونکی ہدایت
شریعت کی حفاظت تا روز قیامت حاصل ہو اور وہ امر اسکے سوا نہین ہو سکتا کہ جناب
رسول خدا اپنے بھائی علی مرتضےٰ کو جنھین افضلیت کی وجہ سے حق تعالیٰ نے آیہ مباہلہ
مین حضرت کے نفس نفیس سے تعبیر کیا ہے اور قابلیت کی راہ سے آیہ انما ولیکم اللہ
الآیۃ مین ولی مومنین قرار دیا ہے اپنی خلافت وجانشینی کے ساتھ مختص اور
بڑے مجمع مین اونکی خلافت وامامت پر نص فرمائین چنانچہ یہی امر ابن مسعود کی قرات
سے روشن ہے اور اسی امر مین رسول خدا اہل نفاق وعناد سے خائف تھے کیونکہ

کے بعد رسول خدا نے بڑا اہتمام کیا اور ایسے وقت کہ تاب آفتاب کی شدت سے لوگ اسپ و
شتر کے سایے مین پناہ لیتے تھے اور حرارت ریگستان کی حدت سے پانون کو چادرین لپیٹے
تھے مقام غدیر خم مین جو قابل قیام نتھا قیام کیا اور منبر پر جاکر ایک خطبہ نہایت فصاحت
و بلاغت سے ادا فرماکر حاضرین کو پہلے اپنے قرب ارتحال کے حال سے اعلام کیا اور فرمایا کہ
قریب ہے کہ مین داعی حق کو لبیک اجابت کہون اور تمھارے درمیان دو بزرگ چیزین
چھوڑتا ہون اگر اون سے تمسک کرتے رہوگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے ایک کتاب
رب العزۃ دوسرے اپنی عترت اور یہ دونون جُدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر
پر وارد ہونگے اور پھر حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ
یعنے جسکا مین مولا ہون یہ علیؑ اوسکا مولا ہے اور اون کو اوس نہایت بڑے مجمع مین
جسکی تعداد وقائع حجۃ الوداع مین مرقوم ہوئی اپنا خلیفہ اور جانشین کیا جبرئیل امین
آئے اور یہ آیت لائے الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
یعنے خدا فرماتا ہے کہ آج مین نے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت
کو تمام کیا اور تمھارے واسطے دین اسلام کو پسند کیا تب جناب رسولؐ خدا نے فرمایا کہ
مین دین کی کامل اور نعمت کے تمام کرنے پر اور پروردگار کے میری رسالت اور علیؑ کی ولایت
سے راضی ہونے پر خداے تعہ کی حمد وثنا کرتا ہون۔ منصف دیندار کو حضرت علیؑ کی خلافت
کے منصوص یقین کرنے کے لیے اسیقدر مضمون ہدایت مشحون کافی ہے زیادہ کی احتیاج
نہین اور مکابرہ اور مجادلہ کا کچھ علاج نہین جسکو پوری تحقیق اس مطلب کی مطلوب ہو
دو بڑے بڑے مجلد کتاب مستطاب عبقات الانوار (متعلق حدیث غدیر) کے ملاحظہ فرمائے

ین اعلیٰ درجہ دلائل ہین جسکے مافوق ظاہر امتصور نہین (تیسرے آیت) یا ایہا
الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین خداے تعم فرماتا ہے اے وہ گروہ کہ ایمان لائے
ہو خداے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو۔ ظاہر ہے کہ اس آیت مین کونوا امر کا
صیغہ ہے اور وہ وجوب کے واسطے ہے اور صادقین کے ساتھ رہنے سے اونکے پیروی
کرنا مراد ہے نہ مصاحبت جسمانی کہ وہ محال اور بے فائدہ ہے ۔ سیوطی نے دُرِ منثور
مین اور ثعلبی نے اپنی تفسیر مشہور مین نقل کیا ہے کہ صادقین سے علیؑ بن ابیطالب مراد
ہاین اور احادیث فریقین مین وارد ہے کہ صادقین آلِ اطہار اور اہلبیت رسولؐ مختار ہین
پس ایں موافق عقل ونقل کے اس آیہ سے بھی حضرت علیؑ اور اونکی اولاد کرام علیہم الصلوٰۃ
والسلام کی پیروی اور متابعت کا وجوب ولزوم جو بعینہٖ خلافت وامامت کا مفہوم ہے
بخوبی معلوم ہوا (چوتھی آیت) یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم حق سبحٰنہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو خدا
کی اطاعت کرو اور رسولؐ اور صاحبان امر کی فرمانبرداری بجا لاؤ۔ اس آیت مین
خدا تعالےٰ نے اپنے اور اپنے پیغمبر اور صاحبان امر کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور
اس اطاعت کو جملہ مومنین پر واجب ولازم کیا ہے تو جس طرح خدا ورسولؐ کی اطاعت
ہر وقت ہر امر مین فرض ہے صاحبان امر کی اطاعت بھی اسیطرح واجب ہے
اور ظاہر ہے کہ جن حضرات کی اطاعت کو حضرت رب العزۃ علی الاطلاق مومنین پر
فرض کرے وہ بیشک معصوم ہونگے اور دوازدہ امام کے سوا بالاجماع کوئی اور شخص
معصوم واجب الاتباع اور منجانب اللہ مطاع نہین چنانچہ روضۃ الاحباب مین لکھا ہے
کہ جابر بن یزید الجعفی سے روایت ہے کہ اوسنے کہا کہ مین نے جابر بن عبداللہ انصاری سے

الآیہ کو نازل فرمایا تو مینے عرض کیا یارسول اللہ ہم خدا ورسول کو تو پہچانتے ہین اولی الامر
کون ہین جنکی اطاعت کو خداے تعالے نے آپ کی اطاعت سے مقرون کیا ہے رسول خدا
نے ارشاد کیا کہ وہ میرے خلیفہ اور میرے بعد میرے جانشین ہین اونکے اول علی بن ابیطالب
ہین پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن الحسین پھر محمد بن علیؑ جو توریت مین باقر مشہور ہین
اور قریب ہے کہ تو اوس سے ملے گا جسوقت تو اوس سے ملاقات کرے میری طرف سے اوسکو
سلام کہنا پھر جعفر صادقؑ بن محمدؑ پھر موسیٰؑ بن جعفر پھر علیؑ بن موسےؑ پھر محمدؑ بن علیؑ
پھر علیؑ بن محمدؑ پھر حسنؑ بن علی پھر حجتؑ خدا اوسکی زمین مین اور اوسکا بقیہ اوسکے
بندون مین محمد بن الحسنؑ بن علیؑ الے آخرہ۔ (پانچوین ایت) وانذر عشیرتک الاقربین
خداے تعالے فرماتا ہے اپنے پیغمبرؐ سے کہ اپنے قریب تر رشتہ دارون کو ڈرا۔ طبری نے
ایک حدیث جناب امیرؑ سے نقل کی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسولخدا
نے مجھکو بلایا اور فرمایا خداے تعالے نے مجکو حکم دیا کہ اپنے قریب تر رشتہ دارون کو
انذار کرون تم اب دعوت کا سامان کرو اور اولاد عبدالمطلب کو بلا لاؤ چنانچہ مین نے حضرت
کے ارشاد کی تعمیل کی اور اونکو بلا لایا جو قریب چالیس آدمی کے تھے جسوقت کھانے پینے
سے فارغ ہوئے حضرتؐ نے فرمایا کہ البتہ مین نہین جانتا کسے جو انکو عرب مین کہ اپنی قوم
کے لیے لایا ہو بہتر اوس سے کہ مین تمھارے لیے لایا ہون مین تمھارے لیے دنیا و آخرت کی
بہتری لایا ہون اور خدا کے حکم سے تمکو اوسکی طرف بلاتا ہون تم مین ایسا کون ہے جو اس
امر مین مرا مددگار ہو کہ اسکے عوض مین وہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہو پس قوم نے نہ مانا
او مینے عرض کیا یارسول اللہ مین آپکا مددگار ہون اس امر مین تب حضرتؐ نے میری گردن پر

ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ بیشک یہ میرا بھائی اور وصی اور خلیفہ ہے تم اسکی بات سنو اور
اطاعت کرو چنانچہ یہ مضمون پہلے ہی بیان ہوا اور طبری و شاہ ولی اللہ وغیرہما
بڑے بڑے علماے اہل سنت نے نقل کیا ہے کہ جناب امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب
سے کسی شخص نے عرض کیا کہ آپ کسوجہ سے اپنے ابن عم رسول اکرم کے وارث ہوے اور
آپ کے چچا عباس وارث نہوے حضرتؑ نے جواب مین ارشاد کیا کہ رسولؐ خدا نے
اولاد عبد المطلب کو بلایا اور آب و طعام سے اونکو سیر فرمایا پھر کہا کہ اے اولاد
عبد المطلب مین تمھاری طرف خصوصًا اور لوگون کی طرف عمومًا بھیجا گیا ہون اور اس
اُمّت سے تم نے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا تم مین کون ہے جو میری بیعت کرے اس بنا پر کہ
وہ میرا بھائی اور وصی اور وارث ہو اونمین کوئی نہ اُٹھا تب مین کھڑا ہوا حالانکہ
مین سب سے چھوٹا تھا رسول خدا نے مجھسے فرمایا تم بیٹھ جاؤ پھر آپ نے تین مرتبہ یہی ارشاد
کیا ہر مرتبہ مین اُٹھتا تھا حضرتؐ مجکو بیٹھنے کا حکم دیتے تھے یہان تک کہ تیسری بار مین
حضرتؐ نے اپنا دست حق پرست میرے ہاتھ پر مارا پھر حضرت علیؑ نے اوس شخص سے
فرمایا کہ اس سبب سے مین رسولؐ خدا کا وارث ہوا میرے چچا نہوے۔ ظاہر ہے کہ یہان
سوال و جواب مین وراثت مال مراد نہین اسلیے کہ اولًا تو اہلسنت کے نزدیک بموجب
حدیث موضوع ابوبکر صاحب نحن معاشر الانبیاء الحدیث کی پیغمبرون کی میراث
کسی کو نہین پہونچتی اور ثانیًا ان حضرات نے فقط جناب عباس اور حضرت فاطمہ زہراؑ کو
وراثت کا مدعی لکھا ہے اور حضرت علیؑ سے میراث کا دعوی نقل نہین کیا او ثالثًا
سائل نے صیغہ ماضی کے ساتھ امر گذشتہ سے سوال کیا تھا حضرت امیرؑ کب رسولؐ خدا کے
مال کے وارث ہوے تھے کہ وہ ایسا سوال کرتا اور حضرتؑ اوسکے قول کو قبول فرماکر

جواب ارشاد فرماتے اور ایسا مضمون جواب بھی کنایۃً دلالت کرتا ہے کہ رسول خدا کے
ارشاد مین وراثت مالی مراد تھی تو اب ثابت ہوا کہ منصب نبوت کی وراثت مراد ہے اور وہ
سوائے منصب خلافت و امامت کے نہین ہے اور سب سے بڑھ کر تو یہ ہے کہ پہلی روایت مین
لفظ خلافتی موجود ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے گویہ روایت نہین لکھی مگر اپنی لکھی
ہوی روایت کے عنوان مین تحریر کیا ہے کہ جناب رسول خدا ہجرت سے پہلے حضرت علی کے
ساتھ منتظر الخلافہ کا معاملہ جو خلافت خاصہ کے لوازم سے ہے بجا لائے تو اب اہل سنت کو
انکار کی مجال نہین بالجملہ ان روایتون سے دو باتین مستفاد ہوتی ہین جو دقیقہ فہمون کے
نزدیک نص صریح ہین ایک یہ ہے کہ جس طرح قریب تر رشتہ دارون کا ڈرانا حکم ربانی
بلکہ تاکید یزدانی سے واقع ہوا تھا اسیطرح وعدہ خلافت بھی ایسا ہی تھا اسلیے کہ کوئی
عاقل دیندار نہین کہہ سکتا کہ صرف ڈرانا تو حکم الٰہی سے ہو اور وعدہ خلافت کا جو بوت
کی تالی اور اہم مہمات دینی ہے اپنی طرف سے دوسرے یہ ہے کہ اقربا کے ڈرانے کے
ساتھ خلافت کے وعدے کا ہونا بڑی پکی دلیل ہے اس امر کی کہ اس منصب جلیل کے
مستحق یگانے ہین نہ بیگانے الحاصل ان روایتون سے بخوبی ثابت ہے کہ جناب رسول خدا نے
اسلام کے شایع ہونے سے پہلے اور اپنی دختر نیک اختر سیدۃ النساء فاطمہ زہرا کا حضرت علی
کے ساتھ نکاح کرنے سے پیشتر بموجب حکم الٰہی خلافت مرتضوی کو منصوص فرمایا تھا اور
اس خلافت کا بلا فصل ہونا بھی ظاہر ہے اسلیے کہ اگر ایسا ہوتا تو ضرور تھا کہ جناب رسالت مآب
ابو بکر صاحب اور عثمان صاحب اور عمر خطاب کو بھی اگر اوسوقت مسلمان ہوتے اوس مجمع مین
طلب فرماتے اور اپنے اقربا سے اسیطرح ارشاد کرتے کہ تم مین کوئی ہے جو میری بیعت
[illegible]

ہی کیون کتابون کی دیکھا ہے اور خلیفہ وہی ہین جیسے وعدہ ہوا چھٹی آیت
یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ ذلک خیر لکم و اطہر
یعنے اے وہ لوگو کہ ایمان لائے ہو سوقت تم راز کہو رسولؐ خدا سے تو اپنے راز کہنے سے پہلے
کچھ صدقہ دو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور پاکیزہ تر۔ فریقین کی کتابون مین لکھا ہے کہ اِس
آیت پر کسینے عمل نہین کیا سوائے علیؑ ابن ابیطالب کے تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ عبداللہ
بن عمر نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ اُنھون (عمر صاحب) نے ایک دن کہا کہ علیؑ مین
تین چیزین ایسی ہین کہ اگر مجھ مین ایک بھی اونمین سے ہوتی تو میرے نزدیک شتران
سُرخ موے زاغ چشم سے بہتر ہوتی۔ ایک تو فاطمہ زہرا کا اونکے ساتھ نکاح ہونا اوسوقت
کہ بڑے بڑے بزرگ اور نامی آدمی قریش کے اونکی درخواست کرتے تھے اور دوسرے روز
خیبر رسولؐ خدا کا اونکو علم مرحمت کرنا اور تیسرے آیہ نجوی کہ اُسپر اونکے سوا کسی نے عمل
نہین کیا تفسیر مدارک اور تفسیر زاہدی اور تفسیر بحر مواج مین کہ اہل سنت کی بڑی معتبر
کتابین ہین مرقوم ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ اِس آیت پر کسی نے مجھسے پہلے عمل نہین کیا
اور نہ میرے بعد کوئی عمل کرے گا میرے پاس ایک دینار تھا مینے اسکو خرچ کیا جسوقت
رسولؐ خدا سے راز کہتا تھا اوسمین سے ایک درم خرچ کرتا تھا مینے حضرتؐ سے دس
مسئلے پوچھے حضرتؐ نے اونکا جواب دیا منجملہ اونکے حضرت علیؑ فرماتے ہین کہ مینے رسولؐ خدا
سے پوچھا کہ حق کیا ہے حضرتؐ نے فرمایا کہ اسلام اور قرآن اور ولایت (خلافت) جبکہ
تیری طرف منتہی ہو۔ بالجملہ یہان سے جو کچھ فضیلت حضرت علیؑ کی ثابت ہے اظہر من الشمس
ہے ساتوین آیت یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکینا
و یتیما و اسیرا یعنے نذر کے ساتھ وفا کرتے ہین اور ڈرتے ہین اوس دن سے جسکا شر

پھیلنے والا ہے اور کھانا کھلاتے ہین اوسکی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو فریقین نے عالمون
نے لکھا ہے کہ یہ آیتین حضرت علی مرتضٰے اور جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ اور فضہ کنیز زہرا کی شان
مین نازل ہوئی ہین کہ ان بزرگوارون نے حسنینؑ کی علالت پر تین تین روزے نذر کیے
تھے جب شافی مطلق نے اونکو شفا عطا کی تو پانچون حضرات نے وفاے نذر کے روزے رکھے
پہلے روزے کو جب بعد نماز مغرب کھانا کھانے بیٹھے تو ایک مسکین نے آکر سوال کیا کل کھانا
اوسکو دیدیا اور سب نے صرف پانی سے روزہ کھولا اور دوسرے دن روزہ پر روزہ رکھا
اور جب بعد نماز شام کھانے کا قصد کیا تو ایک یتیم آکر سائل ہوا سب کھانا اوسکو عنایت
کیا اور پانچون بزرگوار بھوکے سورہے اور تیسرے دن پھر روزہ رکھا اور جب افطار کے وقت
کھانے کا ارادہ کیا ایک اسیر آیا اور کھانا مانگا پانچون صاحبون نے اوسکو تمام طعام عنایت
فرمایا اور آپ بھوکے رہے حق تعالےٰ نے ان آیتون مین اسکا ذکر کیا ہے اور ان حضرات کی
اس اعلےٰ درجہ کی سخاوت پر مدح کی ہے۔ آٹھوین آیت صواعق محرقہ مین جو اہل سنت
کی معتبر اور معتمد کتاب ہے لکھا ہے قال اللہ تعالیٰ انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس
اہل البیت و یطہرکم تطہیرا اکثر المفسرین علی انہا نزلت فی علی و فاطمہ و الحسن و الحسین لتذکیر
ضمیر عنکم و ما بعدہ و انہ صلی اللہ علیہ وسلم ادخل اولئک تحت کساء علیہ و قرء ہذہ الآیۃ و صح
انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل علی ہولاء کساء و قال اللہم ہولاء اہل بیتی و خاصتی اذہب
عنہم الرجس و طہرہم تطہیرا و فی روایۃ انہ قال العبد تطہیرا انا حرب لمن حاربہم و سلم من سالمہم و
عدو لمن عاداہم و فی روایۃ انہ قال بعد ذلک الا من آذی قرابتی فقد آذانی و من
آذانی فقد آذی اللہ تعالی و فی اخری لی والذی نفسی بیدہ لا یؤمن عبد بی حتی یحبنی ولا یحبنی
حتی یحب ذوی فاقامہم مقام نفسہ اور آیہ ان اللہ و ملئکتہ یصلون الآیہ کے تحت مین

ورضوانک علی وعلیہم انتہی ملخصاً اس سے ظاہر ہے کہ آیۂ تطہیر شان مین جناب علی مرتضیٰ
اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبےٰ اور حسین سید الشہدا علیہم الاف التحیۃ والثنا کی نازل ہوئی
ہے جناب رسول خدا نے ان بزرگوارون کو اپنی ردائے مبارک اوڑھائی اور اس
آیت کی تلاوت فرمائی اور صحیح روایت ہے کہ حضرت نے ان حضرات کو کسا اوڑھا کر
کہا کہ بار الہا یہ میرے اہلبیت ہین اور مجھے کمال خصوصیت رکھتے ہین تو ان سے رجس
پلیدی کو دور کر اور انکو پاک کر جسطرح کہ پاک کرنے کا حق ہے اور بعد اسکے یہ بھی کہا کہ
ان سے لڑائی ہے مجھے لڑائی ہے اور ان سے صلح مجھے صلح ہے اور اونکی دشمنی میری دشمنی
ہے اور ایک روایت مین ہے کہ اسکے بعد فرمایا کہ جو شخص میرے اقربا کو ستایگا بیشک
مجکو ستائیگا اور جو شخص مجکو ایذا پہونچائے گا بے شبہہ خدا کو ایذا پہونچائے گا اور دوسری
روایت مین ہے کہ حضرت نے کہا کہ قسم ہے اوسکی کہ میرا نفس جسکے قبضہ قدرت مین ہے کہ
کوئی بندہ مجپر ایمان نہ لائیگا جبتک کہ مجکو دوست نرکھیگا اور مجکو دوست نرکھیگا
جبتک کہ میرے ذوی القربےٰ کو دوست نرکھیگا اور یہ بھی منقول ہے کہ جب ان بزرگوارون
کو کسا مین داخل کیا تو کہا بار الہا بیشک یہ مجھسے ہین اور مین ان سے ہون تو تو اپنی صلوات
اور رحمت و مغفرت اور خوشنودی میرے لیے اور اونکے لیے مقرر کر الغرض حق تعالےٰ نے
تو ان حضرات کو عصمت و طہارت سے مورد انعام و اکرام کیا اور حضرت رسول انام علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے اہلبیت کرام کے باب مین ایسا اہتمام کیا کہ جسکا حاصل حسب اعتراف صاحب صواعق
یہی ہے کہ انکو اپنی ذات بابرکات کے قائم مقام کیا - نوین آیت ان اللہ وملئکتہ یصلون
علی النبی یا ایہا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما صواعق مین بعد ذکر اس آیت

کے لکھا ہے صح عن کعب بن عجرۃ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ قلنا یا رسول اللہ قد علمنا کیف نسلم
علیک فکیف نصلی علیک فقال قولوا اللہم صل علی محمد و علی آل محمد الی آخرہ وفی روایۃ
للحاکم فقلنا یا رسول اللہ کیف الصلوٰۃ علیکم اہل البیت قال قولوا اللہم صل علی محمد و علی
آل محمد الخ فسوالہم بعد نزول الآیۃ واجابتہم باللہم صل علی محمد و علی آل محمد دلیل ظاہر
علی ان الامر بالصلوٰۃ علی اہل بیتہ وبقیۃ آلہ مراد من ہذہ الآیۃ والالم یسئلوا عن الصلوٰۃ
علی اہل بیتہ عقب نزولہا ولم یجابوا بما ذکر فلما اجیبوا بہ دل علی ان الصلوٰۃ علیہم من
جملۃ المامور بہ وانہ صلی اللہ علیہ وسلم اقامہم فی ذلک مقام نفسہ۔ اور بعد کچھ فاصلہ کے ہے
ویروی لاتصلوا علی الصلوٰۃ البتراء فقالوا وما الصلوٰۃ البتراء قال تقولون اللہم صل علی محمد
وتمسکون بل قولوا اللہم صل علی محمد و علی آل محمد اور کچھ روایتیں نقل کرکے کہا ہے۔
فاتضح ان ذلک خرج مخرج البیان للامر الوارد فی الآیۃ ویوافقہ قولہ قولوا فانہا صیغۃ امر
وہو للوجوب اور یہ بھی لکھا ہے وقد اخرج الدیلمی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الدعاء محجوب
حتی یصلی علی محمد واہل بیتہ اللہم صل علی محمد وآلہ اور شافعی کے یہ شعر بھی لکھے ہیں ؎
یا اہل بیت رسول اللہ حبکم ٭ فرض من اللہ فی القرآن انزلہ ٭ کفاکم من عظیم القدر انکم ٭
من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہ ٭ یعنے حسب روایت صحیحہ راوی ناقل ہے کہ جب یہ آیت نازل
ہوئی ہمنے عرض کیا اے رسول خدا کیفیت آپ پر سلام بھیجنے کی تو ہمکو معلوم ہو گئی ہم آپ
پر درود کسطرح بھیجیں تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کہو اللہم صل علی محمد و علی آل محمد الخ اور حاکم کی
روایت میں یہ ہے کہ ہمنے حضرت سے گذارش کی کہ آپ حضرات اہلبیت پر درود بھیجنے کی کیا
کیفیت ہے تو حضرتؐ نے وہی جواب ارشاد فرمایا صاحب صواعق بعد نقل روایتوں کے کہتے
ہیں کہ بعد نزول آیت کے اصحاب کا حضرتؐ سے پوچھنا اور حضرتؐ کا اونکو جواب دینا کہ اللہم

صل علے محمد وعلے آل محمد الخ کہو ایک بہر دلیل ہے اس بات کی کہ مراد حق تعالیٰ

کی اس آیت سے اہلبیت اطہار پر درود بھیجنے کا حکم دینا ہے ورنہ اصحاب بعد تردل آیت کے

اہلبیت پر درود بھیجنے کو دریافت نکرتے اور جواب مذکور نپاتے وبس جبکہ اصحاب کو وہ جواب

ملا تو اس امر کی دلیل ٹھہرا کہ اہلبیت پر درود بھیجنا اون احکام مین سے ہے جنکا حق تعالیٰ نے

امر کیا ہے اور حضرت رسول خدا نے اسمین اہلبیت کو اپنے نفس نفیس کے قائم مقام قرار دیا ہے

اور منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے ارشاد کیا کہ مجہپر صلوٰۃ بترا یعنی ابتر درود نہ بھیجو اصحاب نے

عرض کیا کہ صلوٰۃ بترا کیا ہے فرمایا کہ تم اللھم صل علی محمد کہتے ہو اور رک جاتے ہو بلکہ

اسطرح کہو اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد پھر کہا ہے کہ درود بھیجنے کا حکم جو آیہ کریمہ

مین وارد ہوا ہے یہ حدیثین اوسکا بیان واقع ہوئی ہین اور اسکے موافق حضرت نے جواب مین

لفظ قولوا جو صیغہ امر کا ہے ارشاد کیا اور وہ وجوب کے واسطے ہے اور دیلمی نے روایت کی

ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا کہ دعا قبول نہین ہوتی جبتک کہ محمد اور اونکے اہلبیت

پر درود نہ بھیجا جاوے اسطرح اللھم صل علی محمد و الہ اور شافعی کے شعرون کا مطلب

یہ ہے کہ اے اہلبیت رسول خدا تمہاری محبت حق تعالیٰ نے قرآن مجید مین فرض ٹھہرائی ہے

اور آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ اس باب مین نازل فرمائی ہے

تمکو بڑی قدر سے اسیقدر کافی ہے کہ جو شخص تمپر درود نہ بھیجے اوسکی نماز صحیح نہین

ٹلہ دسوین آیت۔ صواعق مین لکھا ہے قولہ تعالیٰ سلام علی ال یاسین نقل

نقل جماعۃ من المفسرین عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان المراد بذلک سلام علی آل محمد

ذکر الفخر الرازی ان اہلبیت صلے اللہ علیہ وسلم یساوونہ فی خمسۃ اشیاء فی السلام قال

علیک ایہا النبی وقال سلام علی آل یاسین۔ وفی الصلوٰۃ علیہ وعلیہم فی التشہد وفی الطہارۃ

قال تعالیٰ طٰہٰ ای یا طاہر وقال یطہرکم تطہیرا وفی تحریم الصدقہ وفی المحبۃ قال تعالیٰ۔
فاتبعونی یحببکم اللہ وقال قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ یعنے مفسرون کی
ایک جماعت نے نقل کیا ہے کہ مراد آل یاسین سے آل محمدؐ ہے کہ حق تعالیٰ نے انکو
تحفہ سلام بھیجا ہے اور فخر رازی نے ذکر کیا ہے کہ اہلبیت اطہار پانچ چیزون مین ساوی
رسولؐ مختار ہین۔ ایک سلام مین خداے تعالیٰ نے کہا حضرت کے واسطے السلام علیک
ایہا النبی اور کہا اہلبیت کے لیے السلام علیٰ آل یاسین دوسرے درود مین کہ حضرت
پر اور اہلبیت پر تشہد مین بھیجا جاتا ہے تیسرے طہارت مین فرمایا حق تعالیٰ نے حضرت
کی نسبت طٰہٰ یعنے اے طاہر اور اہلبیتؑ کے باب مین ویطہرکم تطہیرا۔ چوتھی۔ تحریم صدقہ مین
کہ جس طرح حضرتؐ پر صدقہ حرام ہے اہلبیتؑ پر بھی حرام ہے۔ پانچوین محبت مین فرمایا خداے تعالیٰ
نے فاتبعونی یحببکم اللہ اور فرمایا لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ۔ گیارھوین آیت
صواعق مین مرقوم ہے قولہ تعالیٰ وقفوہم انہم مسئولون عن ولایۃ علیؑ وکان ہذا ہو
مراد الواحدی بقولہ روی فی قولہ تعالیٰ وقفوہم انہم مسئولون ای عن ولایۃ علیؑ و
اہل البیت لان اللہ امر نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یعرف الخلق انہ لا یسئلہم اجرا الا المودۃ
فی القربیٰ والمعنی انہم یسئلون ہل والوہم حق الموالاۃ کما اوصاہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ام اضاعوہا واہملوہا فتکون علیہم المطالبۃ والتبعۃ یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ اس آیت کے
یہ معنی ہین کہ حق تعالیٰ کا حکم ہوگا کہ اہل محشر کو ٹھہراؤ بے شک یہ لوگ ولایت علیؑ سے سوال
کیے جاینگے اور بنا بر دوسری روایت کے ولایت علیؑ واہل بیتؑ سے سوال کیے جاینگے
اسلیے کہ خداے تعالیٰ نے اپنے پیمبر کو حکم دیا کہ مخلوق کو اسبات سے واقف کرے کہ مین اپنے
پیمبر یا کی محبت کے سوا امت سے تبلیغ رسالت پر کوئی اجر نہین مانگتا۔ اور مراد یہ ہے کہ لوگون

وفیہم اخرج الدیلمی عن ابی سعید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال وقفوہم انہم مسئولون

پوچھا جائیگا کہ آیا اہلبیتؑ اطہار کی محبت کا حق حسب وصیت حضرت رسول خدا پورا پورا
ادا کیا یا اوسکو ضائع و برباد کیا تو اس صورت مین اونکے ذمہ مطالبہ و مظلمہ ہوگا یہان
سے ظاہر ہے کہ جس طرح حضرت رسول خداؐ کی رسالت سے قیامت کو سوال ہوگا اسیطرح
اہلبیتؑ اطہار کی ولایت سے بازپرس ہوگی بارھوین آیت۔ اوسی کتاب مین ہے۔
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جمیعا اخرج الثعلبی فی تفسرہا عن جعفر الصادق رضی اللہ عنہ انہ
قال نحن حبل اللہ الذی قال اللہ اعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا یعنی ثعلبی نے اس آیت
کی تفسیر مین حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے ارشاد کیا کہ وہ خدا کی
ریسمان جسکی نسبت خدا نے فرمایا ہے کہ تم سب خدا کی ریسمان سے تمسک کرو اور متفرق
نہو ہم ہین تیرھوین آیت کریمہ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ۔ اس آیت مین جناب الٰہی نے
حضرت رسالت مآب سے خطاب مستطاب فرماتا ہے کہ خدا ایسا نہین کہ ان لوگون پر عذاب
نازل کرے حال آنکہ تو (رسول) ان مین موجود ہو۔ صاحب صواعق بعد ذکر اس آیت کے
لکھتے ہین اشار صلی اللہ علیہ وسلم الی وجود ہذا المعنی فی اہلبیتہ وانہم امان لاہل الارض کما
کان ہو صلی اللہ علیہ امانا لہم وفی ذلک احادیث کثیرۃ یاتی بعضہا ومنہا النجوم امان لاہل
السماء واہل بیتی امان لامتی وفی اخری لاحمد فاذا ذہب النجوم ذہب اہل السماء واذا
ذہب اہلبیتی ذہب اہل الارض وفی روایۃ صححہا الحاکم علی شرط الشیخین النجوم امان لاہل
الارض من الغرق واہل بیتی امان لہم من الاختلاف فاذا خالفتہا قبیلۃ من العرب
اختلفوا فصاروا حزب ابلیس وجاء من طرق عدیدۃ یقوی بعضہا بعضا انما مثل اہل بیتی فیکم
کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا وفی روایۃ مسلم ومن تخلف عنہا غرق وفی روایۃ ہلک وقال

والذین اذا فقدوا جاء اہل الارض ما کانوا یوعدون قال وقیل وہو الاظہر عندی ان

المراد بہم سائر اہل البیت فان اللہ لما خلق الدنیا باسرہا لاجل النبی صلی اللہ علیہ جعل دوامہا

بدوامہ ودوام اہلبیتہ لانہم یساوونہ فی اشیاء مر عن الرازی بعضہا ولانہ قال فی حقہم انہم

منی وانا منہم ولانہم بضعۃ منہ بواسطۃ ان فاطمۃ امہم بضعۃ فاقیموا مقامہ فی الامان یعنی پیغمبر خدا

نے اشارہ فرمایا کہ اہل بیت اس صفت سے موصوف ہین اور بیشک وہ اہل زمین کے لیے امان

ہین جسطرح کہ رسولؐ خدا اونکے لیے امان تھے اور اس باب مین بہت حدیثین ہین کہ بعض

اونمین سے بیان ہونگی اور منجملہ اونکے یہ ہے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہین اور

میرے اہل بیت میری امت کے واسطے امان ہین اور احمد کی روایت مین ہے کہ جس وقت

ستارے جاتے رہنگے اہل آسمان جاتے رہینگے اور جب میرے اہلبیت ہونگے اہل زمین معدوم

ہونگے اور ایک روایت مین کہ جسکو حاکم نے شرط شیخین پر صحیح قرار دیا ہے یہ ہے کہ ستارے

اہل زمین کے لیے غرق سے امان ہین اور میرے اہلبیتؑ اونکے واسطے اختلاف سے امان

ہین پس جس وقت کوئی قبیلہ عرب سے اونکی مخالفت کریگا تو وہ باہم مختلف ہونگے اور

گروہ شیطان ہو جائینگے اور کئی طریق سے جنمین سے بعض بعض کو قوت دیتے ہین یہہ

مضمون آیا ہے کہ میرے اہلبیت کی مثل کشتی نوح کی سی ہی مثل ہے کہ جو اوسمین سوار ہوا

نجات پائی اور مسلم کی روایت مین ہے اور جو اوس سے باز رہا وہ غرق ہوا اور ایک

روایت مین ہے کہ ہلاک ہوا بعض نے کہا ہے کہ احتمال کیا جاتا ہے کہ اہلبیتؑ سے جو امان ہین وہ

مراد ہون جو اونمین عالم ہین اسلیے کہ ستارون کی طرح انھین سے راہ راست ملتی ہے

اور ہدایت ہوتی ہے اور وہی ایسے ہین کہ جب مفقود ہونگے تو اہل زمین سے جن امور کا وعدہ

ہے اونپر نمود ہونگے مولف کہتا ہے کہ مراد علمائے اہلبیت سے دوازدہ امام علیہم السلام ہین

[illegible]

پھر کہا ہے کہ جو احتمال میرے نزدیک زیادہ ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ تمام اہل بیت
رسول آخر الزمان امان ہین اسلیے کہ جب حق تعالے نے ساری دنیا کو حضرت رسولخدا کے
سبب سے پیدا کیا تو اوسکی ہمیشگی حضرت رسول مختار اور اہل بیت اطہار کی ہمیشگی سے وابستہ
کی اسواسطے کہ اہلبیت طاہرین بہت صفتون مین کہ بعضی رازی سے منقول ہوئین جناب
سید المرسلین کے مساوی ہین اور اسلیے کہ حضرت رسول خدا نے اونکے حق مین فرمایا ہے کہ
تحقیق اہلبیت مجھسے ہین اور مین اون سے ہون اور اسواسطے کہ اہلبیت وساطت سے اپنی
والدہ ماجدہ فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کے جو رسول خدا کے پارہ جگر ہین جناب پیغمبر کے لخت جگر
ہین تو امان ہونے مین حضرت رسول خدا کے قائم مقام ہوے چودھوین آیت وانی لغفار
لمن تاب وآمن وعمل صالحا ثم اہتدی حق تعالے نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا
اور نیک کام کیے پھر ہدایت پائی مین بیشک وبے شبہہ اوسکی بہت بخشش کرنے والا ہون۔
صاحب صواعق لکھتے ہین۔ قال ثابت البنانی اہتدی الی ولایۃ اہلبیتہ صلے اللہ علیہ وسلم
وجاء ذلک عن ابی جعفر الباقر ایضاً یعنے ثابت نے کہا ہے کہ طرف ولایت اہلبیت رسول مختار
کے ہدایت پائی اور یہ تفسیر امام محمد باقر سے بھی منقول ہے۔ پندرھوین آیت فمن حاجک فیہ
من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم
ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین صاحب صواعق لکھتے ہین قال صاحب الکشاف لا دلیل اقوی
من ہذا علی فضل اصحاب الکساء وہم علی وفاطمہ والحسنان لانہا لما نزلت دعاہم صلی اللہ علیہ
وسلم فاحتضن الحسین واخذ بید الحسن ومشت فاطمہ خلفہ وعلی خلفہا فعلم انہم المراد من الآیۃ
وان اولاد فاطمہ وذریتہم یسمون ابناءہ وینسبون الیہ نسبۃ صحیحۃ نافعۃ فی الدنیا وفی الآخرۃ

یعنے صاحب کشاف نے کہاہے کہ اہل کساء کی فضیلت پر اس سے زیادہ قوی کوئی دلیل نہین

اور اہل کسا حضرت علی اور فاطمہ اور حسنین علیہم السلام ہین اسلیے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

حضرت رسول خدا نے آنحضرات کو بلایا تو امام حسین کو گود مین لیا اور امام حسن کا ہاتھ پکڑا

اور حضرت فاطمہ جناب رسول خدا کے پیچھے چلین اور جناب امیر اونکے پیچھے چلے پس معلوم ہوا

کہ اس آیت سے یہی حضرات مراد ہین اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت فاطمہ کی اولاد اور اون کی

اولاد کی ذریت جناب رسول خدا کے بیٹے کہے جاتے ہین اور حضرت کی طرف اونکی نسبت

صحیح ہے جو دنیا اور آخرت مین مفید ہے مولف کہتاہے کہ یہ حضرات اس خاص ترتیب سے جو

ترتیب آیت کے مطابق ہے ہمراہ رسول متصوبل ہوئی تو یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ حضرت علی حسب ارشاد

حق تعالے مصداق انفسنا اور نفس رسول ہوے اور ایک روایت جو صاحب صواعق نے چند

سطر کے بعد نقل کی ہے اسی امر کی تصریح کرتی ہے وہ یہ ہے واخرج الدار قطنی ان علیا

یوم الشوری احتج علے اہلہا فقال لہم انشدکم باللہ ہل فیکم احد اقرب الے رسول اللہ

فی الرحم منی ومن جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ وابناءہ ابناءہ ونساءہ نساءہ غیری

قالوا اللہم لا الحدیث یعنے دار قطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے روز شورے اہل شورے پر

حجت قائم کی تو اون سے فرمایا کہ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون کہ آیا تم مین کوئی ہے جو

رسول خدا سے رشتہ مین مجھسے زیادہ قریب ہو اور میرے سوا تم مین کوئی ہے کہ رسول خدا نے

جسکو اپنا نفس قرار دیا ہو اور اوسکے بیٹون کو اپنے بیٹے اور اوسکی عورتون کو اپنی عورات

ٹھہرایا ہو اہل شوری نے کہا بار الہا نہین سولھوین آیت ان الذین آمنو وعملو الصالحات اولئک

ہم خیر البریۃ یعنے جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے بے شبہ وہی بہترین

خلق ہین صاحب صواعق لکھتے ہین اخرج الحافظ جمال الدین الزرندی عن ابن عباس رض

ان ہذہ الآیہ لما نزلت قال صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ہم انت وشیعتک الحدیث - یعنے ابن
عباس سے منقول ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا نے جناب امیر سے فرمایا
کہ جن لوگون کا اس آیت مین ذکر ہے وہ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہین - سترھوین آیت
قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا
یعنے حق تعالے فرماتا ہے کہ اے رسول کہہ کہ مین تبلیغ رسالت پر کوئی اجر سوائے محبت
اپنے اقربا کے تمسے طلب نہین کرتا اور جو شخص نیکی حاصل کرے گا ہم اوسے اوسمین زیادہ خوبی
عطا کرینگے - صاحب صواعق کہتے ہین اخرج احمد والطبرانی وابن ابی حاتم والحاکم
عن ابن عباس ان ہذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یا رسول اللہ من قرابتک ہولاء الذین وجبت
علینا مودتہم قال علی وفاطمۃ وابناہما واخرج احمد عن ابن عباس فی ومن یقترف
حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا قال المودۃ لآل محمد یعنے جب یہ آیت نازل ہوئی صحابہ نے عرض کیا
ای رسول خدا آپ کے وہ اقربا کہ جنکی محبت ہمپر واجب ہے کون ہین حضرت نے جواب مین
فرمایا کہ علی وفاطمہ اور اونکے دونو بیٹے اور منقول ہے کہ نیکی حاصل کرنے سے مراد آل نبی
کی محبت ہے - یہ دلیلین جو قرآن مجید سے مقتبس ہین سمجھنے والون کو بس ہین اور جو بلہوا
ورا نفس ہین وہ ہر طرح اپنی جہالت وضلالت سے بے بس ہین - احادیث اہلسنت
پہلی حدیث قال انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی احدہما اعظم من الاخر
کتاب اللہ عزوجل حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی اہلبیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض
فانظروا کیف تخلفونی فیہما یعنے حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ مین تم مین دو چیزین چھوڑتا
ہون کہ اگر اون سے تمسک کروگے ہرگز ہرگز میرے بعد گمراہ نہوگے ایک دوسری سے
بڑی ہے پہلی کتاب خدائے عزوجل ایک ریسمان ہے جو آسمان سے زمین تک دراز ہے

دوسرے میری عترتؑ اور اہلبیتؑ اور یہ دونوں ہرگز جدا نہونگے یہانتک کہ میرے پاس حوض پر وارد ہونگے تو تم دیکھو کہ کس طرح میرے بعد انکے ساتھ پیش آتے ہو اور سلوک کرتے ہو۔ دوسری حدیث اخرج احمد انہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسنینؑ وقال من احبنی واحب ہذین واباہما وامہما کان معی فی درجتی یوم القیامۃ۔ یعنے حضرت رسولؐ خدا نے حسنینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ جو شخص دوست رکھے مجھکو اور ان دونوں کو اور انکے والدین کو تو وہ روز قیامت میرے ساتھ میرے درجے مین ہوگا تیسری حدیث انا واہلبیتی شجرۃ فے الجنۃ واغصانہا فی الدنیا فمن شاء اتخذ الی ربہ سبیلا۔ یعنے حضرت رسول خدا نے ارشاد کیا کہ مین اور میرے اہلبیتؑ بہشت مین ایک درخت ہین اور دنیا مین اوسکی شاخین ہین تو جو شخص چاہے اپنے پروردگار کی طرف راہ لے چوتھی حدیث اخرج الطبرانی بسند حسن عن ام سلمۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ۔ یعنے حضرت رسولخدا نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ سے محبت کرے گا بیشک وہ مجھسے محبت کرے گا اور جو مجھسے محبت کرے گا بے شبہہ وہ خدا سے محبت کرے گا اور جو شخص علیؑ کا دشمن ہوگا بے شبہہ وہ میرا دشمن ہوگا اور جو میرا دشمن ہوگا بیشک وہ خدا کا دشمن ہوگا اس حدیث سے ظاہر ہے کہ رسول خدا کی محبت و عداوت بعینہٖ خدا کی محبت و عداوت ہے پانچوین حدیث اخرج ابویعلی والبزاز عن سعد بن ابی وقاص قال قال رسول اللہ من اذی علیا فقد آذانی یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص علیؑ کو ایذا پہونچائے گا وہ مجھکو ایذا پہونچائیگا چھٹی حدیث من سب علیا فقد سبنی یعنے رسول خدا فرماتے تھے کہ جسنے علیؑ کو برا کہا اوسنے مجھکو برا کہا ساتوین حدیث قال رسول اللہ

من شجرة شتے وانا وعلی من شجرة واحدة یعنے حضرت نے فرمایا کہ تمام آدمی مختلف

درختون سے ہین اور مین اور علیؑ ایک درخت سے ہین آٹھوین حدیث قال ما

تریدون من علی ماتریدون من علی ماتریدون من علی ان علیا منی وانا منہ وھو ولی

کل مومن بعدی۔ یعنے حضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ کی نسبت تمھارا کیا ارادہ ہے علیؑ سے

تم کیا چاہتے ہو علیؑ کے باب مین تمھارا کیا قصد ہے تحقیق علیؑ مجھسے ہین اور مین اون سے

ہون اور وہ بعد میرے ہر مومن کے ولی ہین نوین حدیث ان النبی صلعم قال

خیر اخوتی علی وخیر اعمامی حمزة وذکر علی عبادة یعنے جناب رسالتمآب نے ارشاد کیا

کہ میرے بھائیون مین سب سے بہتر علیؑ ہین اور چچون مین سب سے بہتر حمزہ ہین اور علیؑ کا

ذکر عبادت ہے مولف کہتا ہے کہ اس حدیث سے حضرت رسول خداؐ کے ذکر کا عبادت ہونا

بدرجہ اولی ثابت ہوتا ہے دسوین حدیث اخرج احمد فے المناقب انہ قال لعلی

اما ترضی انک معی فے الجنة والحسن والحسین وذریتنا خلف ظھورنا وازواجنا خلف

ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔ یعنے حضرت رسول خداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا تم راضی

نہین ہو اس سے کہ تم میرے ساتھ ہو بہشت مین اور حسنؑ و حسینؑ اور ہماری ذریت

ہمارے پیچھے ہو اور ہمارے ازواج ہماری ذریت کے پیچھے اور ہمارے شیعہ داہنے

بائین ہون گیارھوین حدیث اخرج ابن عبد البر کان ابو بکر یکثر النظر الی وجہ

علی فسالتہ عایشہ فقال سمعت رسول اللہ صلعم یقول النظر الی وجہ علی عبادة یعنے ابو بکر

حضرت علیؑ کے چہرہ انور کو بہت دیکھا کرتے تھے تو عایشہ نے اسکا سبب پوچھا تب

ابو بکر نے کہا کہ مینے رسول خداؐ سے سُنا ہے کہ علیؑ کی صورت کا دیکھنا عبادت ہے۔

بارھوین حدیث لما حاء ابو بکر وعلی لزیارة قبرہ بعد وفاتہ بستة ایام

قال علی تقدم یا خلیفة رسول اللہ فقال ابوبکر ما کنت لا تقدم رجلا سمعت رسول اللہ
یقول فیہ علی منی کمنزلتی من ربی آخرجہ ابن السمان - یعنے جب ابوبکر اور علی رسول خداؐ
کی وفات سے چھہ دن بعد قبر شریف کی زیارت کو آئے تو حضرت علیؑ نے ابوبکر سے
کہا اے خلیفۂ رسولؐ آگے بڑھو تب ابوبکر نے کہا کہ مین ایسا نہین کہ اوس شخص سے
آگے بڑھون جسکے حق مین مینے رسول خداؐ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے علیؑ کو مجھسے وہ درجہ ہے
جو مجھکو میرے پروردگار سے درجہ ہے **تیرھوین حدیث** انہ صلعم قال والذی نفسی
بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا ادخلہ اللہ النار یعنے رسول خداؐ نے فرمایا کہ قسم ہے اوسکی
کہ میرا نفس جسکے قبضۂ قدرت مین ہے کہ ہم اہلبیتؑ سے کوئی بغض نرکھے گا مگر یہ کہ خدا اوسکو
دوزخ مین داخل کرے گا **چودھوین حدیث** عن جابر ما کنا نعرف المنافقین الا
ببغضہم علیا یعنے جابر سے منقول ہے کہ ہم منافقون کو نہ پہچانتے تھے مگر علیؑ کی دشمنی سے
پندرھوین حدیث اخرج احمد والترمذی والحاکم عن ابن الزبیر ان النبی قال انما
فاطمة بضعة منی یؤذینی ما آذاہا وینصبنی ما انصبہا - یعنے رسول خداؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میری
پارہ جگر ہے جو چیز اوسکو ایذا پہونچائے وہ مجھکو ایذا پہونچاتی ہے اور تعب مین ڈالتی ہے
مجھکو جو چیز اوسکو تعب مین ڈالے **سولھوین حدیث** اخرج احمد والحاکم عن المسور ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال فاطمة بضعة منی یغضبنی ما یغضبہا ویبسطنی ما یبسطہا وان الانساب تنقطع یوم القیامة غیر نسبی
وسببی وصہری - یعنے رسول خداؐ نے فرمایا کہ فاطمہ میری پارہ جگر ہے غضب مین لاتی ہے مجھکو
وہ چیز جو اوسکو غضب مین لاتی ہے اور خوش کرتی ہے مجھکو جو چیز اوسکو خوش کرتی ہے
اور بے شبہہ روز قیامت تمام نسب منقطع ہونگے مگر میرا نسب اور سبب اور صہر کہ باقی رہیگا
سترھوین حدیث اخرج احمد وابن الماجہ والحاکم عن ابی ہریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم

دوست رکھے گا تو وہ بیشک مجھکو دوست رکھے گا اور جو ان دونوں سے دشمنی و بغض رکھے گا

تو تحقیق وہ مجھسے بغض و دشمنی رکھے گا **اٹھارھوین حدیث** اخرج البخاری فی الادب

المفرد والترمذی وابن ماجہ عن یعلی بن مرۃ ان النبیؐ قال حسینؑ منی وانا من الحسین احب اللہ

من احب حسینا۔ یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ حسینؑ مجھسے ہے اور مین حسینؑ سے ہون دوست

رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اوس شخص کو جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے اور یہ معنی بھی ہو سکتے ہین

کہ دوست رکھا خدا کو جسنے کہ حسینؑ کو دوست رکھا یعنے حسین کی محبت خدا کی محبت ہے

بلکہ مترجم صواعق نے یہی معنے لکھے ہین چنانچہ ترجمہ مین کہا ہے۔ خداے را دوست داشتہ است

ہر کس کہ حسین را دوست داشت **انیسوین حدیث** اخرج الدیلمی عن ابی سعید ان

رسول اللہؐ قال اشتد غضب اللہ علی من آذانی فی عترتی ۔ یعنے حضرت رسولؐ خدا نے فرمایا

کہ غضب خدا کا سخت ہے اوس شخص پر جو مجھکو میری عترت کے معاملے مین ایذا پھونچاے

بیسوین حدیث من ابغض احداً من اہلبیتی حرم شفاعتی یعنے جو شخص کسی ایک کو

میرے اہلبیتؑ سے دشمن رکھے گا وہ میری شفاعت سے محروم ہوگا **اکیسوین حدیث**

لایبغضنا الا منافق شقی ۔ یعنے ہم اہلبیتؑ سے بغض نہین رکھتا مگر منافق شقی **بائیسوین**

حدیث من مات علی البغض آل محمد جاء یوم القیامۃ مکتوب بین عینہ آئس من رحمۃ اللہ یعنے

جو شخص آل محمدؐ کی دشمنی پر مرے گا روز قیامت آئے گا کہ اوسکی دونو آنکھون کے درمیان یہ

لکھا ہوگا کہ رحمتِ خدا سے نا امید ہے **تیئسوین حدیث** وصح انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا بنی

عبد المطلب الی ان قال فلو ان رجلا صفن ای من الصفن وہو صف القدمین بین الرکن و المقام

فصلی وصام ثم لقی اللہ وہو مبغض اہلبیت محمدؐ دخل النار۔ یعنے صحیح روایت ہے کہ جناب

رسالت مآب سے ایک حدیث مین فرمایا جو شخص درمیان رکن و مقام کے ٹھہرا ہو اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے پھر خدا کو سامنے جاوے اوس حال مین کہ اہلبیت محمدؐ سے بغض رکھتا ہو تو وہ دوزخ مین داخل ہوگا چوبیسوین حدیث وورد من سب اہلبیتی فانما یرتد عن اللہ والاسلام ومن آذانی فی عترتی فعلیہ لعنت اللہ ومن آذانی فی عترتی فقد آذی اللہ ان اللہ حرم الجنۃ علی من ظلم اہلبیتی او قاتلہم او اعان علیہم او سبہم۔ یعنے حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جو شخص میرے اہلبیت کو برا کہے گا سوا اسکے نہین کہ وہ خدا سے اور اسلام سے منہ پھر جاویگا اور جو میری عترت کے بارہ مین مجکو ایذا پہونچائے تو اوسپر لعنت خدا ہے اور جو شخص میری عترت کے معاملے مین مجھے ایذا دے گا تحقیق وہ خدا کو ایذا دے گا اور جو کوئی میری عترت پر ظلم کرے یا اون سے لڑے یا اونکی ضرر رسانی مین اعانت کرے یا اونکو برا کہے بے شک حق تعالے اوسپر بہشت کو حرام کیا ہے پچیسوین حدیث خمسۃ او ستۃ لعنتہم وکل نبی مجاب الزائد فی کتاب اللہ والمکذب بقدر اللہ والمستحل محارم اللہ والمستحل من عترتی ما حرم اللہ والتارک للسنۃ یعنے پانچ ہین یا چھہ ہین جنپر مینے لعنت کی ہے اور ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے خدا کی کتاب مین زیادتی کرنے والا تقدیر الٰہی کی تکذیب کرنے والا خدا کی حرام کی ہوئی چیزون کو حلال سمجھنے والا اور جو چیز میری عترت سے خدا نے حرام کی ہے اوسکا حلال قرار دینے والا اور سنت کا ترک کرنے والا چھبیسوین حدیث واخرج الدارقطنی والبیہقی حدیث من صلی صلوٰۃ ولم یصل فیہا علی وعلی اہلبیتی لم تقبل منہ وکان ہٰذا الحدیث ہو مستند قول الشافعی رضی اللہ عنہ ان الصلوٰۃ علی الآل من واجبات الصلوٰۃ کالصلوٰۃ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم یعنے حضرت رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کوئی نماز پڑھے اور مجھپر اور میری آل پر اوسمین درود نہ بھیجے اوسکی وہ نماز قبول نہو گی اور

کہ یہی حدیث قول شافعی کی سند ہے کہ جس حضرت رسول خدا پر درود بھیجنا واجبات
نماز سے ہے اسیطرح حضرت کے آل اطہار پر بھی درود بھیجنا نماز مین واجب ہے **ستائیسوین**
حدیث وفی روایۃ ان اللہ قد غفر لشیعتک ولشیعۃ شیعتک یعنے حضرت رسول خدا نے
جناب امیر سے فرمایا کہ خدا نے تیرے شیعون کو اور تیرے شیعون کے دوستون کو بخشدیا
بخشدیا **اٹھائیسوین حدیث** اخرج الطبرانی فی الاوسط عن ام سلمۃ قالت سمعت
رسول اللہ یقول علیؑ مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتے یردا علی الحوض یعنے
حضرت ام سلمہ سے منقول ہے کہ وہ کہتی ہین مینے حضرت رسول خدا سے سنا کہ فرماتے تھے کہ علی
قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور دو نو جدا ہونگے جبتک کہ میرے پاس
حوض پر وارد ہون **انتیسوین حدیث** اخرج الطبرانی عن ابن مسعود ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ان اللہ تبارک وتعالی امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی یعنے ابن مسعود سے
منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ حق تعالے نے مجھکو حکم دیا کہ فاطمہؑ کا نکاح علیؑ کے
ساتھ کرون **تیسوین حدیث** وجاء عن الحسین کرم اللہ وجہہ من اطاع اللہ من
ولدی واتبع کتاب اللہ وجبت طاعتہ یعنے حضرت امام حسینؑ سے منقول ہے کہ جو شخص میری
اولاد مین خدا کے فرمانبرداری اور کتاب خدا کا اتباع کرے اوسکی اطاعت واجب ہوگی۔
اکتیسوین حدیث واورد المحب الطبری انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ جعل اجری
علیکم المودۃ فی اہلبیتی وانی سائلکم غدًا عنہم یعنے حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ حق تعالے نے میرا
اجر تمپر میرے اہلبیت کی دوستی کو قرار دیا ہے اور مین روز قیامت اونکی نسبت تم سے
سوال کرونگا **بتیسوین حدیث** فی کل خلف من امتی عدول من اہلبیتی ینفون عن ہذا الدین
تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاہلین۔ یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ ہر پچھلے

طبقہ مین میری امت کی میرے اہلبیت سے عادل ہونگی جو حد سے بڑھنے والون کی تحریف اور
باطل کرنے والون کی تبدیل اور جاہلون کی تاویل کو اس دین سے نفی کرینگے **تینتیسوین**
حدیث قال اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِینَ آمنوا وعملوا الصالحات سیجعل لہم الرحمن ودا اخرج الحافظ
السلفی عن محمد بن الحنفیۃ انہ قال فی تفسیر ہذہ الآیۃ لایبقی مومن الا وفی قلبہ ود لعلی واہلبیتہ
یعنے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ بیشبہہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے خدا وند رحمن اونکے لیے
دوستی قرار دیگا محمد بن حنفیہ سے اس آیت کی تفسیر مین منقول ہے کہ کوئی مومن باقی نرہیگا
مگر یہ کہ اوسکے دل مین حضرت علی اور اونکے اہلبیت کے دوستی ہوگی **چونتیسوین حدیث**
واخرج الدارقطنی عن الشعبی قال بینما ابوبکر جالس اذ طلع علی فلما رآہ قال من سرہ ان ینظر الی
اعظم الناس منزلۃ واقربہم قرابۃ وافضلہم حالۃ واعظمہم حقا عند رسول اللہ صلعم فلینظر
الی ہذا الطالع یعنے منقول ہے کہ اس اثنا مین کہ ابوبکر صاحب بیٹھے تھے یکایک جناب حیدر کرار
دور سے نمودار ہوے جب ابوبکر صاحب نے حضرت امیر کو دیکھا کہنے لگے جو شخص مسرور ہو اس
سے کہ دیکھے اوس شخص کو جو رسول خدا کے نزدیک سب آدمیون سے قدر ومنزلت مین بزرگتر
ہے اور قرابت مین زیادہ قریب ہے اور حالت مین افضل ہے اور حق مین اعظم ہے
تو چاہیے کہ اس آنے والے کی طرف نظر کرے **پینتیسوین حدیث** قال احمد ماجاء
لاحد من الفضائل ماجاء لعلی۔ یعنے اہل سنت کے امام احمد نے کہا ہے کہ جو فضائل علی کے
واسطے آئے ہین وہ کسی کے لیے نہین آئے **چھتیسوین حدیث** اخرج ابونعیم وابن
عساکر عن ابی لیلی ان رسول اللہ قال الصدیقون ثلثۃ حبیب النجار مومن آل یٰسین قال
یا قوم اتبعوا المرسلین ۵ وخرقیل مومن آل فرعون الذی قال اتقتلون رجلا ان یقول ربی
اللہ وعلی بن ابی طالب وہو افضلہم۔ یعنے حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ صدیق تین ہین

حبیب بخار مومن آل یاسین جسنے کہا اے میری قوم پیمبرون کا اتباع کرو اور حزقیل

مومن آل فرعون جسنے کہا آیا قتل کرتے ہو تم ایک مرد کو اسپر کہ کہتا ہے میرا پروردگار

خدا ہے اور علی ابن ابیطالب اور وہ اون سے افضل ہین **سینتیسوین حدیث**

واخرج الدارقطنی ان علیا قال للستہ اللذین جعل عمر الامر شورے بینہم کلاما طویلا من جملتہ انشدکم

باللہ ہل فیکم احد قال لہ رسول اللہ یا علی انت قسیم الجنتہ والنار یوم القیامتہ قالوا اللہم لا و

معناہ ما رواہ عنترۃ عن علی الرضا انہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لہ انت قسیم الجنتہ والنار فیوم

القیمہ تقول النار ہذا لی وہذا لک یعنے دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت علیؑ نے اون

چھہ شخصون سے جنہین عمر صاحب نے امر خلافت کو شورلے قرار دیا تھا فرمایا آیا تم مین

میرے سوا کوئی ہے جسکو رسولؐ نے فرمایا ہو یا علی انت قسیم الجنتہ والنار یوم القیمہ انھون

نے کہا بار خدایا نہین اور اس حدیث کے معنے وہ ہین جو عنترہ نے حضرت امام علی رضا سے

روایت کی ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے جناب امیر سے خطاب فرمایا کہ تو بہشت و دوزخ کا

تقسیم کرنے والا ہے تو روز قیامت آتش جہنم کہیگی کہ یہ میرے لیے اور یہ تیرے لیے۔

اڑتیسوین حدیث وروے ابن السماک ان ابا بکر قال لہ رضی اللہ عنہما سمعت

رسول اللہ یقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علے الجواز یعنے منقول ہے کہ ابو بکر نے

جناب امیر سے کہا کہ مین نے حضرت رسول خداؐ سے سُنا ہے کہ فرماتے تھے صراط سے کوئی نہ

گذرے گا مگر وہ کہ جسے علیؑ نے گذرنے کو لکھدیا ہو گا **انتالیسوین حدیث**۔

جذب القلوب مین شیخ عبد الحق محدث نے ذکر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا

من زار واحدا من الائمتہ کمن زار رسول اللہ صلعم یعنے جو شخص کسی ایک۔ امامون مین سے

زیارت کرے وہ مثل اوس شخص کے ہے کہ رسول خداؐ کی زیارت سے مشرف ہو **چالیسوین**

حدیث ازالۃ الخفا مین مرقوم ہے کہ جناب رسالت مآب نے حضرت علی سے فرمایا اما ترضی
ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی یعنے آیا تم راضی نہین ہو
اسپر کہ تمکو میرے ساتھ وہ مرتبہ ہو جو موسی کو ہارون سے تھا مگر یہ کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہین
اور یہ روایت غزوہ تبوک کے ذکر مین پہلے بیان ہوگئی ہے اکتالیسوین حدیث
اوسی کتاب مین ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے جناب امیر المومنین علی مرتضے سے ارشاد کیا
من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصا اللہ ومن اطاعک فقد اطاعنی ومن عصاک فقد عصانی
یعنے جو شخص میری اطاعت کرے گا وہ بیشک خدا کی اطاعت کرے گا اور جو کوئی میری نافرمانی
کرے گا بے شبہہ وہ خدا کی نافرمانی کرے گا اور جو شخص تیری اطاعت کرے گا تحقیق وہ میری
اطاعت کریگا اور جو تیری نافرمانی کرے گا وہ البتہ میری نافرمانی کرے گا - اس حدیث سے
بخوبی ثابت ہے کہ رسول خدا کی اطاعت و نافرمانی مین اطاعت و معصیت ربانی ہے اور
علیؑ کی نافرمانی اور فرمانبرداری بعینہ نافرمانی و اطاعت رسولؐ ایزد باری ہے بیالیسوین
حدیث ایھا الناس لا تشکو علیا انہ لاخیشن فی ذات اللہ او فی سبیل اللہ
یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ اے لوگو علی کی شکایت نہ کرو کہ وہ ذات خدا مین یا راہ خدا
مین سخت تر ہین تینتالیسوین حدیث حب علی ایۃ الایمان و بغض علی ایۃ النفاق
یعنے پیغمبر خداؐ نے فرمایا کہ علیؑ کی دوستی ایمان کی علامت ہے اور علیؑ کی دشمنی نفاق کی نشانی
ہے چوالیسوین حدیث انا من علی و علی منی اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ
یعنے رسول خداؐ نے فرمایا کہ مین علیؑ سے ہون اور علیؑ مجھ سے ہے بار خدایا جو علی کو دوست رکھے
تو اوسکو دوست رکھ اور جو اوس سے دشمنی رکھے اوسکو دشمن رکھ - ازالۃ الخفا مین اس
حدیث کو متواترات سے شمار کیا ہے پینتالیسوین حدیث قال ابن عباس ثم بعث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلانا بسورۃ التوبۃ فبعث علیا خلفہ فاخذھا

منہ وقال لا یذھب لا رجل ھو منی وانا منہ یعنے ابن عباس نے کہا کہ پھر رسولخدا

نے ابوبکر کو سورہ توبہ دے کر مکہ معظمہ کی طرف بھیجا پھر اوسکے پیچھے حضرت علیؑ کو روانہ فرمایا کہ

اونھون نے وہ سورت ابوبکر سے لے لے اور رسول خداؐ نے کہا کہ اس سورت کو نہ لیجاے گا

مگر وہ مرد کہ جو مجھسے ہے اور مین اوس سے ہون چھالیسوین حدیث نقال لعلی انت ولیی

فی الدنیا والآخرۃ ازالۃ الخفا مین دو جگہہ ابن عباس سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے

علیؑ سے فرمایا کہ تم دنیا و آخرت مین میرے ولی ہو سینتالیسوین حدیث

قال ابن عباس قال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت ولی کل مومن من بعدی ومومنۃ

یعنے ابن عباس نے کہا ہے کہ رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے خطاب کیا کہ تم میرے بعد ہر مومن اور

مومنہ کے ولی ہو اڑتالیسوین حدیث عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ ادعوا

لی سید العرب فقلت یا رسول اللہ الست سید العرب قال انا سید ولد آدم وعلی سید العرب

یعنے عائشہ سے منقول ہے کہ رسولخداؐ نے فرمایا کہ میرے پاس عرب کے سردار کو بلاؤ مینے عرض

کیا کیا آپ عرب کے سردار نہین ہین حضرتؐ نے ارشاد کیا کہ مین تمام اولاد آدم کا سردار ہون

اور علیؑ عرب کے سردار ہین انچاسوین حدیث عن ابن عباس رضی اللہ عنہما

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا فمن اراد المدینۃ فلیات الباب یعنے ابن عباس سے منقول ہے کہ

اوسنے کہا کہ جناب رسولخداؐ نے فرمایا مین علم کا شہر ہون اور علی اوس شہر کا دروازہ ہین تو

جو شخص شہر کا ارادہ کرے اوسکو چاہیے کہ دروازے سے آئے پچاسوین حدیث

عن زید بن ارقم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یرید ان یحیی حیوتی

ویموت مماتی ویسکن الجنۃ الخلد التی وعدنی ربی فلیتول علی بن

ابی طالب فانہ لن یخرجکم من ھدی ولن یدخلکم فی ضلال

زید بن ارقم سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ اوسکی موت و حیات میری طرح

ہو تو اوسکو چاہیے کہ علی ابن ابیطالب کی دوستی اور پیروی اختیار کرے اسلیے کہ وہ تمکو ہرگز

ہدایت سے خارج اور ضلالت مین داخل نہ کرینگے - **اکانوین حدیث** فقال رسول اللہ

یا فاطمہ اما ترضین ان اللہ عزوجل اطلع علی اھل الارض فاختار رجلین احدھما ابوک والاخر بعلک

یعنے حضرت رسولخدا نے فرمایا اے فاطمہ کیا تو خوش نہین اس امر سے کہ خداے عزوجل نے اہل زمین

پر مطلع ہوکر دو شخصون کو انتخاب کیا اون دونون مین ایک تیرا باپ ہے دوسرا تیرا شوہر ہے

باونوین حدیث قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی الی فی علی ثلث انہ سید المومنین

وامام المتقین وقائد الغر المحجلین یعنے راوی کہتا ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ علی کے باب مین مجکو

تین وحی آئے ہین کہ وہ بیشک مومنون کا سردار ہے اور پرہیزگارون کا پیشوا ہے اور اون

لوگون کا جنکے چہرے روشن اور ہاتھ پاؤن نورانی ہین مشیر وہے **ترنوین حدیث**

عن علی فی قولہ تعالی انما انت منذر ولکل قوم ھاد قال علی رسول اللہ المنذر وانا الھادی

یعنے حضرت علی سے آیہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد کی تفسیر مین منقول ہے کہ آپ نے

فرمایا کہ رسول خدا منذر ہین (ڈرانے والے) اور مین ہادی ہون **چونوین حدیث**

فاکب علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وجعل یشاورہ ویناجیہ ثم قبض رسول اللہ من یومہ ذلک

فکان علی اقرب الناس عہدا یعنے جناب رسول خدا وقت وفات حضرت علی پر جھک گئے اور ان سے

مشورہ کرنے لگے اور راز کہنے لگے پھر اوسی دن حضرت نے انتقال کیا تو اس وجہ سے علی سب

آدمیون سے عہد مین قریب تر ہوئے **پچپنوین حدیث** اخرج الحاکم عن ابی ذر قال

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا علی من فارقنی فقد فارق اللہ ومن فارقک یا علی فقد فارقنی

یعنے ابوذر سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا اے علی جو تجھسے جدا ہوگا تو وہ بیشک خدا سے جدا ہوگا

اور جو شخص تجھسے جدا ہوگا تو بے شبہہ وہ مجھسے جدا ہوگا چھپنوین حدیث اخرج الحاکم

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ علیا اللھم ادر الحق معہ حیث دار

یعنے حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ خدا تعالے علیؑ پر رحم کرے بار الٰہا حق

کو علیؑ کے ساتھہ پھرا جس طرف کو کہ وہ پھرین ستاونوین حدیث قال خطب الحسن

بن علی الناس حین قتل علی فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال لقد قبض فی ھذہ اللیلۃ

رجل لا یسبقہ الاولون بعمل ولا یدرکہ الاخرون وقد کان رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم یعطیہ رایۃ فیقاتل وجبرئیل عن یمینہ ومیکائیل عن یسارہ

فما یرجع حتی یفتح اللہ علیہ وما ترک علی الارض صفراء ولا بیضاء الا سبع

مائۃ درھم فضلت من عطایاہ اراد ان یبتاع بھا خادما لاھلہ ثم قال ایھا

الناس من عرفنی فقد عرفنی ومن لم یعرفنی فانا الحسن بن علیؑ وانا ابن النبیؐ

انا ابن الوصیؑ انا ابن البشیر وانا ابن النذیر وانا ابن الداعی الی اللہ باذنہ وانا ابن

السراج المنیر وانا من اھل الذی کان جبرئیل ینزل الینا ویصعد عن

عندنا وانا من اھل البیت الذی اذھب اللہ عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا

وانا من اھل البیت الذی افترض اللہ مودتھم علی کل مسلم فقال تبارک و

تعالی ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا فاقتراف الحسنۃ

مودتنا اھل البیت یعنے منقول ہے کہ جب حضرت علیؑ درجۂ شہادت پر فائز ہوئے تو جناب

امام حسنؑ نے لوگون کے سامنے ایک خطبہ پڑھا پہلے خدا تعالے کی حمد و ثنا ادا کی پھر فرمایا

کہ اس شب مین اوس شخص نے انتقال فرمایا ہے جس سے پہلے لوگ سبقت نہین رکھتے ہین اور

اوسکے درجے کو پہنچتے اور جناب رسول خدا ہمیشہ اپنا رایت ظفرآیت اوسکو عنایت
کرتے تھے تو وہ جہاد کرتا تھا اوس حال مین کہ جبرئیل اوسکے داہنی طرف اور میکائیل بائین
طرف ہوتے تھے وہ واپس نہ آتا تھا یہان تک کہ حق تعالے اوسکو فتح کرامت فرماتا تھا و
نہین چھوڑا اوسنے زمین پر زر و سیم کو مگر سات سو درم جو اوسکی بخششون سے بچ رہے تھے
اور ارادہ تھا کہ اپنی اہل کے لیے اون درمون سے ایک غلام خریدے اے لوگو جو مجھکو پہچانتا ہے
پہچانا ہی اور جو مجھے نہین جانتا تو مین حسن ہون علی کا بیٹا اور نبی کا بیٹا اور وصی کا بیٹا اور بشیر کا بیٹا اور نذیر کا بیٹا اور اوسکا
بیٹا جو خدا کے اذن سے خدا کی طرف دعوت کرتا تھا اور سراج منیر کا بیٹا اور مین اون اہلبیت سے ہون کہ جبرئیل ہماری طرف
نزول کرتے تھے اور ہمارے پاس صعود کرتے تھے اور مین اون اہلبیت سے ہون جن سے خدا تعالے نے پلیدی کو دور کیا اور انکو پاک کیا جسطرح
کہ پاک کرنے کا حق تھا اور مین اون اہلبیت سے ہون جنکی دوستی کو خدا نے ہر مسلمان پر فرض
کیا ہے اور قرآن مین فرمایا ہے ومن یقترف حسنة نزد لہ فیہا حسنا یعنے جو شخص نیکی حاصل کریگا
ہم اوسے اوسمین زیادہ خوبی عطا کرینگے سو نیکی کا حاصل کرنا ہم اہلبیت کی دوستی ہے۔

اٹھاونوین حدیث قد ثبت بوجوہ قال اقضانا علی یعنے رسول خدا نے ارشاد کیا
کہ تم مین قضا (جھگڑون کا فیصل کرنا) سے زیادہ واقف علی ہے اور یہ حدیث بہت طریقون سے
ثابت ہے چنانچہ مشہور ہے اور ازالة الخفا مین بھی مسطور ہے کہ عمر بن الخطاب نے چند قضیون مین
خطا کی پھر حضرت علی نے حق و صواب کی طرف رہنمائی کی اور عمر صاحب نے کہا لولا علی
لہلک عمر یعنے اگر حضرت علی نہوتے تو عمر ہلاک ہوتا **انسٹھوین حدیث** ازالة الخفا
مین ہے کہ جب اہل شام نے قرآن بلند کیے کہ ہمارے تمہارے درمیان یہی قرآن ہے تو حضرت امیر
نے فرمایا کہ یہ قرآن تو قرآن صامت (خاموش) ہے اور مین قرآن ناطق ہون چالیسوین
حدیث سے یہان تک تمام روایتین کتاب ازالة الخفا سے نقل ہوئین جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

[illegible] اور اس قسم کی حدیثین اور

بہت ہین جسکو شوق ہو ملاحظہ کرے **ساٹھوین حدیث** ملا متقی کے کنز العمال مین منقول

ہے ان وصیی وموضع سری وخیر من اترک بعدی وینجز عدتی ویقضی دینی علی

ابن ابی طالب طب ای رواہ الطبرانی فی معجم الکبیر یعنے رسول خدا نے فرمایا

کہ بیشک میرا وصی اور راز دار اور اون سب سے بہتر جنکو مین اپنے بعد چھوڑونگا اور وہ میرے

وعدہ کو وفا کرے گا اور میرے قرض کو ادا کرے گا علی ابن ابیطالب ہے **اکسٹھوین حدیث**

سید علی ہمدانی نے کتاب مودۃ القربے مین ابن عمر سے ایک حدیث نقل کی ہے جسمین حضرت

سلمان کا یہ قول مندرج ہے قال دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو فی غمرات الموت

فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل اوصیت قال یا سلمان اتدری من الاوصیاء قلت

اللہ ورسولہ اعلم قال ادم وصیہ شیث وکان افضل من ترکہ من ولدہ وکان وصی نوح سام وکان افضل

من ترکہ بعدہ وکان وصی موسی یوشع وکان افضل من ترکہ وکان وصی سلیمان

اصف بن برخیا وکان افضل من ترکہ وکان وصی عیسی شمعون بن

فرخیا وکان افضل من ترکہ بعدہ وانی اوصیت الی علی

وھو افضل من اترک بعدی یعنے سلمان کہتے ہین کہ مین رسولخدا کی خدمت

بابرکت مین حاضر ہوا اوس حال مین کہ وہ حضرت موت کی سختیون مین مبتلا تھے مین نے عرض کیا

کہ آیا آپ نے وصی مقرر فرمایا ارشاد کیا کیا تم جانتے ہو کہ وصی کون کون ہین مین نے عرض کیا

کہ خدا اور رسول خدا خوب جانتے ہین فرمایا کہ آدمؑ کے وصی تو شیث تھے اور وہ اونکی تمام اولاد

سے جو چھوڑی تھی افضل تھے اور نوحؑ کے وصی سامؑ تھے اور یہ اون سب سے جنھین نوح نے

چھوڑا تھا افضل تھے اور موسیٰ کے وصی یوشعؑ تھے اور وہ افضل تھے اون سے جو موسیٰؑ کے بعد

باقی رہے تھے اور سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا تھے اور وہ افضل تھے اون لوگون سے
جنکو چھوڑکر سلیمانؑ نے وفات پائی تھی اور عیسےٰ کے وصی شمعونؑ بن فرخیا تھے اور وہ افضل
تھے اون سے جنکو اپنے بعد چھوڑ گئے تھے اور تحقیق مین نے اپنا وصی علیؑ کو مقرر کیا ہے اور وہ
افضل ہین اون سے جنکو مین اپنے بعد چھوڑونگا **باسٹھوین حدیث** مناوی کے
کنوز الحقائق مین مسطور ہے علی خیر البشر من شك فیه فقد کفر یعنے رسولخدا نے
فرمایا کہ علی سب آدمیون سے بہتر ہین جو شخص اسمین شک کرے گا تو بیشک کافر ہوگا اور
اسی کتاب مین ہے علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر یعنے علی سب انسانون سے افضل
ہین تو جو انکار کرے گا بے شبہہ کافر ہوگا اور کتاب مودۃ القربےٰ مین مذکور ہے عن عطار
قال سالت النبی صلی اللہ علیہ وسلم عائشۃ عن علی قالت قال ذلك خیر البشر لا یشك
فیھا الا کافر یعنے عطا ناقل ہے کہ عائشہ نے رسولخدا سے علیؑ کی نسبت سوال کیا عائشہ خود
کہتی ہین کہ حضرت نے جواب مین فرمایا کہ وہ (علی) سب آدمیون سے بہتر ہین نشک نکریگا
اسمین مگر کافر اور اسی کتاب مین ہے عن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انت خیر البشر ما شك فیك الا کافر و عن حذیفۃ رضہ انه قال قال صلعم خیر البشر
علی من ابی فقد کفر یعنے حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ جناب رسالتمآب نے مجھے خطاب
کیا کہ تم سب آدمیون سے بہتر ہو تمھاری نسبت شک نکرے گا مگر کافر اور حذیفہ سے منقول ہی
کہ رسول خدا نے فرمایا کہ سب آدمیون سے بہتر علیؑ ہین جو شخص منکر ہوگا وہ بیشک کافر ہوگا
اور کنز العمال مین مرقوم ہے من لم یقل علی خیر الناس فقد کفر الخطیب عن ابن مسعود یعنے
جو شخص نکہے کہ علیؑ تمام آدمیون سے بہتر ہین اور اسکا قائل نہو وہ بیشک کافر ہے۔ یہ چھ
حدیثین جنکو ہمنے بوجہ اتحاد مضمون کے ایک شمار کیا ہے حضرت علیؑ کے تمام انسانون سے افضل

ہونے پر دلالت کرتے ہین چہ جا صرف امت سرور کائنات سے اور ان روایتون سے یہ
ظاہر ہے کہ حضرت علیؑ کی اس افضلیت کا منکر کافر ہے **ترپیسٹھوین حدیث** کتاب
مودۃ القربیٰ مین لکھا ہے عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل
رجال العالمین فی زمانی ھذا علی وافضل نساء العالمین والاخرین فاطمہ
یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ میرے اس زمانے مین تمام جہانون کے مردون سے افضل علیؑ ہین
اور تمام جہانون کے اور پچھلے لوگون کی عورتون مین افضل فاطمہؑ ہین **چونسٹھوین حدیث**
اوسی کتاب مین ہے عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اخی و وزیری و خلیفتی فی اھلی و خیر من
اترک بعدی یقضی دینی وینجز موعودی علی بن ابی طالب یعنی انس سے منقول ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میرا بھائی اور میرا وزیر
میرا خلیفہ میری اہل مین اور اون سب سے بہتر جنکو مین اپنے بعد چھوڑونگا جو میرا قرض ادا کریگا
اور میرے وعدے وفا کرے گا وہ علی بن ابی طالب ہے **پینسٹھوین حدیث**
اسی کتاب مین لکھا ہے عن ام ھانی بنت ابی طالب قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البریۃ
عند اللہ تعالی من نام فی قبرہ ولو یشک فی علی وذریتہ انھو خیر البریۃ
یعنے ام ہانی دختر ابو طالب سے منقول ہے کہ حضرت رسول خدا نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک خلق سے
افضل وہ ہے جو اپنی قبر مین سووے اور علیؑ اور اونکی اولاد طاہرین کے باب مین شک نکرے
کہ وہ بیشک بہترین خلق ہین **چھاسٹھوین حدیث** اوسی کتاب مین مذکور ہے عنہ
ای عن علی علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالی اشرف علی الدنیا
فاختارنی علی رجال العالمین ثم اطلع الثانیۃ فاختارک علی رجال
العالمین ثم اطلع الثالثۃ فاختار الائمۃ من ولدک علی رجال العالمین ثم اطلع الرابعۃ
فاختار فاطمۃ علی نساء العالمین یعنی حضرت علیؑ سے منقول ہے کہ جناب

رسول خدا نے ارشاد کیا کہ حق سبحانہ تعالی نے دنیا پر نگاہ کی تو مجھکو تمام جہانون کے مردون مین

انتخاب کیا پھر دوبارہ نظر کی تو تم کو تمام جہان کے مردون مین اختیار کیا پھر تیسری بار دیکھا

تو تمھاری اولاد مین سے جو امام ہین اونکو تمام جہان کے مردون مین پسند کیا پھر چوتھی بار

مین فاطمہ کو تمام جہان کی عورات سے منتخب فرمایا اور ابن عبد البر نے اپنی کتاب استیعاب

مین لکھا ہے روی عن سلمان و ابی ذر و المقداد و حذیفۃ و حباب و جابر و ابی سعید الخدری

و زید بن اسلم ان علی بن ابی طالب اول من اسلم و فضلہ ھؤلاء علی غیرہ

یعنے حضرت سلمان اور ابو ذر اور مقداد اور حذیفہ اور حباب اور جابر اور ابو سعید خدری

اور زید بن اسلم سے جو اصحاب کبار رسول مختار ہین روایت کیا گیا ہے کہ حضرت علی سب سے

پہلے اسلام لائے ہین اور ان سب اصحاب جناب رسالتمآب نے حضرت علی کو اونکی غیر

سے افضل جانا ہے بالجملہ یہ آتین اور حدیثین کہ اس مختصر رسالہ مین بطور مشتے نمونہ از خروارے

درج ہوئین اور حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب اور سائر اہلبیت طاہرین کی افضلیت

اور خلافت اور امامت پر نصوص ظاہرہ ہین انکے ملاحظے کے بعد کسی مسلمان کا کام نہین

کہ اونکی افضلیت اور خلافت اور امامت مین شک یا اوسکا انکار کرے اسکے علاوہ شاہ

عبد العزیز دہلوی نے رسالہ جوابات سوالات ستہ مین دوسرے جواب کے ذیل مین یہ فقرہ

لکھا ہے (علاوہ آنکہ عند المحققین خلافت حضرت مرتضے ثابت بنص ست) یعنے تحقیق کرنیوالون کے

نزدیک حضرت علی مرتضے کی خلافت نص سے ثابت ہے اور حضرات اہل سنت جو ان احادیث

مقبولہ فریقین کے مقابلے مین احادیث فضائل صحابہ کی عموماً اور مدائح شیوخ ثلثہ کی

خصوصاً پیش کرتے ہین سو اولاً وہ حدیثین ایسی ہین کہ صرف یہی حضرات اونکے راوی اور

ناقل ہین کتب شیعہ مین اونکا ذکر نہین ثانیاً اونمین سے بہت سی حدیثون کا یہ حال ہے

که اونکے الفاظ و معانی و مضامین خود اونکے موضوع ہونے کی شہادت دیتے ہین اور اکابر
محققین اور اعاظم منتقدین اہل سُنت نے براہ انصاف اونکی موضوعیت کا اعتراف کیا ہے
بطور نمونہ کے چند حدیثین یہان مذکور ہوتی ہین (۱) اصحابی کالنجوم بأیہم اقتدیتم
اهتدیتم یعنے میرے اصحاب مثل ستارون کے ہین جس کسی کی تم پیروی کروگے راہ پاؤگے
اس حدیث کو اہل سُنت کے امام احمد حنبل اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور بحر العلوم
مولوی عبد العلی اور ابن حزم اور بزار اور ابن حجر عسقلانی اور محب اللہ بہاری اور
ابو حیان اور ابن الجوزی اور بیہقی وغیرہم نے سُست اور ضعیف اور باطل کہا ہے
اور ایک جماعت نے ان اکابر عُلما سے توصاف صاف اسکو موضوع قرار دیا ہے جس
شخص کو ان علما کی کتب کی عبارتین دیکھنا منظور ہون کتاب مستطاب استقصاء الافحام
ملاحظہ کرے (۲) قال رسول الله لیلة اسری بی رایت علی العرش مکتوبا لا اله الا الله محمد
رسول الله ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین یقتل مظلوما
یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ جس شب مجھے معراج ہوئی تو مین نے عرش پر لکھا دیکھا
لا اله الا الله محمد رسول الله ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین یقتل مظلوما
یعنے خدا کے سوا کوئی معبود بحق نہین محمد رسول خدا ہین ابو بکر صدیق ہے عمر فاروق ہے
عثمان ذی النورین ہے جو مظلوم مارا جائے گا۔ اس حدیث کو محدث جلیل ابن الجوزی وغیرہ
نے موضوعات مین داخل کیا ہے (۳) قال رسول الله ما فی الجنة شجرة الا مکتوب
علی کل ورقة محمد رسول الله ابوبکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین یعنے رسول خدا نے
فرمایا کہ بہشت مین کوئی درخت نہین ہے مگر یہ کہ اسکی ہر پتی پر لکھا ہوا ہے کہ محمد رسول اللہ ہین
ابو بکر صدیق ہین عمر فاروق ہین عثمان ذی النورین ہین اسکو بھی ابن جوزی نے سلک موضوعات مین منسلک کیا ہے اور

ابن حبان سے نقل کیا ہے کہ اوسنے اسکو باطل اور موضوع کہا ہے اور علامہ ذہبی نے بھی
موضوع ہونے پر نص کی ہے (۴) اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر یعنے
پیروی کرو اون دو شخصون کی جو میرے بعد ہین ایک ابو بکر دوسرے عمر۔ اس قول کو عبری
شارح منہاج الاصول نے جو اکابر مشائخ اہل سنت سے ہے بالتصریح موضوع اور باطل کہا ہے
(۵) قال رسول اللّٰہ لابی بکر ان اللہ یتجلی الخلائق عامۃ ویتجلی لک خاصۃ
یعنے رسول خدا نے ابو بکر سے ارشاد کیا کہ خدا تمام خلائق کے لیے عام تجلی کرے گا اور تیرے
واسطے خاص تجلی فرمائے گا (۶) ما صب اللہ فی صدری شیئاً الا وصببتہ فی صدر ابی بکر
یعنے کسی چیز کو حق تعالے نے میرے سینہ مین نہین ڈالا مگر یہ کہ مینے اوسکو ابو بکر کے سینہ مین ڈالدیا
(۷) اذا اشتقت الی الجنۃ قبلت شیبۃ ابی بکر یعنے جس وقت کہ مین جنت کا مشتاق
ہوتا ہون ابو بکر کی سفید داڑھی چوم لیتا ہون (۸) کنت انا و ابو بکر لفرسی رہان سبقتہ
فاتبعنی و لو سبقنی لاتبعتہ یعنے مین اور ابو بکر گھوڑ دوڑ کی دو گھوڑون کے مانند تھے مین اوس
سے آگے نکل گیا تو اوسنے میری پیروی کی اور اگر وہ مجھسے آگے بڑھ جاتا تو بیشک مین اوسکی
پیروی کرتا (۹) ان اللہ تعالی لما اختار الارواح اختار روح ابی بکر یعنے خدا تعالے
نے جب روحون کو چھانٹا تو ابو بکر کی روح کو پسند کیا محدث فیروزآبادی نے سفر السعادۃ
مین ان پانچون حدیثون کو اشہر موضوعات سے شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ ایسی افترا اور بہتان
ہین جنکا بطلان بداہت عقل سے معلوم ہے شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اس کلام کی شرح مین
لکھا ہے کہ یہ حدیثین جن سے ابو بکر کی فضیلت تمام خلق پر انبیاء وغیرہم سے لازم آئے یا مساوات
رتبہ مین سید المرسلین کے مفہوم ہو یا دائرہ سے حکم عقل و عادت کے باہر ہون سب موضوع
ہین اور ان پانچون مین سے پہلی حدیث کو ابن عدی اور ذہبی نے بھی موضوع اور باطل

[illegible] ابن الجوزی نے [illegible] صاحب [illegible] نے موضوعہ احادیث مین سب
سے اول لکھا ہے اور اوسکے بعد کی تین حدیثون کی نسبت کہا ہے کہ مین عوام سے اون کو
ہمیشہ سُنا کرتا تھا پھر بعد تفحص اونکا نشان نہ صحیح مین دیکھا نہ موضوع مین۔ یعنے موضوع کے
درجے سے بھی گھٹے ہوے ہین۔ اور انہین سے پانچوین کو تو ابن جوزی اور خطیب اور
شیخ عبد الحق اور شیخ رحمت اللہ اور صاحب تلخیص الموضوعات وغیرہم نے باطل اور
موضوع کہا ہے (۱۰) قال رسول اللہ اول من یعطی من ھذہ الامۃ کتابہ بیمینہ عمر بن الخطاب
ولہ شعاع کشعاع الشمس یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ جسکو اس اُمت مین سے نامۂ اعمال
دہنے ہاتھ مین پہلے دیا جائیگا وہ عمر بن خطاب ہے اور اوسکے لیے ایک روشنی ہوگی مثل
شعاع آفتاب کے۔ اس حدیث کو ابن جوزی اور سیوطی اور ابن العراق اور صنعانی
وغیرہم نے موضوع ٹھہرایا ہے (۱۱) قال رسول اللہ اتانی جبرئیل انفا فقلت یا جبرئیل
حدثنی لفضائل عمر بن الخطاب فقال لو حدثتک بفضائل عمر بن الخطاب مثل ما لبث نوح
فی قومہ ما نفدت فضائل عمر وان عمر حسنۃ من حسنات ابی بکر یعنی رسول خدا نے ارشاد کیا کہ میرے پاس جبرئیل ابھی
آئے مینے کہا اے جبرئیل عمر کے فضائل مجھے بیان کرو جبرئیل نے کہا کہ اگر مین عمر کے فضائل
اتنی مدت بیان کرون کہ جتنی مدت حضرت نوح اپنی قوم مین رہے تھے تب بھی عمر کی
فضیلتین تمام نہون اور بے شبہہ عمر ایک حسنہ ہے حسنات ابو بکر سے اس حدیث کو امام اہلسنت
احمد بن حنبل اور ابن الجوزی اور دار قطنی اور ذہبی وغیرہم نے موضوعات سے شمار کیا ہے
(۱۲) قال عمر لابی بکر یا خیر الناس بعد رسول اللہ فقال اما انک ان قلت ذالک فلقد سمعت
رسول اللہ یقول ما طلعت الشمس علی رجل خیر من عمر یعنے عمر نے ابو بکر صاحب کو
کہا اے بہترین آدمیون کے بعد رسول خدا کے تب ابو بکر صاحب نے کہا اگر تو ایسا کہتا ہے تو

پیچھے بھی رسول خدا [illegible]

نہین کیا اس حدیث کو ترمذی نے غریب کہا ہے اور اوسکی اسناد کو ضعیف بتایا ہے اور

ابن الجوزی نے اون احادیث واہیہ سے اوسکو قرار دیا ہے جو کسی طرح رسول خدا سے

ثابت نہین اور صاحب تہذیب الکمال نے بھی اسکی تضعیف کی ہے (۱۳) قال رسول اللہ

اول من یصافحہ الحق عمر و اول من یسلم علیہ و اول من یاخذ بیدہ فید خلہ

الجنۃ یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ جس شخص سے حق تعالے پہلے مصافحہ کرے گا اور جسکو پہلے

سلام کرے گا اور جسکا ہاتھ پکڑ کر پہلے بہشت مین داخل فرمائے گا وہ عمر ہے سیوطی نے لکھا

ہے کہ حافظ ابن کثیر نے اِس حدیث کو نہایت منکر قرار دے کر کہا ہے کہ بعید نہین کہ وہ موضوع

ہو اور ابن الجوزی نے اوسکو واہی حدیثون مین داخل کر کر کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح

نہین (۱۴) لوکان بعدی نبی لکان عمر یعنے اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو

بیشک وہ عمر ہوتا۔ ترمذی نے اِس حدیث کو غریب کہا ہے اور اِسکے بعض راویون کو

ابن الجوزی اور ذہبی وغیرہما نے نامعتبر اور فاسق اور فاجر لکھا ہے (۱۵) لولم ابعث

فیکم لبعث عمر یعنے اگر مین تم مین پیغمبری کے ساتھ مبعوث نہوتا تو بیشک عمر مبعوث

ہوتا اس حدیث کو ابن الجوزی نے کہا ہے کہ وہ رسول خدا سے صحت کے ساتھ منقول نہین

اور اوسکے بعض راویون کو کذّاب اور واضع حدیث بتایا ہے اور بعض کو محض بے اعتبار

اور متروک الحدیث ٹھہرایا ہے (۱۶) اللھم اعز الاسلام باحب ھذین الرجلین

الیک بابی جھل او بعمر بن الخطاب یعنے بار آلہا اسلام کو تو عزت دے اوس سے جو ان دو مردون

مین تیرے نزدیک سب سے زیادہ دوست ہو ایک ابو جہل دوسرا عمر بن الخطاب سیوطی

نے لکھا ہے کہ اِس حدیث کو عکرمہ سے جو اہل سنت کا امام عالی مقام ہے پوچھا تو اوسنے کہا

معاذ اللہ دین اسلام اس سے زیادہ عزت رکھتا ہے لیکن رسول خدا نے اسطرح
فرمایا ہے کہ عمر کو اسلام سے عزت دے یا ابوجہل کو۔ اور عائشہ سے منقول ہے کہ رسول خدا
نے یہ کہا ہے اللھم اعز عمر بالاسلام لان الاسلام یعز ولا یعز یعنے بار خدایا عمر کو اسلام
سے عزت بخش اسلیے کہ اسلام عزت دیتا ہے اور اسلام کو کوئی عزت نہین دیتا۔ بالجملہ عکرمہ
اور عائشہ کے قول سے بخوبی ظاہر ہے کہ یہ حدیث موضوع ہے (۱۷) قال جبرئیل ان عمر
فرق بین الحق والباطل فسمی الفاروق یعنے جبرئیل نے کہا کہ بیشک عمر نے درمیان حق وباطل
کے فرق کیا پس فاروق اوسکا نام رکھا گیا۔ روضۃ الاحباب مین اہل سنت کے امام زہری
سے نقل کیا ہے کہ ہمکو پہنچا ہے کہ اہل کتاب نے پہلے عمر کو فاروق کہا۔ پھر مسلمانون نے انکی
پیروی کی اور رسول خدا سے ہمکو اس باب مین کچھہ نہین پہونچا یہان سے ظاہر ہے کہ رسول خدا
یا جبرئیل امین کا عمر کو فاروق سے مسمی کرنا غلط ہے (۱۸) قال رسول اللہ ما فی السماء ملک
الا وھو یوقر عمر ولا فی الارض شیطان الا وھو یفرق من عمر یعنے رسول خدا نے فرمایا کہ آسمان مین
کوئی فرشتہ نہین مگر یہ کہ عمر کی وہ توقیر کرتا ہے اور زمین مین کوئی شیطان نہین مگر یہ کہ
عمر سے متفرق ہوتا ہے۔ ابن عدی امام اہلسنت نے اس حدیث کو باطل کہا ہے۔ جس کسی کو
ان حدیثون کے باطل اور موضوع ہونے کی تفصیل اور توضیح کلام اعلام اہل سنت سے مطلوب
ہو یا اس قسم کی اور موضوع حدیثین فضائل شیخین مین ملاحظہ کرنا منظور ہون کتاب مستطاب
شوارق النصوص کا مطالعہ کرے۔ القصہ جب ابوبکر وعمر خلافت کی بنیاد قائم کر چکے تو اہلبیت
رسالت کی قوت توڑنے کے لیے ایک اور تدبیر سوچی یعنے فدک کو جو حضرت رسول خدا نے
بموجب حکم الٰہی جناب فاطمہ زہرا کو ہبہ کیا تھا اور وثیقہ لکھدیا تھا چنانچہ پہلے اس
رسالے مین بھی مذکور ہوا ضبط کر لیا فتح الباری شرح صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ فدک ایک

شہر ہے جو مدینہ منورہ سے تین منزل ہے اور یہ خاص واسطے رسول خدا کے
مین مرقوم ہے کہ عمر بن عبد العزیز کے زمانہ سلطنت مین فدک کی آمدنی چالیس ہزار دینار
تھی - اور جب جناب سیدہ نے ہبہ کا دعوے کیا اور ابو بکر صاحب نے باوجود کامل ہونے
نصاب بینہ کے قبول نہ کیا تب حضرت فاطمہ زہرا نے بناچاری ارشاد فرمایا کہ اگر تمھارے
نزدیک ہبہ ثابت نہین تو میراث کی روسے بھی فدک ہمارا حق ہے اسلیے کہ یہ خاص مال
متروکہ جناب رسول خدا ہے اور آیہ کریمہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ
الانثیین سے تمسک کیا یعنے خدا تعالے تمھاری اولاد کی نسبت تمکو حکم دیتا ہے کہ واسطے
مرد کے دو عورتون کے برابر حصہ ہے (دیکھو ازالۃ الخفا مقصد دوم ص ۲۹ - ابو بکر صاحب نے
اسکو بھی تسلیم نہ کیا اور رسول خدا کے پارہ جگر کو فدک نہدینا تھا نہ دیا - اس سبب سے جناب فاطمہ
ابو بکر صاحب پر غضبناک ہوئین اور ان سے ملنا ترک کردیا اور تا وقت وفات کلام نہ کیا
(دیکھو صحیح بخاری اور صحیح مسلم) اس واقعہ کی تفصیل کتاب طعن الرماح و تشیید المطاعن
مین اچھی طرح مسطور ہے اور اہل سنت کے عذرات باردہ کا رد بھی عمدہ طور پر مذکور ہے
اور جناب سیدۃ النسا فاطمہ زہرا وفات حضرت رسول خدا کے حادثہ جانگزا کے علاوہ اس
قسم کے اور اور صدمات مین بھی مبتلا ہوئین اور صدمہ سقوط حمل محسن سے ماہ رمضان کی
تیسری تاریخ ۱۱ھ کو راہی دار بقا ہوئین اور حسب تصریح صحیح بخاری حضرت علی
نے خود نماز جنازہ پڑھی اور شب مین اونکو دفن کردیا اور ابو بکر کو خبر تک نہ کی
الغرض ابو بکر صاحب بتاریخ ۲۳ - جمادی الآخر سنہ ۱۳ھ کو مر گئے
اور عمر صاحب کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر کر گئے عمر صاحب نے اپنے ایام
خلافت مین خمس سے جو حصہ ذوی القربےٰ کا یعنے رسول خدا کے اقربا کا آیہ کریمہ

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین

وابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ الآیہ سے اور بموجب اعتراف اہل سنت کی اجماع سے

بھی ثابت تھا ساقط کر دیا اور اہل سنت کی روایات سے ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا اپنا حصہ اور

خدا کا حصہ بھی جو آیت مذکورہ مین مذکور ہے اپنے اقربا کو مرحمت فرماتے تھے اور اپنے صرف مین

کچھ بھی نہ لاتے تھے عمر نے نص واجماع اور عمل رسول خدا کے برخلاف حصہ خدا اور رسول تو

درکنار اقربائے رسول مختار کا حصہ بھی اونکو دینا موقوف کیا اور ضبط فدک کے بعد اس حصہ

کی موقوفی نے اہلبیت اطہار پر جو سخت اثر کیا ہوگا بیان کا محتاج نہین اور اہل سنت

کی اکثر روایتون سے اور اونکے امام اعظم ابو حنیفہ کے قول سے تو ایسا ثابت ہوتا ہے کہ

ذوی القربےٰ کا یہ حصہ ابو بکر صاحب کے زمانے ہی مین بند ہو گیا تھا بالجملہ ان بزرگوارون

نے اہلبیت رسول خدا کی نسبت تو بجائے حق گذاری کے حق تلفی کو کام فرمایا اور اپنے

ذات اور اہل اختصاص کے لیے مال خدا کو خاطر خواہ صرف کیا۔ طبقات ابن سعد مین جو اہلسنت

کی معتبر کتاب ہے مرقوم ہے کہ ابو بکر صاحب نے اپنی دختر عائشہ کو بحرین مین جاگیرہ

عطا کی تھی اور جب وفات پائی ہے تو خود بیت المال سے چھ ہزار درم کے قرضدار تھے

اور عمر صاحب نے اپنی خلافت مین اسّی ہزار درم بیت المال سے لے لیے۔ اور عمر صاحب نے

عائشہ کا بارہ ہزار درم ماہواری مقرر کیا حال آنکہ وہ تنہا تھین اور اونکا مقولہ ہے کہ رسولخدا

کے عہد عدالت مہد مین کمتر اتفاق ہوا کہ دو تین رات برابر سیر ہو کر کھانا نصیب ہوا ہو۔

اسیطرح اور ازواج رسول خدا کی دس دس ہزار اور دو کے سات سات ہزار مقرر کیے

تھے اور اہل بدر کو چھ چھ ہزار دیتے تھے (دیکھو مستدرک حاکم) اور خاندان رسول زمان کو

اکثر دور اور ناتوان کر کے بنی امیہ کو جو حضرت کے وقت سے ریاست کے دعویدار تھے بڑھانا چڑھانا

شروع کیا اور یزید بن ابوسفیان کو ہزار دینار ماہوار مقرر کرکے اوسکو شام کی حکومت عطا
کی اور جب چند روز مین یزید نے قضا کی تو اوسکے بھائی معاویہ بن ابوسفیان کو اسیقدر
مشاہرے پر وہان کا حاکم مقرر کیا اور بنی اُمیہ کو شریک حکومت اور اپنا طرفدار بنالیا۔
پھر عمر صاحب نے بصرہ کو آباد کیا اور مغیرہ بن شعبہ کو جو حاضرین غزوہ بدر اور اصحاب
جلیل القدر اہل سنت سے تھا وہان کی حکومت سے خرّم وشاد کیا مغیرہ نے وہان ایک
عورت کے ساتھ نکاح کیا جسکا نام ام جمیل تھا زنا کیا اتفاقاً جس مکان مین وہ اس
فعل شنیع کا مرتکب ہوا تھا اوسکی غرفہ کا دروازہ ہوا سے کھُل گیا اور چار شخصون نے
جو صحابی عظیم المرتبہ مسمی ابوبکرہ اور شبل بن معبد اور نافع اور زیاد تھے سامنے کے
مکان مین سے بخوبی دیکھا اور عمر صاحب کو لکھ بھیجا عمر نے گواہون کو مع مغیرہ کے اپنے
پاس طلب کیا پہلے تین گواہون نے حسب شرائط معتبرہ شہادت ادا کی اور جب چوتھے گواہ
کی نوبت آئی اور عمر صاحب نے دیکھا کہ وہ بھی گواہی دینے کو حاضر ہے اوسوقت ایک ایسی
بات کہی جسکو سُنکر اوسنے جیسی شہادت چاہیے تھی ندی تب عمر نے مغیرہ کو جو حضرت علیؑ
سے دشمنی بہی رکھتا تھا چھوڑ دیا اور اون تینون سچے گواہون پر حدّ قذف جاری کی
(دیکھو تشیید المطاعن) اور اگر کسیکو توہم ہو کہ عمر صاحب نے مغیرہ کی صحابیت اور جلالت
قدر کے لحاظ سے ایسا کچھ کیا تو اوسکے دفع کرنے کو یہ کافی ہے کہ شاہ ولی اللہ نے قرۃ العینین
مین نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے جو مہاجرین اولین اور اہل بدر سے تھا شراب پی تھی عمر نے
اوسکو اسّی تازیانہ کی سزا دی۔ المختصر ابوبکر صاحب وعمر صاحب نے وہ طریقہ اختیار کیا جسکی وجہ سے
جناب حیدر کرار اور عباس عم نامدار رسول مختار ان دونون کو یقیناً کاذب اور آثم اور
غادر اور خائن جانتے تھے چنانچہ یہ امر خود عمر کے قول سے جو صحیح مسلم مین مذکور ہے ظاہر ہوا ہے

آخر کار عمر صاحب شب یکشنبہ اول محرم ۲۴ھ کو ابو لولو کے حربے سے زخمی ہو کر انتقال کر گئے

اور خلافت کو شورے پر چھوڑا اسطرح کہ چھہ شخص عثمان بن عفان سعد بن ابی وقاص طلحہ

بن عبید اللہ حضرت علی بن ابی طالب ۔ زبیر بن العوام ۔ عبد الرحمن بن عوف باہم مشورہ

کرین انھین چھہ مین سے جسپر سبکی راے متفق ہو جاے وہی خلیفہ مقرر ہو اور حکم دیا

کہ اہل شوریٰ سے اگر پانچ شخص اتفاق کرین اور ایک انکار کرے تو اوسکو قتل کیا جا

اور اگر چار موافق ہون اور دو انکار کرین تو اونکو بھی گردن مارا جاے اور اگر تین شخص راضی

ہون اور تین نہ مانین تو عبد اللہ بن عمر کو حاکم کرین اور اگر اسپر رضامند نہون تو اونکے ساتھ

رہین جنمین عبد الرحمن بن عوف ہو اور باقی ماندے اگر اعتراض کرین تو اونکو قتل کیا جاے اور

عمر کی غرض اس ترتیب شورے سے یہی تھی کہ حضرت علیؑ کو خلافت سے محروم کیا جاے چنانچہ

تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ جب جناب امیر المومنین علیؑ عمر کے پاس سے اونکی گفتگو شورے کی

نسبت سُنکر باہر تشریف لائے تو اپنے عم بزرگوار عباس سے کہا کہ خلافت ہم سے نکل گئی پوچھا

کسو جہ سے تو فرمایا کہ عمر نے عثمان کو میرے ساتھ شامل کیا ہے اور کہدیا ہے کہ اکثر کا اتباع کرو

اور اگر دو مرد ایک شخص کو پسند کرین اور دو مرد دوسرے شخص کو تو جنمین عبد الرحمن بن عوف ہو

اونکے ساتھ رہو پس سعد اپنے ابن عم عبد الرحمن سے مخالفت نکرے گا اور عبد الرحمن عثمان کا صہر ہے

یہ دونو باہم اختلاف نکرینگے تو یا عبد الرحمن عثمان کو خلیفہ بناے گا اور یا عثمان عبد الرحمن کو

پس اگر دو مرد میرے ساتھی بھی ہونگے مجھکو نفع نہ دینگے چنانچہ بعد فوت عمر شورے منعقد ہونے

کے وقت اگرچہ جناب امیرؑ نے اہل شورے سے اپنی مستحق خلافت ہونے کے باب مین ایک

کلام طویل کیا منجملہ اوسکے فرمایا کہ انشدکم باللہ هل فیکم احد قال له رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یا علی انت قسیم الجنة والنار یوم القیمة اون لوگون نے عرض کیا اللھم لا

یعنے حضرت علی نے اہل شوریٰ سے ارشاد کیا کہ مین تمکو خدا کی قسم دیتا ہون آیا تم مین کوئی

ہے کہ جسکو رسول خدا نے فرمایا ہو کہ اے علی روز قیامت تم بہشت اور دوزخ کے بانٹنے والے

ہو سب نے عرض کیا بار آلہا نہین - اور حجت مین جناب امیر نے یہ بھی ارشاد فرمایا انشدکم باللہ

ہل فیکم احد اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الرحم منی و من جعلہ صلی اللہ علیہ وسلم

نفسہ و ابناءہ ابناءہ و نساءہ نساءہ غیری یعنے مین تمکو قسم خدا کی دیتا ہون آیا تم مین کوئی ہے

جو رسول خدا سے رشتہ مین مجھسے زیادہ قریب ہو اور میرے سوا تم مین کوئی ایسا ہے جسکو رسول خدا

نے اپنا نفس قرار دیا ہو اور اوسکی بیٹون کو اپنے بیٹے اور اوسکی عورتون کو اپنی عورات ٹھہرایا

ہو یہ سنکر اہل شوریٰ نے کہا - اللہم لا یعنے بار خدایا نہین (دیکھو صواعق) لیکن ہا ایہمہ

تین شخصون نے عبد الرحمن بن عوف کی راے پر چھوڑ دیا عبد الرحمن نے عثمان اور حضرت

علی سے کہا کہ تم ابو بکر و عمر کی سیرت و اخلاق مین تقلید کروگے عثمان نے قبول کیا -

حضرت علی نے تقلید سے انکار فرمایا تب عبد الرحمن نے عثمان سے بیعت کی اور اوسکو خلیفہ

بنایا (دیکھو شرح مثنوی معنوی تصنیف مولوی عبد العلی) عبید اللہ بن عمر نے بغیر اسکے

کہ قواعد شریعت کے مطابق تحقیقات ہوکر ثبوت جرم ہو ابو لولو کو اپنے اختیار سے عقوبت

کے ساتھ قتل کیا اور حضرت علی کے خلافت کے زمانے مین اس خوف سے کہ حضرت اوس سے

قصاص لینگے معاویہ کے پاس بھاگ گیا القصہ جب عثمان جو بنی امیہ سے تھا صرف عبد الرحمن

کے خلیفہ بنانے سے جسکو جناب ابو ذر غفاری جو بموجب ارشاد رسول خدا کے اصدق اللہجہ تھے

ناری کہتے تھے (دیکھو تحفہ شاہ عبد العزیز) خلیفہ بن گیا تو اوسنے بنی امیہ کو ہر صوبہ کا عامل

مقرر کیا اور مروان کو اپنا وزیر قرار دیا یہ مروان وہ شخص تھا کہ اوسکو اور اوسکے باپ کو

جناب رسول مختار نے مدینہ سے نکلوا دیا تھا اس زمانے مین خود عثمان اور اوسکے اہل خاندان بنی امیہ

نے بیت المال کا روپیہ خوب اڑایا اور مسلمانون پر بے انتہا ظلم کیا اور منہیات و
ممنوعات کو علانیہ عمل مین لانے لگے چنانچہ ولید بن عقبہ جو عثمان کی طرف سے کوفہ
کا حاکم تھا اوسکی شرابخواری وہان خاص و عام مین مشہور تھی یہان تک نوبت پہونچی
کہ فجر کے وقت مست و مخمور گھر سے باہر نکلا اور محراب امامت مین کھڑا ہوا اور نماز صبح
کی بجاے دو رکعت کے چار رکعتین پڑھائین اور تعقیب کے عوض لوگون کی طرف متوجہ
ہوکر کہا کیا تمھارے لیے کچھ اور رکعتین زیادہ کرون آخر کار اہل کوفہ اوسکی شکایت
عثمان صاحب کے پاس لائے اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح جو مصر کا حاکم تھا
ہمیشہ لوگون پر بیحد جور و ستم کرتا تھا یہان تک کہ وہان کے باشندے عثمان صاحب کے پاس
شاکی آئے اور جب واپس گئے تو عبداللہ نے اون فریادیون کو مارا اور قید کیا اور ایک
شخص کو قتل ہی کر ڈالا تب سات سو آدمی وہان سے مدینہ منورہ مین آئے اور اصحاب کبار
مہاجرین و انصار سے استغاثہ کیا اور عثمان نے بسبب ظاہر محمد ابن ابی بکر کو مصر کا حاکم مقرر
کر کر مع ایک جماعت مہاجرین و انصار کے اوس طرف کو روانہ کیا ان لوگون نے کچھ مسافت
طے کی تھی کہ عثمان کا غلام اوسی کے اونٹ پر سوار نہایت گرم رفتار اونکو ملا اور اوسکے پاس
سے عبداللہ کے نام عثمان کا خط نکلا جسکا مضمون یہ تھا کہ جسوقت محمد بن ابی بکر اور اوسکے
ہمراہی اوس شہر مین پہونچین تو اونکے قتل کے واسطے حیلہ انگیزی کر اور اپنے کام پر بدستور
سابق برقرار رہ اور فریادیون کو جو تیری شکایت میرے پاس لائے تھے سبکو قید کر
القصہ اہل اسلام مین یہ امر شائع و ذائع ہوا اور اہل مدینہ مین کوئی ایسا نتھا کہ اس معاملے مین
عثمان کو عیب و طعن نکرتا ہو اور یہ خبر جب کوفہ اور بصرہ کے مفتون کو پہونچی وہ بھی مدینے
مین آئے اور قبائل بنی زہرہ اور بنی مخزوم اور بنی ہذیل جو بسبب عبداللہ بن مسعود اور

عمار یاسر اور ابوذر غفاری کی عثمان صاحب ...

ابی بکر نے اپنی قوم بنی تیم سے نصرت اور اعانت طلب کی ایک گروہ اونکا ہے سے
اوسکے مدد کو طیار ہوا اور ایک جماعت اہل مدینہ سے بھی اوسکے حامی اور مددگار ہوئے اور
یہانتک نوبت پہونچی کہ ایک جماعت کثیر نے ان لوگوں سے باہم اتفاق کر کے چالیس شبانہ روز
عثمان کو اوسکے مکان میں محصور اور محبوس کیا اور نہ چھوڑتے تھے کہ امامت کے
لیے بھی مسجد نبوی تک آئیں (دیکھو روضۃ الاحباب) اور ان لوگوں نے اپنا امام جماعت
خود مقرر کیا جو عثمان کے خلافت کے منکر تھے اور اوسکو رب ارتا تھا جیسا کہ شاہ عبد العزیز صاحب
نے رسالہ جوابات و سوالات ستہ کے تیسرے حصہ کے جواب میں اسطرح لکھا ہے
جواب نص آنست کہ حسنین رضی اللہ عنہما ست کنندگان خود را حکم بکفر نفرمودہ اند اما
حضرت عثمان پس در مشکوٰۃ موجود است کہ ہرگاہ خارجیان ایشان را محصور کردہ اند
از طرف خود در مسجد نبوی نصب کردند و آن ملعونان است حضرت عثمان نہ نمودند مردم
از حضرت عثمان پرسیدند کہ انک امام عامۃ وقد نزل بک ماتری ویصلی لنا امام
فتنۃ فما تقول فی ذالک حضرت عثمان رض فرمودند الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس
فاحسن معہم اسأوا فاجتنب اساءتہم پس اجازت دادند کہ ہمراہ آن مبتدع
نماز گزارید و اگر حکم بہ قتل فرمودند نماز چگونہ ادا میشد انتہی الغرض ان لوگوں نے عثمان
صاحب کو مار ڈالا اور اونکی نعش کئی دن کی بعد مقام حش کوکب میں جو فی الحقیقت بقیع
سے خارج ہے اور لوگ وہاں موتی کی دفن کرنے کراہت رکھتے تھے دفن ہوئی اور منقول
ہے کہ عثمان صاحب کو حجرہ رسول کے ایں پہلی دفن کرنا چاہا تہا مگر امام حسن کو نعی ہوئی
پھر بقیع میں دفن کرنے کا قصد کیا وہاں بعضی لوگوں نے دفن نہونے دیا تب حش کوکب میں دفن کیا اور ایک دیوار بنا کر

مین لکھے ہین تحفۂ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ حضرت امیر المومنین علی نے فرمایا قتل اللہ وانا معہ
یعنے عثمان کو خدا نے قتل کیا اور مین اوسکے ساتھ تھا بعد قتل عثمان حق نے اپنے مرکز پر
قرار پکڑا کہ لوگون نے امیر المومنین سید الوصیین یعسوب الدین قائد الغر المحجلین امام
المشارق والمغارب مظہر العجائب والغرائب مفرق العساکر والکتائب مخزن المفاخر
والمناقب غالب کل غالب مطلوب کل طالب حضرت علی ابن ابی طالب علیہ وآلہ صلوات
اللہ الواہب کی طرف رجوع اور راہ راست پر آنا شروع کیا طلحہ وزبیر مع ایک
گروہ کثیر اور جم غفیر کے شرف بیعت سے مشرف ہوے اور مسند خلافت ظاہری جلوس
میمنت مانوس سے آراستہ وپیراستہ ہوئی حضرت امیرؑ کے مفاخر جلیلہ اور مآثر جزیلہ
اور مناقب عظیمہ اور مناصب فخیمہ اتنے ہین کہ دفاتر طویلہ اور طوامیر عریضہ اونکی تحریر وتسطیر
کے لیے کافی ووافی ہوسکین کچھ آیتین اور حدیثین جنسے یقینی طور پر حضرت کا خلیفہ بلا فصل
اور جانشین خاتم المرسلین ہونا منصوص ہے اس رسالہ مین تحریر ہوئین۔

ازالۃ الخفا مین لکھا ہے کہ حضرت علیؑ کے مناقب سے جو وقت ولادت باسعادت ظہور مین
آے ایک یہ ہے کہ کعبہ معظمہ کے اندر پیدا ہوئے اور نقل کیا ہے کہ فقد تواترت الاخبار ان
فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علیا فی جوف الکعبۃ یعنے اخبار متواترہ اس باب
مین وارد ہین کہ حضرت امیر المومنین علیؑ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے جوف مین کعبہ شریفہ کے
متولد ہوے اسی کتاب مین مرقوم ہے در مبحث توحید وصفات زبانی داشت فصیح وآن
مبحث در خطب وی یافتہ میشود واز میان کبار صحابہ بآن زبان متفرد ست گویا درباب توحید
وصفات از فن کلام متکلم اول اوست یعنے حضرت علی توحید وصفات باری تعالیٰ کے بیان مین

زبان فصیح رکھتے تھے اور وہ حضرت کے خطبون مین موجود ہے اور بڑے بڑے صحابہ مین وہ
حضرت اوس زبان مین یکتا اور بے ہمتا ہین گویا فن کلام کے باب مین توحید و صفات کی
سب سے پہلے کلام کرنے والے وہ حضرت ہین - شاہ عبدالعزیز نے تحفہ مین کہا ہے وحق آنست
کہ کلام حضرت امیر را کسے بہ تصنع حکایت نے تواند کرد لیکن مہارت در عربیت و سلیقہ شناسی
بر تسکلم شرط است - اِس مقام پر حضرت علی علیہ السلام کا کچھہ کلام اعجاز نظام بلاغت انضمام
تبرک کی راہ سے نقل کیا جاتا ہے منجملہ حضرت کے کلمات طیبات کے یہ خطبہ ہے کہ حال ملخ
کے وصف مین افصح لسان اور ابلغ بیان سے انشا فرمایا ہے اور صنعت کے دقائق جو
خالق خلائق نے اوسکی خلقت مین صرف کیے ہین ظاہر فرمائے ہین وان شئت قلت فی
الجرادة اذ خلق لها عینین حمراوین واسرج لها حدقتین قمراوین وجعل لها السمع
الخفی وفتح لها الفم السوی وجعل لها الحس القوی ونابین بهما تقرض ومنجلین
بهما تقبض یرهبها الزراع فی زرعهم ولا یستطیعون ذبها ولو جلبوا بجمعهم
حتی ترد الحرث فی نزواتها وتقضی منها شهواتها وخلقها کله لا یکون اصبعا
مستدقة فتبارک الذی یسجد له من فی السموات والارض طوعا وکرها ویعفر له
خدا ووجها ویلقی بالطاعة الیه سلما وضعفا ویعطی القیاد رهبة وخوفا
فالطیر مسخرة لامره احصی عدد الریش منها والنفس وارسی قوائمها
علی الندی والیبس قدر اقواتها واحصی اجناسها فهذا غراب وهذا عقاب
وهذا حمام وهذا نعام دعا کل طائر باسمه وکفل له برزقه وانشأ السحاب الثقال واهطل
دیمها وعدد قسمها فبل الارض بعد جفوفها واخرج نبتها بعد جدوبها

حاصل معنی یہ ہے کہ اگر تو چاہے تو غرائب صنعت الٰہی ٹڈی مین بیان کرے اسلیے کہ خالق

نے اوسکو دو آنکہیں مثل دو چراغ عطا فرمایئں ہیں اور دو پتلیاں روشن مرحمت کی ہیں اور اوسکے
لئے چہپا ہوا کان بنایا ہے اور اوسکے واسطے معتدل منہ کہولا ہے اور اوسکو حس قوی
دیا ہے اور اوسکو دو دانت بخشی ہیں جنسی کاٹتی ہی اور دو دو انتیاں ہیں جنسی گرفت
کرتی ہے اور اوسی کہیتی کرنی والی لوگ اپنی زراعت میں ڈرتے ہیں اور اوسکو دفع نہیں
کرسکتے ہیں اگرچہ سب جمع ہوجایئں یہانتک کہ وہ کہیت اپنے جستین کرکے آجاتی ہے
اور اپنی خواہش اور حاجت اوس سے روا کرتی ہے اور اوسکی تمام خلقت ایک باریک اونگلی
کے برابر نہیں ہے پس بزرگ ہے وہ کہ جسکو کچہہ آسمانوں اور زمینوں سے اختیار اور اجبار
اور رغبت اور کراہت سے سجدہ کرتا ہے اور اوسکے لئی اپنی رخسار اور مونہہ کو خاک پر
رکہتا ہے اور حال سلامتی و قوت اور حالت ضعف اور انکسار میں اپنی فرمانبرداری اوسکی طرف
القا کرتا ہے اور ترس اور خوف سی اپنی مہار اختیار اوسکو سپرد کرتا ہے پس پرند جانور اوسکے
تابع فرما ہیں اور پروں کی شمار کو اور اونکے انفاس (سانس) کے عدد کو اوسنے احاطہ اور ضبط فرما
یا ہے اور اور اونکے پاؤن کو تری اور خشکی پر محکم اور استوار کیا ہے اور اونکی روزیوں کو
مقدر فرمایا اور اونکی قسموں کو احصا کیا پس یہ غراب (کوا) ہے اور یہ عقاب اور یہ
کبوتر ہے اور یہ شتر مرغ ہے پرندہ اوسکے نام سے پکارا اور اوسکے رزق کا ضامن ہوا
اور بہاری بادل اوٹہا لیا اور اوس سے مینہ برسایا اور اوسکے حصوں کو شمار کیا پس زمین کو
بعد خشک ہونی اوسکے بارور کیا اور بعد خشکی تر کیا اور اوسکے سبزہ کو بعد خشک سالی کے باہر نکالا
ور حضرت کے فصیح اور بلیغ خطبوں میں سے یہ خطبہ ہے جس میں ٹڈی کی عجیب کا بیان فرمایا ہے
الحمد لله الذی انحسرت الاوصاف عن کنه معرفته وردعت عظمته العقول
فلم تجد مساغا الی بلوغ غایة ملکوته هو الله الحق المبین احق وابین مما تری العیون

لم تبلغه العقول بتحديد فيكون مشبها ولم تقع عليه الاوهام بتقدير فيكون ممثلا خلق

الخلق على غير تمثيل ولا مشورة مشير ولا معونة معين فتم خلقه بامره

واذعن لطاعته فاجاب ولم يدافع وانقاد ولم ينازع ومن لطائف

صنعته وعجائب خلقته ما ارانا من غوامض الحكمة في هذه الخفافيش

التي يقبضها الضياء الباسط لكل شيء ويبسطها الظلام القابض لكل

حي وكيف عشيت اعينها عن ان تستمد من الشمس المضية نورا تهتدي

به في مذاهبها وتتصل بعلانية برهان الشمس الى معارفها وردعها

بتلالؤ ضيائها عن المضي في سبحات اشراقها واكنها في مكانها عن الذهاب في بلج

ائتلاقها فهي مسدلة الجفون بالنهار على حداقها وجاعلة الليل سراجا

تستدل به في التماس ارزاقها فلا يرد ابصارها اسداف ظلمته ولا

تمتنع من المضي فيه لغسق دجنته فاذا القت الشمس قناعها وبدت

اوضاح نهارها ودخل اشراق نورها على الضباب في وجارها

اطبقت الاجفان على ماقيها وتبلغت بما اكتسبته من المعاش في ظلم لياليها

فسبحان من جعل الليل لها نهارا ومعاشا والنهار سكنا وقرارا وجعل لها

اجنحة من لحمها تعرج بها عند الحاجة الى الطيران كانها شظايا الاذان غير ذوات

ريش ولا قصب الا انك ترى مواضع العروق بينة اعلاما لها جناحان لما

يرقا فينشقا ولم يغلظا فيثقلا تطير وولدها لاصق بها لاجئ اليها يقع اذا وقعت ويرتفع

اذا ارتفعت لا يفارقها حتى تشتد اركانه ويحمله للنهوض جناحه ويعرف مذاهب عيشه ومصالح

نفسه فسبحان البارئ لكل شيء على غير مثال خلا من غيره

یعنے حمد و سپاس خدا کے لیے ہے جسکی حقیقت دریافت کرنے سے اوصاف عاجز اور درماندہ
ہوے اور اوسکی عظمت و بزرگی نے عقلون کو باز رکھا تو انھون نے اوسکی نہایت پادشاہی
کی طرف پہونچنے کی کوئی راہ نپائی وہی ہے خداے بحق اور معبود مطلق اوسکی ربوبیت
کے آثار ہویدا و آشکار ہین وہ زیادہ ثابت اور ظاہر ہے اوس چیز سے جسکو آنکھین دیکھتی ہین
عقلین اوسکی ذات و صفات کی حد کرنے کو نہین پہنچین تو وہ غیر سے تشبیہ کیا گیا ہو
اور وہمون سے اوسکی حقیقت کا اندازہ کرنا وقوع مین نہین آیا کہ وہ کسی سے مانند کیا ہوا ہو
مخلوقات کو بغیر نمونہ اور مثال کے اور بدون کسی صلاح کار کے مشورہ اور کسی مددگار کے
مدد کے پیدا کیا تو ہر مخلوق کی خلقت اوسکے امر و ارادے سے تمام ہوئی اور ہر مخلوق نے
اوسکی فرمانبرداری کے لیے گردن رکھی پس اوسکے حکم کو قبول کیا اور سرتابی نہ کی اور
اوسکی اطاعت کی اور نزاع نہ کیا اور اوسکی لطائف صنعت اور عجائب خلقت سے وہ چیز
ہے جو غوامض حکمت سے ہمکو ان شب پرون (چمگادڑ) مین دکھائی جنکو روشنی آفتاب
کی جو ہر شی کی پھیلانے والی ہے بند کرتی ہے اور شب کی تاریکی جو ہر زندہ کی جمع
کرنے والی ہے انکو منتشر کرتی ہے اونکی آنکھین کسطرح پوشیدہ ہوئین اس سے کہ آفتاب
درخشان سے روشنی طلب کرین جس سے اپنی سیرگاہ اور مقامات روزی کی طرف راہ پائین
اور آفتاب کی علانیہ دلیل سے اپنی پہچانی ہوئی چیزون سے متصل ہون اور آفتاب کی
روشنی کے چمکنے سے اونکو اوسکے تابش انوار کے مقامون سے روکا ہے اور اونکو وقت
ظہور سپیدہ صبح اور روشنی روز کی چلنے پھرنے سے انکے گوشون مین چھپایا ہے پس ان
شب پرون نے اپنی آنکھون کی پلکون کو دن مین اپنی تپلیون پر چھوڑا ہے اور شب تاریک
کو اپنا چراغ بنایا ہے جس سے اپنی روزی کی تلاش مین راہ ڈھونڈتے ہین پس ظلمت

تاریکی کے باز نہین رہتین پس جسوقت آفتاب اپنا برقع ڈالتا ہے اور دن کی روشنیان
ظاہر ہوتی ہین اور اوسکے نور کی شعاع سوراخون (گوہ) کے سوراخون مین پہونچتی ہے
تو یہ شب پرین اپنی پلکون کو اپنے گوشہاے چشم پر رکھہ لیتی ہین اور جو روزی تاریکی شب
مین حاصل کی تھی اوسپر اکتفا کرتی ہین پس پاک اور منزہ ہے وہ خدا جسنے شب کو انکے
لیے دن کی جگہہ قرار دیا ہے اور معاش وزندگی کا سبب ٹھہرایا ہے اور دن کو اونکی آرام
وقرار کا وقت مقرر فرمایا ہے اور گوشت سے اونکے بازو بنائے ہین جنسے اوڑنے کی حاجت
کے وقت وہ اوپر کو چلی جاتی ہین اونکے بازو گویا کانون کے ٹکڑے ہین نہ اون مین پرہین
نہ نلے مگر تو دیکھتا ہے کہ رگون کے مقامات نشانون کی راہ سے نمایان ہین اونکے دو بازو
ہین نہ ایسے باریک کہ پھٹ جائین اور نہ اتنے بھاری کہ گران ہون اور اوڑنیسی باز رکھین وہ
اوڑتے ہین اوس حال مین کہ اونکا بچہ اون سے چمٹا ہوا اور اونکی طرف پناہ لانے والا ہوتا
ہے وہ بچہ نیچے آتا ہے جب وہ نیچے آتی ہین اور بلند ہوتا ہے جب وہ بلند ہوتی ہین اور
اون سے جدا نہین ہوتا جبتک کہ اوسکے اعضا سخت اور قوی ہون اور اوڑنے کی قوت
اوسکے بازو کو حاصل ہو اور اپنی عیش کی راہین پہچان لے اور اپنی ذات کی مصلحتون کو
جان لے پس پاک ومنزہ ہے پیدا کرنے والا ہر چیز کا بغیر نمونہ اور مثال کے جو غیر سے
ہو چکی ہو جسکو حضرت امیرؑ کے خطب بلیغہ اور کتب فصیحہ دیکھنے کا شوق ہو کتاب مستطاب
نہج البلاغہ ملاحظہ کرے اور حضرتؑ کے کلمات بلاغت آیات سے مختصر مختصر فقرات ہین جو
جواہر زواہر حکمت ونصیحت پر مشتمل ہین اور یہ بھی بہت ہین جنسے بڑے بڑے مجلد طیار ہوئے
ہین یہان چند کلمے تبرکا منقول ہوتے ہین لا یرجع عبدٌ الا ربہ ولا یخف الا ذنبہ یعنی

چاہیے کہ کوئی بندہ امید نہ رکھے مگر اپنے خدا سے اور نہ خوف کرے مگر اپنے گناہ سے و لا
یستحیی من لا یعلم ان یتعلم ولا یستحیی من اذا سئل عما لا یعلم ان یقول
اللہ اعلم یعنی جو شخص علم نہ رکھتا ہو علم کے سیکھنے سے نہ شرماوے اور یہ کہے کہ خدا خوب
جانتا ہے الناس نیام اذا ماتوا انتبھوا آدمی خواب غفلت میں ہیں جسوقت مرینگے
تو جاگینگے من عرف نفسہ فقد عرف ربہ جو شخص اپنے نفس کو پہچانیگا وہ اپنے
خدا کو بھی پہچانیگا من عذب لسانہ کثر اخوانہ جسکی زبان شیریں ہوگی اوسکے
بھائی بہت ہونگے من البر یستعبد الحر نیکی اور احسان سے آزاد کو غلام
بنالیا جاتا ہے ما ھلک امرء عرف قدرہ جس مرد نے اپنی قدرت پہچانی وہ ہلاک نہوا
العلم یرفع الوضیع والجہل یضع الرفیع علم رذیل اور کمینہ کو بلند مرتبہ کردیتا ہے اور جہل
شریف کو کمینہ بناتا ہے العلم خیر من المال العلم یحرسک وانت تحرس المال
العلم حاکم والمال محکوم علیہ علم مال سے بہتر ہے علم تیری حفاظت کرتا ہے۔
اور مال کی تو نگہبانی کرتا ہے علم حاکم اور مال محکوم علیہ السعید من وعظ بغیرہ سعید
وہ ہے جو اپنے غیر سے نصیحت کیا کرتا ہے یعنی غیر کا حال دیکھکر نصیحت پاوے الا
حسان یقطع اللسان احسان زبان کو قطع کرتا ہے اذا حلت المقادیر
ضلت التدابیر جبوقت تقدیریں آتیں تو تدبیریں گم ہوجائینگی المرء مخبوء تحت
لسانہ مرد اپنی زبان نیچے چھپا ہوا ہے انظر الی ما قال ولا تنظر الی من
قال جو شخص بات کہے اوسکو مت دیکھ جو بات اوسنے کہی اوسکے
طرف نظر کر الجزع اتعب من الصبر مصیبت میں گھبرانا

صبر کے سے زیادہ تکلیف دیتا ہے اقل الناس قیمۃ اقلهم علما اذ قیمۃ کل امرء ما یحسنہ سب
آدمیون مین کم قیمت زیادہ وہ ہے جو علم مین کمتر ہے اسلئے کہ ہر مرد کی قیمت وہ چیز ہے جو اوسکو آراستہ کرے
الحاسد مغتاظ علی من لا ذنب لہ حاسد اوس شخص پر غیظ مین ہوتا ہے جسکا کوئی گناہ نہین ۔
بشر مال البخیل بحادث او وارث بخیل کے مال کو حادثہ کی یا وارث کی خوشخبری دی یعنی بخیل کا مال
یا تو کسی حادثہ مین ضائع ہو جاتا ہے یا اوسکا وارث میراث مین پاتا ہے عبد الشهوۃ اذل من
عبد الرق بندۂ خواہش نفس زیادہ ذلیل ہے بندۂ غلامی سے البخل جامع لمساوی العیوب
بخل تمام عیبون کی برائیون کا جمع کرنیوالا ہے اذا قدرت علی عدوک فاجعل العفو عنہ شکر
القدرۃ علیہ جب تو اپنے دشمن پر قادر اور غالب ہو تو اوسپر غلبہ اور قدرت کا شکر اوس سے درگذر
کرنیکو قرار دے اکبر الفقر الحمق اغنی الغنی العقل سب محتاجیون سے زیادہ محتاجی حماقت ہے
سب تونگریون سے بڑھکر تونگری عقل ہے الطامع فی وثاق الذل طمع کرنیوالا ذلت کی قید مین گرفتار ہے
لسان العاقل وراء قلبہ و قلب الاحمق وراء لسانہ عاقل کی زبان اوسکے دل کے پیچھے ہے اور
احمق کا دل اوسکی زبان کے پیچھے ہے الجزع عند البلاء تمام المحنۃ بلا کیوقت بیصبری پورا رنج ہے
لا ظفر مع البغی ظلم و زیادتی کے ساتھ ظفر نہین لا ثناء مع الکبر تکبر اور غرور کے ساتھ تعریف
لا صحۃ مع النهم و التخم کہانے کی شدت حرص اور بدہضمیون کے ساتھ صحت و تندرستی نہین ۔
لا شرف مع سوء الادب بے ادبی کے ساتھ شرافت اور بزرگی نہین لا راحۃ مع الحسد حسد کے ساتھ
راحت نہین لا سودد مع الانتقام بدلا لینے کے ساتھ سرداری نہین لا صواب مع ترک المشورۃ ترک
مشورہ کے ساتھ صواب نہین لا مروۃ للکذوب جھوٹے کے لئے مروت نہین و لا کرم اعز من
التقی اور کوئی کرم پرہیزگاری سے زیادہ عزیز نہین لا شفیع انجح من التوبۃ کوئی شفاعت
کرنیوالا توبہ سے بڑھکر بامراد نہین لا لباس اجمل من العافیۃ عافیت سے زیادہ عمدہ کوئی لباس نہین

ولا داءً اعیٰی من الجہل کوئی بیماری زیادہ جہالت سے نہین رحم اللہ امرءً عرف

قدرہ ولم یتعد طورہ خدا رحم کرے اوس مرد پر جسنے اپنی قدر پہچانی اور اپنے طور سے تجاوز نکیا

القصہ حضرت امیر کی خلافت باوصف استحقاق اہل عداوت و نفاق کو شاق ہوئی اور جب

قاتلان عثمان کی طرف سے اطمینان ہوا تو عرق دشمنی حرکت مین آئی طلحہ و زبیر کہنے لگے بایعتہ

ایدینا ولم تبایعہ قلوبنا یعنی ہمارے ہاتھون نے علیؓ کی بیعت کی ہے اور ہمارے دلون نے

اونکی بیعت نہین کی جناب امیر نے جب یہہ بات سنی تو یہہ آیت پڑھی من نکث فانما ینکث علی

نفسہ ومن اوفی بما عاھد علیہ اللہ فسیؤتیہ اجرا عظیما ۵ یعنی جو شخص نقض بیعت کرے

سو وہ نہین نقض کرتا ہے مگر اپنے نفس پر اور جو شخص اوس چیز کے ساتھ جسپر اوسنے خدا سے عہد

کیا ہے وفا کریگا تو قریب ہے کہ حق تعالیٰ اوسکو اجر عظیم عطا فرماویگا (دیکھو ازالۃ الخفا) لیکنے بیان

ظاہر ہے کہ طلحہ و زبیر نے حضرت علیؓ کی بیعت دل سے نکی تھی اور حضرت نے آیہ وعید نکث تلاوت

فرماکر اونکو ناکثین بیعت رسولؐ مقبول مین داخل کیا۔ غرض طلحہ و زبیر مع ایک جماعت کے نکث

بیعت کرکر مکہ مین پہونچے۔ اور وہان سے عایشہ کو ساتھ لیکر بصرہ کو گئی یہان عایشہ کے ہمراہ

چالیس ہزار کے قریب مرد جنگی جمع ہوگئے اور مروان عثمان کا سالا بھی اسی لشکر مین تہا۔ اور ان

لوگون کی غرض یہہ تھی کہ حضرت علیؓ کو مسند خلافت سے اوٹھائین اور عبد اللہ بن زبیر کو جو عایشہ

کا بھانجا تہا خلیفہ بنائین آخر اس لشکر شقاوت اثر نے عثمان بن حنیف صحابی انصاری کو جو حضرت

علی مرتضیٰ کی طرف سے بصرہ کے عامل تھے گرفتار کیا اور پچاس آدمیون کو جو بیت المال کے

نگہبان تھے مار ڈالا اور خزانہ لوٹ لیا یہہ خبر سنکر حضرت علی مرتضیٰ نے بصرہ کی طرف نہضت

فرمائی اور باغیون کی مدافعت کی اور اونپر فتح پائی طلحہ و زبیر مارے گئے اور عائشہ کو جناب امیر نے

مدینہ مین بہیجدیا یہہ مجمل احوال ناکثین کے جدال و قتال کا ہے اب قاسطین کے لڑائی کا مختصر حال سنو

مروان یہان سے بہاگ کر شام مین معاویہ کے پاس گیا اور تمام واقعات سے اوسکو مطلع کیا معاویہ ایک بہت بڑا
لشکر جسمین ایک لاکھ سے زیادہ مرد جنگی تہے ساتھ لیکر کوفہ کی سمت روانہ ہوا حضرت علی اوسکی مدافعت
کے لئے آگے بڑہے اثنائے راہ مین ایک مقام پر پانی نہ ملا جناب امیر نے ایک جگہ کہدوائی اور وہان ایک
بہاری پتہر نکلا جسکو خود حضرت نے اپنے دست حق پرست سے اوکہاڑا اور اوسکے نیچے ایک چشمہ
شیرین ظاہر ہوا یہہ حال دیکہکر ایک راہب نے جناب امیر سے عرض کیا کہ ہماری کتابون مین لکہا ہے کہ یہہ
کام جو جناب نے انجام دیا ہے نبی یا وصی کا خاصہ ہے فرمائیے آپ کون ہین آپنے فرمایا کہ مین خاتم الانبیا
کا وصی ہون یہہ سنکر اوس راہب نے اسلام قبول کیا - آخر الامر بمقام صفین سپاہ طرفین کا مقابلہ و مقاتلہ
واقع ہوا کئی برس تک بازار کارزار گرم رہا ستہتر لڑائیان سخت سخت ہوئین ہر لڑائی مین معاویہ
کی شکست ہوتی تہی مگر چونکہ شام سے برابر مدد چلی آتی تہی لہذا ایسی صورت ظہور مین نہ آئی
کہ لشکر معاویہ بہاگ گیا ہو یا انہون نے ہتہیار رکہدیئے ہون تاآن ایکدن آٹہہ پہر کی لڑائی
کے بعد قریب تہا کہ لشکر معاویہ شکست فاش کہائے تب معاویہ اور اوسکے وزیر عمرو عاص
نے مکر و فریب کی راہ سے اپنے جہنڈون مین قرآن باندہ کر کہا کہ لڑائی بند کردو اور صلح کرلو
یہہ حال دیکہکر جناب امیر کے اکثر لشکر والے اسی پر متفق ہوگئے کہ اب لڑائی چہوڑکر مصالحہ
کرلیا جائے حضرت امیر نے ہرچند ارشاد کیا کہ یہہ قرآن قرآن صامت ہے اور مین قرآن
ناطق ہون (دیکہو ازالۃ الخفا) مگر اثر نہ ہوا انجام کار حضرت امیر کے طرف سے ابوموسی
اشعری اور معاویہ کی طرف سے عمرو عاص حکم مقرر ہوئے - یہہ دونو ایسے صحابی ہین جنکی
عظمت و جلالت اہلسنت کے نزدیک مسلم ہے - ابوموسی نے تو حضرت علی مرتضی کو
خلافت سے برطرف کیا اور عمرو عاص نے معاویہ کو خلیفہ بنایا تب ابوموسی نے عمرو عاص
سے نزاع کیا کہ تو نے تو یہہ قرار کیا تہا کہ معاویہ کو بہی خلافت سے جدا کرینگے پہر اوسکے خلاف

کیون کیا اوسنے جواب دیا خیر جو ہونا تہا ہوگیا۔ اب مارقین کی لڑائی کا کچھہ بالاجمال احوال سنئے کہ ایک گروہ کثیر لشکر حضرت امیر سے اسپر جدا ہوگیا کہ حضرت حکم کرنے پر کیون راضی ہوے انمین بہت آدمی تو بعد فہمایش کے پہر حاضر خدمت عالی ہوے اور اکثر اپنی حالت ضلالت پر رہے اور انہون نے ارادہ کیا کہ جب جناب امیر معاویہ کی لڑائی مین مصروف ہون تو دہاوا کرکے کوفہ کو غارت کرین اور اس ملک کو اپنے تصرف مین لائین ناچار جناب حیدر کرار کو اپنے ملک کی محافظت اور خارجیون کی مدافعت ضرور ہوئی انحراونسے نوبت جنگ و پیکار آئی اور حضرت امیرؑ نے اونپر فتح پائی اور جب اس مہم سے فارغ ہوکر کوفہ مین رونق افروز ہوے تو عبدالرحمن بن ملجم نے اونیسوین شب ماہ رمضان سنہ ۴۰ھ کو مسجد کوفہ مین حضرت امیر کے سر انور پر حالت نماز مین شمشیر زہر آلود ماری اور وہ زخم ایسا کاری لگا کہ اوسی صدمہ سے ماہ مذکور کی اکیسوین تاریخ حضرت نے انتقال کیا اور مقام نجف اشرف مین جو کوفہ سے تین میل ہے مدفون ہوے۔ واضح ہو کہ حضرت امیرؑ کے عہد خلافت مین صحابہ اور دیگر اہل اسلام کے کئی فرقے ہوگئے تھے ایک وہ تہے کہ جنہون نے حضرت علیؑ کا ساتھ دیا اور اونکے ہمراہ رہے دوسرا وہ کہ جنہون نے حضرت سے جدال و قتال کیا اور یہہ فرقہ تین فرقون پر منقسم ہے جو حسب ارشاد رسولخدا ناکثین و قاسطین و مارقین کہلاتے ہین ناکثین مین طلحہ و زبیر و غیرہما صحابہ مقبولہ اہلسنت و جماعت شامل مین اور قاسطین یعنے معاویہ بن ابوسفیان و عمر عاص اور مغیرہ و بشر بن ارطاۃ معاویہ بن خدیج جسنے محمد بن ابی بکر کو بہی قتل کیا تھا اور انکے اعوان و انصار جو بیشمار ہین ان لوگون نے جنمین اکثر اصحاب تہے بلکہ بموجب مکتوب مجدد الف ثانی کے کم و بیش نصف اصحاب معاویہ کے شریک تھے حضرت قتال سنانی پر اکتفا نہین کیا بلکہ حضرت علیؑ کو جدال لسانی سے بہی ایذا پہنچائی کہ حضرت پر معاذاللہ سب و لعن کرتے تہے ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ مین نقل کیا ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان خطبہ جمعہ کے اخیر مین یہہ کلمات کہا کرتا تہا اللهم ان ابا تراب الحد

فی دینک وصد عن سبیلک فالعنہ لعنا وبیلا وعذبہ عذابا الیما ۵ اور تمام اطراف وآفاق
مین حکم لکھہ بہیجا تہا پس لوگ ان کلمات کفر آیات کو منبرون پر کہا کرتے تھے عمر بن عبد العزیز کی خلافت
تک یہی صورت رہی اور اوسی کتاب مین منقول ہے کہ ایک گروہ بنی امیہ نے معاویہ سے کہا کہ جو تیری
آرزو تہے وہ پوری ہوگئی اب اگر تو علیؑ کے لعن سے باز رہے تو بہتر ہے معاویہ نے قسم کہا کر کہا انہین
یہانتک کہ بچے اسی پر بڑے ہون اور بڑے بوڑہے ہون اور کوئی ذکر کرنیوالا علیؑ کی فضیلت کا ذکر
نکرے اور مروان مدینہ منورہ مین بہی حاکم تہا اور حضرت علیؑ کو سب کرتا تہا اور صحابہ جو اہلسنت کے
نزدیک عشرہ مبشرہ مین شامل ہین اوسکے پیچہے نماز پڑہتے تہے چنانچہ رسالہ جوابات سوالات ستہ
مین شاہ عبد العزیز نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مروان نے جمعہ کے خطبہ مین حضرت علیؑ پر سب
کی اور صحابہ مذکورین نے اوسکے پیچہے نماز پڑہی غرض بعض اصحاب جو اہلسنت کے نزدیک
سابقین اولین ہین معاویہ کے طرفدار ہوکر جناب امیر سے لڑے چنانچہ ابو الغادیہ جو اہل بیعت
رضوان سے تہا اوسی نے حضرت عمار یاسر کو جنگ صفین مین شہید کیا۔ تیسرا فرقہ وہ ہے جو
نہ حضرت امیرؑ سے لڑے نہ اونکے شریک ہوے نہ حضرت کی بیعت کی جیسے عبد اللہ بن عمر و سعد
وقاص (یہہ دونو صحابی تہے)۔ اور اہلسنت کہتے ہین کہ اکثر سابقین اولین اسی فرقہ مین تہے
اور ان اصحاب کی طرف سے حضرت علیؑ کی نصرت و اعانت نکرنیکا یہہ عذر بیان کرتے ہین کہ جناب
رسول مقبول نے حضرت علیؑ کی حمایت سے منع فرمایا تہا اور قوم مامور نہ تہی کہ حضرت علیؑ کے رایت
کے نیچے قتال کرے جو شخص ان مضامین کی تفصیل دیکہنا چاہے کتاب ازالۃ الخفا اور تشئید المطاعن
کو ملاحظہ کرے جسمین کتب اہلسنت کی عبارتین مندرج ہین۔ جناب امیر نے وقت وفات امام حسنؑ
کو اپنا خلیفہ اور جانشین اور وصی مقرر کیا تہا بنا بران آپنے مسجد کوفہ مین خطبہ بلیغہ ادا فرمایا
جسمین اپنی وصایت و خلافت و جانشینی کا استحقاق بیان کیا کئی ہزار آدمی جو اوسوقت حاضر تہے

سبب نے آپکے بیعت کی معاویہ مع ایک لشکر کثیر حضرت امام حسن سے بھی لڑائی پر آمادہ ہوا حضرت نے بھی
اوسکی مدافعت کا اولا ارادہ کیا تھا آخر بوجہ قلت انصار کے صلح کر لی اور صلحنامہ کی عمدہ شرط یہ بھی
کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابیطالب پر سب ہونے پائے اور حضرت علیؑ کے دوست جو شیعہ کہلاتے
ہین مال و جان سے امن و امان مین رہین معاویہ نے ملک کی طمع مین اوسوقت اس شرط
کو قبول کیا اور امام حسن نے تمام ملک اوسکی سپرد کر دیا مگر باینہمہ وہ بغض و عداوت سے باز نہ آیا
اور بدستور جناب امیرؑ پر سب کرتا رہا اور شیعان علی کو مال و جان کا نقصان پہنچاتا رہا اور
جناب امام حسن کے قتل کی تدبیرین کرنے لگا عاقبۃ الامر حضرت کو زہر دغا سے شہید کرایا اور
جب خبر شہادت سنی تو لوازم سرور اور سجدہ شکر بجا لایا (دیکھو تشئید المطاعن جسمین حوالے
کتب اہلسنت موجود ہین) در اساس اللبیب اہلسنت معاویہ کو باین ہمہ کردار و اطوار خلیفہ حق اور امام صادق
جانتے ہین (دیکھو صواعق) تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے کہ معاویہ اور اہل شام حضرت علیؑ کی
خلافت کے منکر تھے اور حضرت کو خلافت کی لائق نہ جانتے تھے اور اونکو برا کہتے تھے اور حضرت سے
لڑتے رہے اسیطرح اہلسنت ابو موسی اشعری کو جو لوگون کو حضرت علی کی نصرت سے منع کرتا تھا
اور حضرت پر غضبناک تھا یہانتک کہ حکم ہو کر اوسنے حضرت کو خلافت سے جدا کیا اور مغیرہ بن شعبہ کو
جسنے رشوت لینا اسلام مین شروع کیا اور جناب امیر کو سب کرتا تھا اور عبد الرحمن بن خالد کو جو
حضرت علی سے منحرف تھا اصحاب جلیل القدر سے جانتے ہین اور اونکے اعمال پر نظر نہین کرتے
القصہ امام حسن ۲۸ صفر سنہ ۵۰ھ کو درجۂ شہادت پر فائز ہوے اور وصیت کی تھی کہ مجھکو حجرۂ
رسول مقبول مین دفن کرنا اور اگر یہ قوم منع کرے جیسا کہ ہمنے اونکے صاحب عثمان بن عفان
کو وہان دفن نہین ہونے دیا تو نزاع نکرنا اور جنت البقیع مین دفن کر دینا حسب وصیت حضرت کو
روضۂ رسول خدا مین دفن کرنا چاہا لیکن عائشہ اور مروان وغیرہ مانع ہوے تب بقیع مین دفن کر دیا

بعد شہادت حضرت امام حسن کے امام حسین اونکے وصی و جانشین ہوے تحفہ اثنا عشریہ مین لکھا ہے
(یعنی امامت کہ در اولاد حضرت امیر باقی ماند و یکی مرد دیگری را وصی آن میساخت ہمین قطبیت ارشاد
و منبعیت فیض ولایت بود) شاہ صاحب اسقدر بھی غنیمت ہے پہر معاویہ حج کے بہانے مکہ اور مدینہ مین آیا اور اپنے بیٹے یزید کی
خلافت اور ولیعہدی پر مسلمانون سے بیعت لی سب نے بیعت کی مگر بعضون نے بیعت سے
انکار کیا ایک جناب امام حسین اور دوسرا عبداللہ زبیر اور عبداللہ بن عمر نے بھی اگرچہ ابتدا مین یزید
کی بیعت نہ کی تہی مگر پہر کر لی اور یہہ خلیفہ زادہ ایسا صاحب ورع تہا کہ جسنے حضرت علی مرتضی کی
بیعت حضرت کی زندگی بہر نہین کی اور بیعت یزید کے سوا یہہ عبداللہ بن عمر جو اہل سنت وجماعت کی
نزدیک صحابی جلیل القدر ہین یزید کے ایسے حامی تہے کہ جب اہل مدینہ نے یزید کو بسبب اوسکے اطوار
کفر آثار کے خلافت سے باہر کیا تو انہون نے اپنے حشم اور اولاد کو جمع کیا اور ممانعت کی اور کہا
کہ ہمنے یزید کی بیعت خدا اور رسول کی بیعت پر کی ہے اب اوس سے مخالفت ایسی ہے جس سے بڑہ کر کوئی غدر
میری دانست مین نہین ہے جو کوئی ایسا کریگا میرے اوسکے جدائی ہو جائیگی دیکہو صحیح بخاری کتاب الفتن
الغرض سنہ ۶۰ھ مین معاویہ مرگیا اور یزید خلیفہ ہوا اوسنے حاکم مدینہ منورہ کے نام فرمان لکہا کہ امام حسین
سے میری بیعت لی اور اگر انکار کرین تو اونکا سر کاٹ کر بہیجدے حضرت امام حسین نے یزید پلید کی
بیعت قبول نہ کی اور وقت شب مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کی طرف نہضت فرمائی وہان اہل کوفہ کے
خطوط حضرت کے پاس کثرت سے آئے مضمون یہہ کہ حضرت یہان قدم رنجہ کرین اور ہمکو ہدایت فرمائین
اور یزید اور یزیدیون کے ضلال واضلال سے بچائین اور ہم سب آپ کی نصرت وحمایت کو موجود
ہین امام حسین نے پہلے اپنے پسر عم جناب مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف روانہ فرمایا بارہ ہزار سے
زیادہ مردجنگی نے حضرت مسلم کے ہاتہہ پہ جناب امام حسین کی بیعت کی تب حضرت مسلم نے جناب
امام حسین کو حقیقت حال سے اطلاع دی اور کوفہ مین تشریف لانے کی نسبت تاکید لکہی

نعمان بشیر صحابی جو یزید کا نوکر اور اوس زمانہ مین کوفہ کا حاکم تہا لوگون کو دہمکاتا تہا کہ جناب
امام حسین علیہ السلام سے بیعت نہ کرین یزید کے خیر خواہون نے اوسکو تمام کیفیت سے مطلع کیا۔
اوسنے عبد اللہ بن زیاد کو جو بصرہ کا حاکم تہا کوفہ کو تبدیل کیا عبد اللہ نے یہان پہنچکر اس شدت
سے وعید و تہدید کی کہ اہل کوفہ بجاے وفا کے دغا کر کر حضرت مسلم سے جدا ہو گئے یہانتک کہ
وہ حضرت تن تنہا شجاعت و مردانگی کی داد دیکر شہید ہو گئے اور ہانی رئیس کوفہ نے بہی شہادت
پائی ایدہر تو یہہ واقعہ ظہور مین آیا اودہر حضرت امام حسین ذی الحجہ کی ۹۔ تاریخ سنہ ۶۰ھ کو مکہ معظمہ
سے طرف کوفہ کی روانہ ہوے اور ساتوین محرم کو زمین کربلا پر پہونچے وہان یزید اور عبد اللہ زیاد کی
فوج نے جو شمار مین تیس ہزار تہی حضرت کا محاصرہ کر لیا اور نہر علقمہ تک کا پانی حضرت پر بند
کر دیا بالآخر محرم کی دسوین سنہ ۶۱ھ کو لڑائی ہوئی اور حضرت امام حسینؑ مع عزیز واقربا و اصحاب
باوفا کی جو تعداد مین ۷۲ بہتر تہی سعادت شہادت پر فائز ہوے اس لڑائی کا حال سٹر کارکرن
صاحب عیسائی نے تاریخ چین مین اس عبارت سے لکہا ہے (اول درجہ مین حسینؑ بن علیؑ
کا مرتبہ بہادری مین ہے کیونکہ میدان کربلا مین ریت پر تشنگی اور گرسنگی مین جس شخص نے
ایسا ایسا کام کیا ہو اوسکے سامنے رستم کا نام وہی لیتا ہے جو تاریخ سے واقف نہین ہے
کسکے قلم کو قدرت ہی کہ بالتمام حسینؑ کا حال لکہے کسکی زبان مین یہہ لطافت و بلاغت ہے
کہ اون بہتر بزرگوارون کی ثابت قدمی اور تہور و شجاعت اور بیس ہزار خونخوار شامی کے
جواب دینے اور ایک ایک کے ہلاک ہو جانے کی باب مین مدح جیسا کہ چاہیے کر سکے کسکی
نازک خیالی کی یہہ رسائی ہے کہ اون لوگون کے دلون کے حال کو تصور کرے کہ کیا کیا اونپر
گذرا اوسوقت سے کہ جب عمر سعد نے دس ہزار سوار سے اونکو گہیر لیا اوسوقت تک کہ جب
شمر ملعون نے سر کاٹ لیا کیونکہ ایک کی داد دشل مشہور ہے اور مبالغہ کی حد یہی ہے جب کسیکے

کہ جیکے حال مین یہہ کہا جاتا ہے کہ دشمن نے چار طرف سے گھیر لیا لیکن حسینؑ اور بہتر تن کو آٹھ قسم کے
دشمنون نے تنگ کیا تہا اور اوسپر قدم نہ ہٹا چنانچہ چار طرف سے تو دس ہزار فوج یزید کی
تہی جنکے تیرون اور نیزون کی بوچھار مثل آندہی کے آتی تہی اور پانچوان دشمن عرب کی دہوپ
تہی جسکی مثال کسی شے مین زیر فلک نہین ملتی اور یہی کہنا ہوتا ہے کہ عرب کی دہوپ کی مانند
عرب ہی کی دہوپ ہے، اور چہٹا دشمن وہ ریگ کا میدان تہا جو آفتاب کی تمازت مین شعلہ زن
اور تنور کی خاکستر سے زیادہ پرسوز تہا بلکہ اوسکو قہر کہنا چاہئے جسکے بلبلے بنی فاطمہ کے
پاؤن کے آبلے تھے اور دو دشمن سب سے ظالم بھوک اور پیاس مثل دغاباز ہمراہی کے جسکی ضرر کی
حد نہین ساتھ تھے اور تشنگی سے زبان پہول کے جب پہٹ جاتی تہی تب اون دو کی خواہش
اندکی مٹی تہی پس جنہون نے ایسے معرکہ مین ہزارہا کافرون کا مقابلہ کیا ہو وہ نبیرہ فاطمہ بہادری
کا ہو چکا انتہی ہم مخالفین کی بغض و عداوت و قساوت و شقاوت کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے
کہ اون اشقیا نے اوس ظلم شدید پر اکتفا نہ کی اور بعد شہادت اولاً جسم اطہر سے تمام لباس
اوتار لیا ثانیاً امام حسینؑ کے جسم اقدس اور اور شہدا کے بدن مقدس پر گہوڑے دوڑائے
جس سے ہڈیان تک چور چور ہو گئین (دیکھو سر الشہادتین و تحریر الشہادتین) ثالثاً جملہ شہدا
کے سر انور بدن اطہر سے جدا کر کر نیزون پر نصب کئے رابعاً اپنی طرف کے مقتولون کی لاشون کو
غسل و کفن دیکر دفن کیا اور شہدا کی لاشین بیگور و کفن چھوڑ دین خامساً اہلبیتؑ کا تمام
اسباب لوٹ لیا اور اونکے خیمے جلا دئے سادساً تمام اہلبیت رسالت کو مع امام زین العابدین
کے قید کیا اور جانب کوفہ و شام لیگئے سابعاً سرہاے شہداے کرام اور بندیان اہلبیت عظام
کو بطور تشہیر بازار کوفہ و شام مین پہرایا ثامناً مخدرات اہلبیت عصمت و طہارت بے مقنع
و چادر معہ سرہاے شہدا کوفہ و شام مین [illegible]

آراستہ کئے گئے تھے داخل کئے گئے اور یزید پلید نے امام حسین کا سر اطہر اپنے تخت کے پیچھے رکھوایا اور
چوب بید سے جو اوسکے ہاتھ مین تھی لب و دندان مبارک حضرت سید الشہدا روحی لہ الفدا کو صدمہ
پہنچایا تا سعا اہلبیت کو قید خانہ مین قید کیا حاشرا جب اونکو قید سے رہا کر کر مدینہ کو روانہ کیا تب بھی
ذلت و خواری کے ساتھ واپس کیا جیسا کہ رسالہ تحریر الشہادتین مین بحوالہ سبط ابن الجوزی مرقوم ہے
یزید پلید نے بعد قتل امام حسین کے مسلم بن عقبہ مزنی کو اہل شام کا ایک بڑا لشکر اوسکے ہمراہ
کر کر اہل مدینہ منورہ کے قتال کیواسطے بھیجا مسلم نا مسلم نے حرہ واقم مین جو مسجد نبوی سے ایک
میل ہے اہل مدینہ کو نہایت شناعت و قباحت سے قتل کیا اور حرم نبوی کی حرمت کا ہتک عمل
مین لایا اور داد کفر و الحاد دی ایک ہزار سات سو آدمی بقایا ے مہاجرین و انصار اور علمائے
تابعین اخیار سے قتل کئے اور عوام الناس سے عورتون اور بچون کے سوا دس ہزار آدمیون کو
ہلاک کیا اور سات سو شخص حاملان قرآن سے مار ڈالے اور ستانوین آدمی قریش سے تہ تیغ بیدریغ
کئے اور فسق و فساد و زنا کو مباح کر دیا یہانتک کہ اس واقعہ کے بعد ہزار عورتون نے اولاد زنا
جنی اور مسجد رسول خدا مین گھوڑے دوڑائے اور روضہ شریف مین جو ایک مقام ہے درمیان قبر
اور منبر کے گھوڑون نے لید اور پیشاب کیا اور تین روز تک اکثر اہل مدینہ کو قید رکھا کہ اس مدت
مین آب و طعام کی بو تک اونکے دماغ مین نہ جاتی تھی اور جبر و اکراہ کے ساتھ لوگون سے عہد عبودیت
پر بیعت یزید طلب کی کہ اگر چاہے فروخت کرے چاہے آزاد کرے اور خواہ خدا کی طاعت کرائے
خواہ معصیت اور جب عبد اللہ بن زمعہ بیعت کا ذکر بموجب قران و سنت کے زبان پر لایا اوسیوقت
اوسکو گردن مار دیا المختصر مدینہ منورہ اوس زمانہ مین مطلق آدمیون سے خالی ہوگیا اور کتون اور
حیوانون نے مسجد شریف مین سکونت اختیار کی پھر یہ لشکر شقاوت اثر بموجب حکم یزید پلید کے
مکہ معظمہ کو روانہ ہوا کہ عبد اللہ بن زبیر کو قتل کرین دو مہینے سے زیادہ اس پلید طلبی کا

جدال وقتال مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا اور قصبہ شریفہ پر توپین [illegible]

ن لگ گئی (دیکھو جذب القلوب)

اک پاک کربلاے معلی کی تسبیح وسجدہ گاہ بنانے پر جو اہلسنت اعتراض کرتے ہین اوسکا جواب
کری جناب مرزا عابد علی خان صاحب بہادر پنشنر سب جج رئیس مراداوآباد نے عمدہ طرح سے
تحریر کیا ہے لہذا بجنسہ نقل ہوتا ہے درحقیقت ایک بنا پر یہہ امر اختیار کیا گیا ہے وہ بنا نہایت
مستحسن بلکہ ضروری ہے دنیا مین قدیم سے یہہ دستور تمام قومون اور فرقون مین گو کسی
سرزمین کے رہنے والے ہون چلا آتا ہے کہ جب کوئی عجیب امر یا غریب واقعہ پیش آتا ہے یا کوئی ایسا
شخص کسی سرزمین سے مفقود ہو جاتا ہے جسمین کوئی بینظیر یا خاص صفت ہوتی ہے تو اوسکی یادگار
ضرور قائم کرتے ہین تاکہ نام ونشان اوس واقعہ یا اوس شخص کا صفحہ روزگار پر ہمیشہ کو قائم
رہے اور لوگ اوسکو بہول نجائین مذہب اسلام کو جاری ہوے کچہہ بہت مدت نہین گذری تہی کہ
تہا کہ زمین کربلا پر ایک دردناک واقعہ حضرت امام حسین پر جو بانی مذہب اسلام کے نواسے تہے
ایسا پیش آیا جو تاریخی حالات پر نظر ڈالنے سے ایک سخت تاریکی کا زمانہ مذہب اسلام کے لیے
معلوم ہوتا ہے اور اوس مظلوم کربلا نے اس واقعہ کے مصائب کو مافوق عادت انسانی کی برداشت
کیا اور بینظیر جرات ودلیری دکہائی کہ جسکی نظیر دنیا کی تاریخ مین ملنا بہت مشکل ہے ایسے واقعہ اور
ایسے بزرگوار کی یادگار قایم کرنا ایک امر واجب ولازم تہا ایسے واقعہ یا ایسے بزرگ کی یادگار قائم
کرنے کے لیے بہت غور طلب امر ہے کہ کیا طریقہ اختیار کیا جاتا آیا کوئی صورت اوسکی یادگار کی
لیے تراشی جاتی نہین اوسکے نانا رسولخدا نے صورت بنانے کی سخت ممانعت کی ہے کیا کوئی
شفاخانہ یا کوئی مدرسہ یا کوئی مسافرخانہ یا کوئی پل اوسکی یادگار قائم کرنے کے لیے تعمیر کیا جاتا
نہین وہ تو ہمیشہ قائم نہین رہ سکتا ہے اور زمانہ کا انقلاب اوسکی اینٹ سے اینٹ الگ کر سکتا ہے

... تعلق ہے وہ جابجا ...
حصون مین پھیلے ہوے ہین ان سبکے لئے وہ مختصر عبارت کافی نہین ہوسکتی تھی وہ بزرگ جس
مرتبہ کا تھا اور جس درجہ کا وہ واقعہ تھا اوسکی شان کے لئے اس قسم کی یادگارین نازیبا نہین
اوسکا اعلی درجہ کا مرتبہ مذہب اسلام مین اوس طریقہ سے پایا جاتا ہے جو ایک خاص طریقہ
عبادت کا (جسکا سوا اوس معبود حقیقی کے اور کوئی مستحق نہین ہے) عموما مذہب اسلام
مین مقرر کیا گیا ہے جس سے میری مراد نماز ہے وہ تمام اور کامل نہین ہوتی جبتک کہ وہ
بزرگ بھی شامل نکیا جاوے یعنی نماز پوری جب ہوگی کہ محمدؐ اور آل محمدؐ پر صلوٰۃ بھیجی جائے
اس موقعہ پر یہہ خدشہ ہونا چاہیئے کہ محمدؐ او رال محمدؐ شریک عبادت و پرستش ہوگئے نہین
نماز ایک قانونی ضابطہ اصل توحید کے قائم اور برقرار رکھنے کا ہے ضرور تھا کہ وہ ضابطہ
اوسوقت پورا ہو جبکہ اوسکا ذکر بھی کیا جاتے جسکے ذریعہ سے مخلوق نے معبود حقیقی کو واحد
احد مانا اور اوسکی آل کا بھی ذکر کیا جاتے جو اصلی بتانیوالے توحید کے اور ربانی مذہب
اسلام کے طریقہ کے ہادی ہین سجدہ کیواسطے یہہ حکم ہے کہ سجدہ کرنا خاک پر اولی ہے جسمین
تکبر اور نخوت کی بیخکنی کے عمدہ طریقہ کی تعلیم ہے ایسے ذی رتبہ ہادی کی یادگار جسکے ذکر کے
بغیر نماز تمام نہین ہوتی ایسے حادثہ عظیم کی بابت اس سے بہتر نہین ہوسکتی کہ جس زمین پر اوس
ہادی کا خون بہایا گیا اور وہ عظیم دردناک واقعہ پیش آیا اوس زمین کی خاک کو افضل
قرار دیکر سجدہ کے لئے اختیار کیا جاتے اور اوسی خاک کے دانے بناکر تسبیح بنائی جاوے

مقصد ۳ سیوم

پہلے بیان ہوچکا کہ آیہ کریمہ یایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر
منکم حسب حدیث نبوی کے امامیہ کے نزدیک اولی الامر سے بارہ امام علیہم السلام مراد ہین

پہلے جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب دوسرے حضرت امام حسن تیسرے حضرت امام حسین چوتھے حضرت
امام زین العابدین پانچوین حضرت امام محمد باقر چھٹے حضرت امام جعفر صادق ساتوین حضرت امام
موسی کاظم آٹھوین حضرت امام علی رضا نوین حضرت امام محمد تقی دسوین حضرت امام علی نقی گیارہوین
حضرت امام حسن عسکری بارہوین حضرت امام مہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین اور اسی طرح حدیث
شریف لایزال امر امتی قائما حتے یمضے اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش مین اثنا عشر خلیفہ
سے امامیہ کے اعتقاد مین یہی بارہ امام مقصود ہین چنانچہ ان حضرات مین سے پہلے تین اماموں کا
احوال سابقًا ذکر ہو گیا باقی حضرات کا حال مختصرًا کتاب صواعق محرقہ سے جو اہل سنت کی معتبر کتاب
ہے تحریر ہوتا ہے چوتھے امام کے حق مین لکھا ہے کہ یہہ وہ ہین جو علم اور زہد اور عبادت مین اپنے
پدر بزرگوار امام حسین کے قائم مقام ہوئے اور رات دن مین ہزار رکعت پڑھا کرتے تھے۔ اور
عبد الملک نے اونکو مدینہ منورہ سے قید شدید سے مقید کر کر بلوایا تھا اور اوس جناب مین
لوگون کی حرکات ناشائستہ سے درگذر نا اور عفو تقصیرات بہت تھا اور ولید بن عبد الملک
نے اون حضرت کو زہر دیا اور ستاون برس کی حضرت کی عمر ہوئی اونمین سے دو برس اپنے
جد امجد حضرت علی کے ساتھہ پھر دس برس اپنے عم نامدار حضرت امام حسن کے ساتھہ اور گیارہ
برس اپنے پدر بزرگوار امام حسین کے ساتھہ رہے۔ پھر لکھا ہے کہ منجملہ امام زین العابدین کی اولاد
امجاد کے امام محمد باقر علم اور زہد و عبادت مین اونکے وارث ہوے اور اونسے علم و
حکمت اور حلم و حکمت کے اسرار ایسے ظاہر ہوے جو کسی صحیح البصیرۃ سلیم البصیرۃ پر پوشیدہ
نہین اسیوجہ سے اونکو باقر العلم کہتے ہین اور مقامات عارفین مین اونکے ایسے آثار
ہین جنکے وصف سے زبان قاصر ہے اور اوس جناب نے اٹھاون برس کی عمر مین شل
اپنے پدر عالی مقدار کی زہر سے وفات پائی اور اون حضرت کی اولاد مین افضل و اکمل امام

جعفر صادق کے اکلے خلیفہ اور جانشین اور وصی ہوا اور ذات مجمع البرکات سے
علوم دین دنیا مین شایع ہوے اور حضرت کے کمالات کا آوازہ عالمگیر ہوا اور بڑے بڑے
لوگ اونکی شاگردی سے ممتاز ہوے اور وہ جناب سنہ ۱۴۸ھ مین زہر سے اڑسٹھ برس کی عمر
مین دنیا سے رحلت کر گئے اور اونکے فرزند ارجمند حضرت امام موسی کاظم علم و معرفت اور فضل
و کمال مین اونکے وارث ہوے اور اونکو کاظم اس سبب کہتے ہین کہ حضرت کے مزاج مین حلم
و بردباری بہت تہی اور اہل عراق اونکو باب قضاء الحوائج عند الله کہتے تھے یعنی بارگاہ الٰہ مین اپنی
حاجتون کے روا ہونے کا حضرت کو دروازہ اعتقاد کرتے تھے اور اوسوقت عبادت اور حلم اور
سخاوت مین کوئی اونکا نظیر نہین تہا جب ہارون رشید عباسی حج کے لئے آیا لوگون نے اونکی نسبت
چغلخوری کی رشید نے حضرت کو گرفتار کر کر عیسی بن جعفر کے پاس جو اوسکی طرف سے بصرہ کا امیر تہا
بہیجدیا عیسی نے حضرت کو سال بہر قید رکہا پہر رشید نے عیسی کو حضرت کے قتل کے بارہ مین لکہا
اوسنے قبول نکیا تب رشید نے سندی بن شاہک کو اس باب مین خط بہیجا کہ اوسنے کہانے مین اور
بقول بعض کے خرمانے مین حضرت کو زہر دیا جس سے تین روز کے بعد حضرت نے وفات پائی اور
اوسوقت عمر شریف پچپن برس کی تہی اور بعضون نے کہا ہے کہ خود رشید اونکو مدینہ منورہ سے
پکڑ کر اپنے ساتہہ بغداد مین لایا اور محبوس کر دیا اور نہ چہوڑا یہانتک کہ رشید کی قید شدید سے
حضرت کی لاش ہی مقید ہی نکلی اور اونکی اولاد سراسر رشاد سے جنکا ذکر جمیل اور قدر جلیل
سب سے زیادہ ہے حضرت امام علی رضا ہین تاریخ نیشاپور مین مسطور ہے کہ جب جناب امام رضا
علیہ التحیۃ والثنا نیشاپور مین داخل ہوے اور بازار سے اسطرح گذرے کہ حضرت کے
سواری پر ایک سایبان تہا جسکی وجہ سے چہرہ انور نظر نہ آتا تہا تو حافظ ابو زرعہ رازی
اور حافظ محمد بن اسلم طوسی حضرت کے آگے آ لئے اور بیشمار علم و حدیث کے شائق اونکے

ساتھ تھے ان دونون نے رو رو کر عرض کیا کہ حضرت اپنا چہرہ مبارک انکو دکھائین
اور کوئی حدیث اپنے بزرگون سے نقل فرمائین تب حضرت نے اپنی سواری کو ٹھہرایا اور
اوس سائبان کو کھلوایا اور اپنی طلعت بابرکت سے اون لوگون کی آنکھون کو خنک فرمایا
اوسوقت لوگون کا یہہ حال دیکھنے مین آیا کہ بعضے چیخین مارتے تھے بعضے روتے تھے
اور خاک مین لوٹتے تھے بہت سے حضرت کے مرکب کے سمون کو چومتے تھے پھر عالمون نے
چلا کر کہا اے گروہ خلائق چپ ہو لوگ خاموش ہوگئے اون دونون حافظون نے درخواست
کی کہ حضرت کچھہ ارشاد فرمائین کہ اوسکو معرض تحریر مین لائین تب حضرت نے فرمایا
حدثنی ابی الموسی الکاظم عن ابیه جعفر الصادق عن ابیه محمد الباقر عن ابیه
زین العابدین عن ابیه الحسین عن ابیه علی بن ابی طالب رضی الله عنهم قال حدثنی
حبیبی و قرة عینی رسول الله صلی الله علیه و اله وسلم قال حدثنی جبریل قال
سمعت رب العزة یقول لا اله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی و من دخل حصنی
امن من عذابی یہہ فرما کر حضرت تشریف لیگئے پھر جو لوگ حضرت کے اس ارشاد صداقت بنیاد کو دوات
و قلم لیئے لکھتے تھے اونکا شمار کیا گیا تو بیس ہزار سے زیادہ تھے - احمد نے کہا ہے کہ یہہ اسناد ایسی ہے
اور اسمین ایسے متبرک نام مذکور ہین کہ اگر مجنون پر پڑھے جاتے بیشک مرض جنون سے صحت پاتے
اور حضرت نے اپنی وفات سے پہلے فرمایا تھا کہ مجکو انگور اور انار زہر آلود کھلانے کا اتفاق پڑیگا
اور وہی موجب ہلاکت ہوگا اور مامون عباسی مجہکو رشید کے پیچھے دفن کرنا چاہیگا مگر ایسا کر نسکیگا
یہہ سب امور حسب ارشاد ظہور مین آئے اور حضرت نے پچپن برس کی عمر مین انتقال فرمایا اور انکی
اولاد مین جلیل القدر عظیم الخطر امام محمد جواد ہین جو باوجود صغر سن کے علم و معرفت و حلم مین
تمام اہل فضل سے ممتاز تھے یہانتک کہ عباسیون نے یحیی بن اکثم سے جو اوس زمانہ مین بہت بڑا

[illegible] امام و اکرام کا وعدہ لیا کہ حضرت سے بحث کر کر اونکو قائل کر دے چنانچہ
مناظرہ کا جلسہ مامون رشید کی مجلس مین منعقد ہوا اور یحیی نے حضرت سے بہت سے مسئلے
پوچھے حضرت نے سب مسئلون کے جواب باصواب نہایت خوبی و وضاحت کے ساتھ
فرمائے پھر ایک مسئلہ حضرت نے دریافت کیا جسکے جواب مین یحیی سے سوا اسکے کہ اپنے عجز
کا اعتراف کرے کچھہ اور بن نہ پڑا بالجملہ حسب طلب معتصم عباسی مدینہ منورہ سے بغداد
تشریف لائے پھر یہہ جناب بھی پچیس ۲۵ برس کی عمر مین زہر سے شہید ہوے اور اونکی اولاد
مین سب سے زیادہ جلیل الرتبہ حضرت امام علی نقی عسکری ہین اور چونکہ متوکل عباسی نے انکو
سے مدینۂ طیبہ چھوڑا کر اونکو گیارہ برس سرمن رای مین رکھا تھا اور اوسکو عسکر کہتے تھے
تو حضرت عسکری مشہور ہوے اور علم و سخاوت مین اپنے پدر نامدار کے وارث و یادگار تھے
چنانچہ کوفہ کا ایک اعرابی حضرت کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین آپکے آبا
امجاد کا دوستدار ہون اور کثرت قرض سے گرانبار ہون اور اوسکے ادا ہونے کا حضرت
ہی سے امیدوار ہون حضرت نے پوچھا کہ تجھپر کسقدر قرض ہے عرض کیا کہ دس ہزار
درم المختصر حسن تدبیر سے حضرت کے پاس تیس ہزار درم آئے اور وہ سب اوس اعرابی
کو مرحمت فرمائے اعرابی نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ مجھکو دس ہزار کافی ہین تب بھی
حضرت نے اوس سے کچھہ واپس نہ لیا وہ یہہ کہتا ہوا وہان سے روانہ ہوا اللہ اعلم حیث یجعل
رسالتہ غرض آنحضرت نے ۲۵۴ھ مین سرمن رای مین وفات پائی اور عمر شریف چالیس
برس کی ہوئی اور اونکی اولاد مین سب سے رتبہ مین بڑے حضرت امام ابو محمد حسن ہین کہ اونکو
بھی عسکری کہتے ہین اور حضرت کے محامد جلیلہ کا ایک شمہ یہہ ہے کہ جب حضرت صغیر السن تھے
بہلول دانا نے دیکھا کہ آپ رو رہے ہین اور لڑکے کھیل رہے ہین بہلول نے گمان کیا کہ [illegible]

پاس جو کھیل کی چیزین تھین اور انکے پاس نہین اسوجہ سے روتے ہین تو عرض کیا کہ
ہم آپکو کھیل کی چیزین خرید دون تب فرمایا کہ ای کم عقل ہم کھیل کے لیئے نہین پیدا ہوئے
بہلول نے عرض کیا تو ہم کس لیئے پیدا ہوے ہین فرمایا کہ علم و عبادت کیواسطے عرض کیا کہ
آپ کس دلیل سے فرماتے ہین فرمایا کہ اسکی دلیل یہ آیہ کریمہ ہے افحسبتم انما خلقنکم
عبثا وانکم الینا لا ترجعون پر بہلول نے درخواست کی کہ مجھکو کچھ نصیحت کیجئے حضرت نے
اشعار موعظت شعار پڑہے اور غش کر گئے جب افاقہ ہوا بہلول نے کہا کہ یہ آپپر کیا حالت
طاری ہوئی حالانکہ آپ معصوم ہین آپپر کسی طرح کا گناہ نہین فرمایا ای بہلول مینے اپنی والدہ
ماجدہ کو دیکھا کہ بڑی بڑی لکڑیون مین آگ روشن کرتی تھین تو وہ بغیر چھوٹی لکڑیون کے جلتی
تھین مین ڈرتا ہون کہ کہین آتش دوزخ کی چھوٹی لکڑیون مین داخل نہ ہو جاؤن غرض
آنحضرت نے بھی اٹھائیس برس کی عمر مین زہر سے وفات پائی اور حضرت امام ابو القاسم محمد
اونکے فرزند نامدار یادگار رہے اور اونکی عمر پدر بزرگوار کی وفات کیوقت پانچ برس کی
تھی لیکن خدایتعالی نے اونکو اسی سن مین حکمت عطا فرمائی اور اونکو قائم منتظر کہتے ہین
اور اہل سنت کے نزدیک اولی الامر سے سلاطین بنی امیہ مراد ہین اور یہ اثنا عشر خلیفہ ہے
یہ لوگ مقصود ہین - ابوبکر - عمر - عثمان - معاویہ - یزید - عبد الملک - ولید بن عبد الملک
عمر بن عبد العزیز - سلیمان بن عبد الملک - ہشام بن عبد الملک - یزید بن عبد الملک - ولید بن
یزید - اور اسکی تائید مین ایک حدیث نکالی ہے خیر کم قرنی ثم الذین یلونہم ثم الذین
یلونہم اور پہلے دو صاحبون کے سوا باقی دس حضرات بنی امیہ مین سے ہین حالانکہ بموجب
تصریح فاضل نیشاپوری و فخر الدین رازی کے آیہ کریمہ وما جعلنا الرءیا التی
اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ مین شجر ملعونہ سے یہی بنی امیہ مراد ہین اور

صواعق محرقہ کے ترجمہ مین لکھا ہے قال رسول اللہ ان اہل بیتی سیلقون بعدی
من امتی قتلا وتشریدا وان اشد قومنا لنا بغضا بنو امیة وبنو المغیرة وبنو مخزوم
یعنی حضرت رسولخدا نے ارشاد کیا کہ میرے اہلبیت بعد میرے عنقریب بلاے قتل مین اور اخراج
مین مبتلا ہونگے اور ہماری قوم مین ہمسے زیادہ بغض و دشمنی رکہنے والے بنی امیہ اور بنی مغیرہ
اور بنی مخزوم ہین اور بیہقی نے دلائل النبوة مین روایت کی ہے کہ جناب رسالتمآب نے فرمایا
شر قبائل العرب بنو امیة یعنی قبائل عرب مین سب سے بدتر اور شریرتر بنی امیہ ہین - یہہ مختصر طور
پر قرآن و حدیث کی بموجب کل بنی امیہ کی کیفیت ہے اور ان دس خلفاے بنی امیہ سے پہلے
تین شخصون کے کچھ تفصیلی حالات بیان ہوچکے باقی سات شخصون مین بعض کے حالات بطور
مشتے نمونہ از خروارے یہان ذکر ہوتے ہین تاریخ الخلفا مین جو اہل سنت کی معتبر کتاب ہے
لکھا ہے کہ جسوقت عبد الملک خلیفہ ہوا قرآن مجید اوسکے پاس تہا اوسکو بند کردیا اور کہا
کہ یہہ تجہہ سے اخیر ملاقات ہے - اور یہہ بہی لکہا ہے کہ یہہ پہلا خلیفہ ہے جسنے بخل کیا اور غدر
اسلام مین بنیاد قائم کی اور امر بالمعروف سے منع کیا پہر صاف کہدیا ہے کہ عبد الملک کے
افعال ذمیمہ سے یہی کافی ہے کہ اوسنے حجاج سفاک کو اصحاب رسول انام اور اہل اسلام
کا حاکم کیا جسنے اونکی ذلت اور اہانت اور قتل و ضرب اور حبس و شتم مین کوئی دقیقہ باقی
نہ چہوڑا اور صحابہ اور اکابر تابعین سے اتنے لوگ قتل کئے جنکا شمار نہین ہوسکتا اوروں کا
کیا ذکر اور بعض اصحاب کبار کی گردنون اور ہاتہون پر اہانت کی غرض سے مہرین لگا دین
اسی کتاب مین ولید بن عبد الملک کی نسبت لکہا ہے کہ وہ جبار اور ظالم تہا اور اوسکے زمانہ
مین تمام روی زمین جور و جفا سے پر تہا - اور کتاب حیوة الحیوان جو دمیری شافعی کی تصنیف
سے مرقوم ہے کہ وہ زشت خو بدخصلت کندہ ناتراشیدہ تہا اور باینہمہ یہہ بہی لکہا ہے

نے اپنے رسالہ رفع الستر مین لکھا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے عبد الملک کے بیٹے مسلمہ سے پوچھا
کہ تیرے باپ کو کسنے دفن کیا تھا مسلمہ نے کہا کہ میرے فلان غلام نے پہر دریافت کیا کہ ولید
کو کسنے دفن کیا تہا مسلمہ نے اوسکا بہی نام بتایا تب عمر نے کہا کہ مین دفن کرنیوالے کی زبانی تجھہ کو
حقیقت حال سے مطلع کرتاہون اوسنے بیان کیا ہے کہ جب عبد الملک اور ولید کو قبر مین رکھا اور
بند کفن کہولے تو اونکے منہ گدہی کی طرف پہرے ہوے پائے الغرض ان سب خلفائے بنی امیہ کی یہی
حالت مرار ضلالت تہی جسکا اولی ثمرہ یہہ ہے کہ زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم
السلام اور یحیی بن زید بھی انہین کی کوشش سے شہید ہوئے ہین - بارہوین خلیفہ کی نسبت کتاب
حیوۃ الحیوان مین لکھا ہے کہ ولید بن یزید لذات دنیا مین مدہوش اور آخرت سے
غافل اور بیہوش تہا ہمیشہ شرابخواری اور لہو ولعب مین اور طبل ودف ومزامیر کے بجانے مین
مشغول رہتا تہا اور شراب کی ایک حوض بنائی تہی جسوقت سرور مین ہوتا تہا اوس حوض مین
کود پڑتا تہا اور اس قدر شراب پیتا تہا کہ بدن کانپنے لگتا تہا اوسنے ایک شب ایک کنیز سے
مجامعت کی تہی ہنوز فاعل ومفعول دونون نشہ مین سرشار تہے کہ صبح کی اذان ہوئی ولید
نے قسم کہائی کہ آج اس کنیز کے سوا نماز جماعت کوئی نہ پڑہائیگا بالجملہ اوسکے حکم سے حالت
مخموری وجنابت مین اوس کنیز نے نماز جماعت پڑہائی اور سب مسلمانون نے اوسکی اقتدا
کی اور ماوردی کی کتاب سے حکایت کی ہے کہ ولید پلید نے ایک روز قرآن مجید مین فال
دیکھی آیہ کریمہ فاستفتحوا وخاب کل جبار عنید اوسکی فال مین نکلی اوس بیباک نے قرآن
شریف کو چاک کیا اور یہہ شعر جو اوسکے کہے ہوے ہین پڑہے ع اتوعد کل جبار عنید
فہا انا ذاک جبار عنید + اذا ما جئت ربک یوم حشر + فقل یا رب خرقنی الولید +

[illegible] کرتا ہے تو خبردار ہو کہ مین وہی جبار عنید ہون جب تو روز حشر
اپنے پروردگار کے پاس آئے تو کہنا کہ ولید نے مجہہ کو پرزہ پرزہ کر دیا۔ تاریخ دیاربکری مین
لکہا ہے کہ جب ولید مکہ معظمہ مین آیا تو کعبہ شریفہ کے کوٹھے پر بزم شراب منعقد کی اور یہہ بھی
لکہا ہے کہ وہ ایکدن اپنی حرمسرا مین داخل ہوا اپنی دختر جمیلہ کو دیکہا کہ پرستارون کے پاس بیٹھی ہے
اوسکے حسن وجمال اور غنج و دلال نے آتش شہوت کو دوبالا کیا اور اپنی دختر کی بکارت کا ازالہ کیا
ایک پرستار نے کہا ارے کیا کرتا ہے یہہ مجوس کا طریقہ ہے اوسکے جواب مین یہہ شعر پڑہا۔
شعر من راقب الناس مات ھما ٭ وفاز باللذۃ الجسور ٭ جب اہلسنت نے ان خلفاء
کے افعال قبیحہ اور اعمال فضیحہ دریافت کیے تو دوسرا طریقہ اختیار کیا جیسا کہ تحفۃ الاخیار ترجمہ
مشارق الانوار مین تحریر ہے **ف** ہرچند حضرت کے بعد بہت سردار ہوے لیکن مراد یہہ ہے کہ
بارہ سردار نہایت دیندار ہونگے سنت محمدی پر چلینگے چنانچہ حضرت کے چارون خلیفہ اور امام حسنؑ اور
عمر بن عبدالعزیز اور امام مہدی باقی تفصیل خدا ہی کو معلوم ہے۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات ایسے
دس خلفائے بنی امیہ سے صرف دو شخصون کو باقی رکہا اور آٹہہ کو دائرہ خلافت سے باہر کیا
تو اس سے بہی ثابت ہوا کہ یہہ آٹہون دیندار نہ تہے اور سنت محمدی پر نہ چلتے تہے مگر عمر بن عبدالعزیز
کی خلافت اور اوسکا نہایت دیندار ہونا اور سنت پر چلنا اس سے ثبوت کو پہونچتا ہے تو ایک
شمہ اوسکے اوصاف سے بہی سننا چاہیے کتاب جذب القلوب مین جو شیخ عبدالحق دہلوی کی
تصنیف ہے لکہا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے مسجد نبوی کے گرد بیش جسقدر مکانات تہے
منہدم کرا دیے اور جناب سالتمآب کے حجرات طاہرات کو بہی گروا دیا جسکے سبب سے ایک
مصیبت عظیم مخلوق مین برپا ہوئی مدینہ مین ایسا کوئی نہ تہا جو اس حالت پر ملالت پر گریہ
وزاری نکرتا ہو اسیطرح جناب حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب علیہم السلام اور فاطمہ بنت حسینؑ کو

...اجب اونہون نے اوس خانہ برکت کاشانہ کے چھوڑنے سے انکار کیا تو حکم ہوا کہ مکان اونکے اوپر
...دیا جاے غرض بغیر اونکی مرضی کے اسباب اندر سے نکالنا اور گھر کا ویران کرنا شروع کیا -
...چار مخدرات اہلبیت اطہار دن دہاڑے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور اونپر یہہ ایسا ظلم بے اندازہ
ہوا کہ جس سے معرکہ کربلا تازہ ہوا اور جب حفصہؓ والے حجرہ پر جو عمر بن خطاب کی اولاد کے قبضہ مین تھا
...ع ہوا اور اونہون نے کہا کہ ہم اس مکان سے ہرگز نہ نکلینگے تو اونکے لئے یہہ تجویز ہوئی کہ اولاد
عمر بن خطاب کی دلجوئی مین کوتاہی نہ ہو اگر وہ قیمت لیکر مکان دیدین بہتر ورنہ ایک قطعہ مکان اونکے
واسطے چھوڑ دینا اور مسجد کی طرف ایک دروازہ اونکے لئے رہنے دینا اور اونکا اکرام کرنا چاہیے -
سبحان اللہ آل جناب سالتمآب پر تو وہ جور و ستم اور اولاد عمر خطاب کے ساتھہ یہہ لطف و کرم -
غرض یہہ سب کام حسن انصرام و انتظام سے عمر بن عبد العزیز کے سر انجام ہوے ظاہر ہے کہ یہہ امور
دینداری اور سنت کی پیروی سے بمراحل دور ہین اسکے علاوہ عمر بن عبد العزیز کا سلک خلفاء
مین منسلک ہونا ابن حجر عسقلانی کی تقریر سے عیان ہے اور مابعد مین بھی بیان ہوگا —
الغرض اس طریقہ مین سات شخص خلفاء قرار دیئے گئے تھے بعضون نے اس سے بھی عدول
کیا اور ابو بکر عمر عثمان حضرت علی چار شخصون کی خلافت کو قبول کیا اور باقی سب کو ملوک جور
مین شامل کیا اور ایک حدیث کو اسکی سند قرار دیا جسکے راویون کو خود بھی معتبر نہین سمجھتے اور
حدیث کا مضمون یہہ ہے کہ حضرت رسولخداؐ نے فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس برس ہوگی پھر
جور کی سلطنت ہو جائیگی - اور بعضون نے تنزل مین ترقی فرمائی اور ابو بکر عمر بن خطاب
عمر بن عبد العزیز صرف تین شخصون مین خلافت منحصر ٹھہرائی - اور بعض بزرگوارون نے
حدیث اثنا عشر خلیفہ سے اور اپنی خاص روایت الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ سے ہاتھہ اوٹھایا اور

تعیین بنی عباس کو خلیفہ ٹھرایا اور اجماع کو اوسکی دلیل بنایا ہے لان اهل الحل
والعقد من الامۃ قد کانوا متفقین علی خلافۃ الخلفاء العباسیۃ وبعض المروانیۃ
کعمر بن عبد العزیز (شرح عقائد نسفی) - الغرض یہ باہمی تہافت اور تعارض اور تخالف حضرات
اہلسنت کا قابل ملاحظہ ہے کبھی تو خلافت کو اس درجہ بڑہاتے چڑہاتے ہین کہ اپنے عثمان
ذوالنورین سے بھی اوسکی قابلیت کا سلب کرتے ہین اور کبھی اوسکو ایسا گراتے ہین کہ یزید
و ولید وغیرہما کو خلعت خلافت سے مخلع فرماتے ہین - چونکہ بعض حضرات اہلسنت امراء
بنی عباس کی خلافت مجمع علیہ سمجھتے ہین اسلیئے کچھہ مختصر کیفیت اونکی مرقوم ہوتی ہے - شیخ
عبد الحق محدث دہلوی اپنی کتاب مدارج النبوۃ مین لکھتے ہین کہ جناب رسالتمآب نے وصیت
کے وقت اصحاب کے خطاب مین یہ آیت پڑہی فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي
الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَىٰ
أَبْصَارَهُمْ محدث ممدوح فرماتے ہین کہ جو جو ظلم و ستم اور جور و جفا کہ ملوک و امراے مروانیہ
و عباسیہ نے اہلبیت نبوت پر کیئے ہین یہہ آیت اونکی طرف اشارہ ہے - یہ مولف کہتا ہے کہ
عَسَيْتُمْ افعال مقاربہ سے ہے اور یہان تمام فعل جمع مذکر حاضر کے صیغے ہین تو وقت
وصیت خطاب اصحاب مین حضرت کا اس آیت کو پڑہنا اسپر صریح دلیل ہے کہ مخاطبین سے
یعنی اصحاب سے عنقریب یعنی حضرت کی وفات ہوتے ہی حاکم بننا اور اہل بیت پر ظلم و ستم کے
دروازے کہولنا اور ملک مین فساد ڈالنا اور قطع رحم کرنا ظہور مین آیگا اس صورت مین
اگر تین پر جو اقل جمع ہے اکتفا کیجائے تو اسکا مصداق حضرات شیوخ ثلثہ کے سوا کوئی نہین
ہوسکتا اور اگر تین پر اکتفا نہو تو معاویہ بھی اسکا مصداق ہوجائیگا اور امراے مروانیہ

ستیہ کو تو خود شیخ محدث نے آیت کا مصداق قرار دیا ہے اسیوجہ سے بجائے
کے ملوک و امرا سے اونکو تعبیر کیا ہے اور ظاہر ہو کہ زمین مین فساد برپا کرنا اور رشتون کا توڑنا
لوگون کا کام ہے اور اونپر خدا نے لعنت کی ہے اور حق کے سننے اور دیکھنے سے اونکو
اور اندھا کر دیا ہے کیونکہ درجہ رفیعہ خلافت حقہ پر فائز ہو سکتے ہین - بنی عباس کے جور و جفا
طرف آیہ کریمہ مین اشارہ ہے مسٹر جیمز کار کرن صاحب عیسائی مذہب جنکو شیعہ اور سنی
سے کچھ تعلق نہین اپنی کتاب تاریخ چین مین اوسکی کیفیت مجملاً اسطرح تحریر کرتے ہین -
کے روز انتقام اون بدیون کا جو اکثر خلفاے آل عباس نے کیا تھا مثل روز قیامت
آن پہونچا اور ہلاکو خان بغداد کی طرف متوجہ ہوا اوس واقعہ کے ہونے پر بعض اہل
تاریخ نے تعجب کیا ہے غرض راقم کو حیرت اوس اقبال پر ہے کہ جسنے قبل اس ایام کے یوم زوال کو
خلافت پر نہ بیٹھنے دیا کیونکہ دوسری باتون کو جانے دیجئے اگر اونکا ظلم صرف بنی فاطمہ کے
پر خیال کیا جاوے تو تعجب ہے کہ اہل اسلام نے اپنے پیغمبر کے آل کے قاتل کو کیونکر دم بھر کے
لئے زندہ چھوڑا تھا سوا سے اسکے دولت کے زوال کے لیئے کئی باتین مخصوص ہین یعنی ظلم اور
غرور اور عیش اور طمع اور نفاق اور ان پانچون مین سے خانہ خرابی کے لیئے ایک کافی ہے
غرض خلیفون مین خصوص معتصم باللہ کی ذات مین یہ صفتین تمام موجود تہین اور اسی سے
تعجب ہے اوسقدر قیام جو آل عباس کو ہوا کیونکر ہوا چنانچہ اس خلیفہ کا ظلم ایسا تھا کہ جملہ اور
بیرحمیون کے ہزارہا بنی فاطمہ کو دیوارون مین اوسنے چنوا دیا تھا اور زور و غرور ایسا
تھا کہ اپنی دہلیز کے پتھر کو مثل حجر اسود کی بڑے بڑے امرا و سلاطین سے بوسہ دلواتا تھا
اور عید بقرعید مین جب نماز کے لئے گھر سے نکلنا واجب ہوتا تھا برقع منہ پر صرف اسی
خیال سے ڈالتا تھا کہ کسی شخص کو قابل دیکھنے کی نہین جانتا تھا - اور تیسرے اوسکے عیش

اور بدمستی اور شہوت پرستی و تن پروری کے حالات لکھنے مین شرم آتی ہے
امر مین کچھہ لکھنا بیفائدہ ہے کیونکہ مسلمان عالم کو یہہ سب معلوم ہی ہے اور جاہل
کے آگے اگر کہا جائیگا تو جانیگا کہ شاید راقم اختلاف مذہب کے تعصب سے کہتا ہے
چوتھے طمع حضرت کی ایسی تہی کہ تمام فوج کو صرف تنخواہ بچانے کے لئے اونہون نے
دیا اور پانچوین پہوٹ اور نفاق جو شیعہ او رسنی کے جہگڑے کے باعث سے ہر جا
امرا اور وزرا مین موجود تہا وہی اوسکی بربادی کے لئے کیا کم تہا۔ کمال تعجب و تاسف
بات ہے کہ شیخ سعدی نے جسکے بعض اشعار سے بنی فاطمہ کی نہایت عظمت او رمحبت
ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شیخ اونکو اپنی مغفرت اور بخشش کا ذریعہ سمجھتا ہے جیسا کہ
مین کہا ہے ؎ خدایا بحق بنی فاطمہؓ ✤ کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ ✤ اگر دعوتم
در قبول ✤ من و دست و دامان آل رسول ✤ اسی مستعصم باللہ کا مرثیہ کہا ہے جسنے فاطم
قلع و قمع اور استیصال مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا اور اونمین سے ہزارون
دیوارون مین چنوا دیا اور اولاد امجاد فاطمہؓ پر جو اوسکے ہاتہون سے یہہ مصیبت عظمیٰ
تہی اوسکی نسبت ایک رباعی یا ایک شعر بہی نہ کہا اسکے سوا مستعصم کے قبائح افعال اور
سے شیخصاحب نے اس مرثیہ مین مطلق چشم پوشی کی اور برعکس اوسکے دینداری اور
کے اظہار مین ناحق کوشش کی جسطرح کہ ان شعرون سے ظاہر ہے ؎ آسمان را حق
گر خون ببارد بر زمین ✤ بر زوال ملک مستعصم امیر المومنین ✤ ای محمد گر قیامت می برآری سر
ز خاک ✤ سر برآور وین قیامت درمیان خلق بین ✤ دیدہ بردار ای کہ دیدی شوکت بیت الحرام
قیصران روم سر بر خاک و خاقان بر زمین ✤ خون فرزندان عم مصطفے شد ریختہ ✤ ہم بران
خاکے کہ سلطانان نہادندے جبین ✤ نوحہ لائق نیست بر خاک شہیدان زانکہ ہست ✤ کمترین

دولت مرالیشان را بہشت برترین جا ✤ لیکن از روی مسلمانی و راہ مرحمت ✤ بہر بان زاری ہے
بسوز دور فراق نازنین ✤ مولوی الطاف حسین حالی نے جو اپنی کتاب حیات سعدی مین لکہا ہے
(اگرچہ اس باب سے انکار نہین ہو سکتا کہ مستعصم باللہ مین دانائی نیکی لیاقت اور انصاف
بالکل نہ تہا تکبر اور غرور نے اوسکے دماغ کو مختل کر دیا تہا غفلت اور بے پروائی کی نوبت یہانتک
پہونچی تہی کہ ایکبار اوسکے بیٹے ابوبکر نے اہلسنت کی حمایت اور طرفداری مین کرخ کے بنی ہاشم پر
سخت ظلم اور تعدی کی جسکے بیان کرنے سے رونگٹے کہڑے ہوتے ہین مگر اوس نالائق نے اوسکا
کچہہ تدارک نہ کیا لیکن اس سے شیخ کے مرثیہ لکہنے پر کچہہ اعتراض نہین ہو سکتا مستعصم باللہ کو
کیسا ہی نالائق اور قابل نفرین یا سمجہو مگر یہہ ضرور ماننا پڑیگا کہ اوسکے بگڑنے سے نہ صرف
بنی عباس کی حکومت دنیا سے اوٹہہ گئی بلکہ مشرق سے مغرب تک جہان جہان عرب کے
قدم جمے ہوے تہے ایکبارگی اونمین تزلزل آگیا اور چند روز مین اونکا اقتدار صفحہ ہستی سے
بیک قلم محو ہوگیا پس جس شخص کے رگ و پے مین عرب کے خون کا ایک قطرہ بہی ملا ہوا تہا
یا جسکے دل مین ایک ذرہ برابر اسلام کی حمیت تہی اوسکے لئے اس سے بڑہکر اور کیا مصیبت ہوسکتی
ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بنی عم کا خون تاتاری وحشیون کے ہاتہہ سے آب باران کی طرح
بہایا گیا اور جس عمارت کی بنیاد خلفاے راشدین کے ہنرمند ہاتہون نے ڈالی تہی وہ چشم زدن
مین ایک خاک کا ڈہیر ہوگیا شیخ نے حقیقت مین مستعصم باللہ کا مرثیہ نہین لکہا بلکہ اسلام
کا مرثیہ لکہا ہے۔) اور شیخ سعدی کی طرف سے یہہ عذر بدتر از گناہ پیش کیا ہے اوسکی
کیفیت یہہ ہے کہ اولاً تو کسی شعر سے منجملہ اون اشعار کے جو مولوی صاحب نے نقل کیے ہین
اسلام کی ضعف و تنزل پر تاسف مفہوم نہین ہوتا تو توجیہ جناب حالی کہ شیخ نے اسلام
کا مرثیہ لکہا ہے محض خیالی ہے اور اوسکا قبیل المعنی فی بطن الشاعر سے ہونا حالی ہے

کو مفسد اور قاطع رحم اور ملعون اور بہرے اور اندہے قرار دیا ہو اوسکے زوال پر اور اوسکے
حاکمون کے استیصال پر تاسف کرنا مسلمان کا کام نہین - ثالثًا اسلام کی وہ حکومت
مسلمانون کے لئے موجب مسرّت و راحت ہے جسمین حاکم و محکوم شرع کے ایسے پابند ہون
جنکے عملدرآمد سے اسلام کی خوبی اور عظمت اور حقیت دیکہنے والون کی نظر مین جلوہ گر اور ہویدا
ہو اور مخالف مذہب لوگون کے قلوب مین اسلام قبول کرنے کی رغبت خود بخود پیدا ہو
نہ وہ کہ دنیا طلب بددین ایک آپ جیسے شخص کو حاکم بنائین اور دین کے لباس مین دنیا کے
مزے اوڑائین اور اپنی شہوات نفسانی کی غرض سے ایسی ناشائستہ حرکات عمل مین لائین
کہ جس سے مسلمانی و اسلام دونون کو دہبہ لگائین بلکہ خاک مین ملائین بہلا ایسے برائے
نام اہل اسلام کی حکومت مین کونسا دینی فائدہ متصور ہے بلکہ اگر ذرا سمجہو تو اسمین سراسر
دین کا ضرر ہے اور تاریخ بآواز بلند پکار رہی ہے کہ تمام امراے بنی امیہ و بنی عباس کا یہی
حال تہا پہر ایسی حکومت کی حمایت حمیت جاہلیت کے سوا اور کیا خیال کیجا سکتی ہے مولوی
حالی صاحب کو بہی مستعصم کا نالائق اور قابل نفرین ہونا سب کچہ قبول ہے لیکن باایں ہمہ
اوسکی حکومت کے جاتے رہنے سے اونکا دل ملول ہے ظاہرا اونکو صرف اسلام کے نام سے
کام ہے اور اوسکی حقیقت سے کچہ سروکار نہین - رابعًا باتفاق ارباب تواریخ ثابت ہے کہ
بنی عباس نے بہی ریاست کی طمع مین اور اوسکی حفاظت کے خیال سے اولاد رسولؐ اور احفاد
بتولؑ کی خونریزی مین دریغ نہین کیا چنانچہ تاریخ الخلفاء مین لکہا ہے کہ منصور نے جو دوسرا
عباسی رئیس تہا محمد اور ابراہیم کو جو عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابیطالب علیہما السّلام
کے بیٹے تہے اور ایک جماعت کثیر کو اہلبیتؑ سے قتل کیا اور ایک خلق کو علماءمین سے جو اونکے

ربیع نے ایذا پہونچائی کسیکو قتل کرایا کسیکو پٹوایا اور یہہ پہلا شخص ہے جسنے بنی عباس اور اولاد
علی مین فتنہ برپا کیا بالجملہ تمام امراے عباسیہ چونکہ اہلبیت رسول مقبول کو جنکی محبت اور پیروی
اور اطاعت کی قرآن وحدیث مین بکمال تاکید ہے اور اسلام کی کتابین اس مضمون سے پُر ہین
خلافت کا مستحق اور دعویدار سمجھتے تھے اپنی سلطنت کی حفاظت کے لئے بنی فاطمہؑ کی بیخکنی مین
نہایت درجہ کوشش کرتے رہے اپنے اپنے عہد حکومت مین جسنے جیسا موقع پایا اس بُرے کام
کو جو دوجہان مین روسیاہی کا باعث ہے انجام کو پہونچایا اکثر ائمۂ اہلبیتؑ کو زہر کھلایا ہزارہا
بنی فاطمہ اور اونکے دوستون کو تیغ بیدریغ سے شربت شہادت پلایا اکثر کو زندہ دیوارون مین
چنوایا آخرالامر جب ان ہزارہا خون ناحق کے انتقام کا وقت آیا تو منتقم حقیقی نے اہل تاتار کو
بنی عباس پر مسلط فرمایا کیونکہ نام کے مسلمان دنیا طلب اس لائق کب تھے وہ تو سب کے سب
بفحواے الناس علی دین ملوکہم سادات کشی مین عباسیون کے ہم مشرب تھے۔ ہزار افسوس
بلکہ صد ہزار افسوس کہ غیر مذہب کے لوگ تو مسلمانون سے متعجب اور متحیر ہوتے ہین کہ اہل اسلام نے
اپنے پیغمبرؐ کی آل کے قاتلون کو کیونکر دم بھر کے لئے زندہ چھوڑا جیسا کہ تاریخ چین سے منقول
ہوا اور اوس قسم کے مسلمان ہنوز آل رسولؐ کے قاتلون کی حکومت کا دم بھرتے ہین اور اپنا
دین وایمان اوسپر قربان کرتے ہین کہ وہ سادات کش حکومت ابدالاباد کیون نہ آباد رہی اور
رہی سہی اولاد رسول مقبول کس لئے نہ مقتول ہوئی انکی آنکھون کا نور اور سینون کا سرور
یہہ ہے کہ ایسی عرب کی قدم روی زمین پر جمے رہتے گو اسلام مین زلزل آجاتا اور یہہ
سجادین بھی ہدف سہام ملام لیام بنجاتا اور اونکا اقتدار صفحہ ہستی پر کالنقش فی الحجر
باقی رہتا اگرچہ اولاد کرام رسول انام کا نام تک مٹجاتا اور نقش اسلام بھی لوح خواطر سے
بالکل محو ہوجاتا۔ ظاہر ہے کہ یہہ شعار سراسر عار کوئی دیندار اختیار نہین کرسکتا تو پس

جس شخص کے رگ وپے مین سرور عرب رسول رب کے خون کا ایک قطرہ بھی ملا ہوا ہے یا جسکے
دل مین ایک ذرہ برابر اسلام کی حمیت اور بانی اسلام کی حمایت ہے اوسکے لیے اس سے بڑھکر
اور کیا مسرت ہو سکتی ہے کہ آل رسول کے قاتل دنیا مین بھی اپنے کردار ناہنجار کی سزا کو پہونچے
اور اہلبیت کے دوستون نے اونکے دشمنون کا روز بد اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا اور چونکہ بنی امیہ
اور بنی عباس نے اہلبیت اطہار اور انحضرات کے دوستدارون پر جو شیعہ کہلاتے ہین جور وجفا کی
رسم جاری کی تہی اونکی حکومت کے زمانہ مین اور بعد کو بھی وہ طریقہ رائج رہا تو جسطرح کہ متوکل عباسی نے
امام حسین کی قبر شریف کے منہدم کرنے کا اور اوس مقام مقدس مین قلبہ رانی کا حکم دیا تہا جیسا
کہ تاریخ الخلفا مین لکھا ہے اسیطرح تاریخ مراۃ الجنان مین لکھا ہے کہ اہلسنت نے کرخ کے شیعون
کو قتل کیا اور اونکی قبرین کہود ڈالین اور اونکو جلایا اور یہ حادثہ سنہ ۴۴۳ھ مین پیش آیا اسی طور
پر بادشاہ ترکستان عبد اللہ خان اوزبک کے بیٹے عبد المومن خان نے مشہد مقدس مین جہان
ائمہ اہلبیت مین سے آٹھوین امام علی بن موسی الرضا علیہما السلام کا مزار فائض الانوار ہے اور ہمیشہ سے
شیعہ مذہب کی سادات عظام اور علمائے کرام اور صلحائے فخام اور اتقیائے عالی مقام کا مرکز اور
جائے قرار ہے پہلے تو شہر کے باشندون کو علف تیغ آبدار کیا پھر خاص روضۂ مقدسہ مین معرکہ کربلا
آشکار کیا چنانچہ دار السیادہ سے سادات عالی درجات کو کھینچ کھینچ کر باہر لاتے تھے اور نہایت بیرحمی
سے اونکا خون بہاتے تھے اور دار الحفاظ سے قرآن کے حافظون کو پکڑ لیتے تھے اور قرآن پہین چہین کر
اونکو خون مین نہلاتے تھے اور وہ ناحق ناشناس کچھ خدا اور رسول خدا اور کتاب خدا کا لحاظ و پاس
خاطر مین نہ لاتے تھے ایک سید بزرگوار جو تقوی وطہارت اور زہد و عبادت مین یکتائے روزگار تھے
اور چونکہ ہمیشہ قبر شریف کے سرہانے نماز اور طاعت اور تلاوت مین مشغول رہتے تھے لوگ انکو
میر بالاسر کہتے تھے اوس روز بھی حسب معمول اپنی جگہ تلاوت قرآن مین مشغول تھے ایک بیرحم

اوزبک نے اونکی کمر پکڑ کر گھسیٹا سید مظلوم نے ضریح مبارک کی جالی پکڑ لی دوسرے مرد کنے
تلوار کا وار کیا کہ ہاتھ کٹ کر جالی مین رہگیا آخر بیچارہ سید کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا-
غرض کہ آستان فیض نشان مین اوس روز کشتون کے پشتے اور لاشون کے انبار ہوگئے
اور خون کی ندیان بہہ گئین مولانا شانی نے اس حادثہ کا مرثیہ لکھا ہے اوسمین کا ایک
شعر یہ ہے ؎ ہنوز ار بفشارند خاک مشہد را ✤ سفینہ از شط خون تا بکربلا برود ✤ آون بیدینون
نے قتل و خونریزی پر اکتفانہ کی اور روضۂ مبارک کی غارتگری پر کمر باندھی سونے اور چاندی
کی جڑاؤ بیشمار قندیلین اور شمعدان طرح طرح کے فرش انواع انواع کے برتن اور کتب خانہ
جسمین بے انتہا علوم و فنون کی کتابون کے سوا قرآن مجید آئمہ معصومین کے دست حق پرست کے
لکھے ہوے تھے سبکو غارت اور تاراج کیا اور چلتے وقت عبد المومن خان گنبد مبارک کا بڑا
کلس جو شاہ جنت مکان شاہ طہماسپ صفوی نے سات من سونیکا طیار کرا کر نصب کیا تھا اوتار کر لیگیا

مقصد چہارم

ہندوستان مین شیعون کی کیا حالت رہی

محمود غزنوی کی ہندوستان پر حملے کرنے کے زمانہ سے ابراہیم لودی کی سلطنت تک
امامیہ اثنا عشریہ یعنی شیعون کو کوئی امن و امان کی صورت اور اپنے مذہبی رسوم ولوا...
علانیہ ادا کرنے کی استطاعت ہندوستان مین نصیب نہین ہوئی ہان البتہ یوسف عادل شاہ
جو بیجاپور کا فرمانروا تھا اور عادلشاہیہ بادشاہون مین اول تخت نشین ہوا تھا اس
شاہ عالی جاہ نے ۹۰۸ھ مین ایک بڑی مجلس منعقد کی اور شیعہ مذہب کے امیر و امین سے
مرزا جہانگیر اور حیدر بیگ وغیرہ کو اور علماء سے سید احمد صدر وغیرہ کو جمع کر کر جان کیا
کرجب مین ساوہ کے مقام پر تھا ایک رات دربدر کے طریق پر شہر سے باہر گیا اور ہر طرف پھر رہا تھا

کہ یکایک حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات سے مشرف ہوا آب زلال کا جام میرے ہاتھ مین
دیکر ارشاد کیا کہ جب کسی ملک عجم کی سلطنت تجھے نصیب ہو تو تو ہمیشہ سادات کو اور اہلبیت رسول
آخر الزمان کے دوستون کو معزز اور مکرم رکھنا اور مذہب اثنا عشریہ کی تقویت اور ترویج مین اپنی
ہمت کو مصروف کرنا مینے خدا سے عہد کیا کہ اگر دولت حکومت وسلطنت مجھہ کو مرحمت
فرمائیگا مین ضرور شیعہ مذہب کو رواج دونگا اور بارہ امام کے نام خطبہ مین درج کر کر اونکے
القاب مستطاب سے منبرون کو آراستہ وپیراستہ کرونگا اسیطرح جسوقت ملک مین شور وغوغا
برپا ہوکر قریب تہا کہ سلطنت ہاتہہ سے نکلجائے اوسکو اپنے عہد کے وفا نکرنے کا ثمرہ سمجھکر نئے
سر سے عہد کو مینے مستحکم کیا کہ اس مہم سے فارغ ہوکر مذہب اثنا عشریہ کے رائج کرنیمین کوشش
کرونگا اب تم اس باب مین کیا کہتے ہو بعضے کہنے لگے کہ مبارک ہے بسم اللہ اور اکثر نے تعجیل کو
خلاف احتیاط ظاہر کیا عادلشاہ نے سوچکر فرمایا کہ مین اپنے عہد کو وفا کرتا ہون خدا حافظ اور
حامی ہے آخر اوسی برس ذیحجہ کے مہینے مین جمعہ کے دن قلعہ ارک بیجاپور کی جامع مسجد مین
خود اسی غرض سے حاضر ہوا اور نقیب خان جو مدینہ منورہ کی سادات رفیع الدرجات سے تہے
منبر پر گئے پہلے کلمہ اشہد ان علیاً ولی اللہ اذان مین داخل کیا پہر دوازدہ امام علیہم السلام
کے نام نامی کا خطبہ پڑہا اور وہ پہلا شخص ہے جسنے ہندوستان مین بارہ امامون کے نام کا
خطبہ پڑہا ہے اور جب یوسف عادلشاہ نے مذہب شیعہ کی ترویج مین سعی کی بہت سے سردارون
نے یہ مذہب اختیار کیا۔ اور اس واقعہ سے کئی برس کے بعد شاہزادہ عبدالقادر برہان نظام
شاہ والی احمد نگر کا فرزند جگر پیوند تپ محرقہ مین مبتلا ہوا ہر چند ہر قسم کے علاج مین بے انتہا
کوشش ہوئی مگر اثر نہوا بلکہ روز بروز مرض بڑہتا گیا برہان شاہ چونکہ اس شاہزادہ سے
نہایت درجہ محبت رکہتا تہا کمال درجہ مضطرب اور مضطر ہوا اور ہر طرف سے لاچار ہوگیا

مسدود دیکھی اتفاقا ایک سید پاک طینت فرشتہ سیرت جامع علم باطن وظاہر شاہ طاہر نے
جو مقبول بارگاہ رب اور برہان شاہ کے مقرب تھے ایک عمدہ تمہید کے بعد کہا کہ آج شب جمعہ
ہے حضور نذر کرین کہ اگر حکیم برحق اور شافی مطلق رسول انام اور دوازدہ امام علیہم السلام کی
برکت اور قرب اور منزلت سے اسی شب مین شہزادہ کو شفا بخشی تو بارہ امام کے نام کا خطبہ پڑہ کر
مذہب اثنا عشریہ کے رواج دینے مین کوشش فرماینگے برہانشاہ جو شہزادہ کی حیات سے مطلق مایوس
تہا یہہ بات سنکر مسرور ہوا اور صمیم القلب سے یہہ نذر کی اور اس بارہ مین شاہ طاہر سے عہد وپیمان کیا
اور اوس شب مین اپنے بیمار بیٹے کے پاس بیٹہا رہا اور اوسکی حالت کرب واضطراب دیکہکر ملول و
محزون ہوتا تہا اور روتا تہا قریب صبح برہانشاہ کو نیند آگئی خواب مین دیکہا کہ ایک نورانی شخص
سامنے سے تشریف لاتے ہین اور چہہ چہہ بزرگوار دونون طرف اونکی زینت پہلو ہین برہانشاہ نے
آگے بڑہ کر ہدیہ سلام پیشکش کیا کسینے کہا تو جانتا ہے کہ یہہ بزرگ کون ہین یہہ خاتم الانبیا حضرت
محمد مصطفے ہین اور اونکے دہنے بائین جو حضرات عالی مقام ہین بارہ امام ہین اسی اثنا مین جناب
رسولخدا اوس نے متوجہ ہوکر ارشاد کیا کہ ای برہانشاہ خدا تعالی نے علی اور اونکی اولاد امجاد کی
برکت سے عبدالقادر کو صحت عطا فرمائی چاہیے کہ تو میرے فرزند طاہر کے کہنے کی مطابق
عمل کرے برہانشاہ نہایت بشاشت کے ساتہہ خواب سے بیدار ہوا دیکہا کہ شہزادہ عبدالقادر
لحاف اوڑہے ہے حالانکہ شب مین ہرچند چاہا تہا کہ اوسکو لحاف اوڑہائین مگر تپ کی شدت
وحرارت سے ہرگز تحمل نہوا تہا عبدالقادر کی والدہ اور دایہ سے دریافت کیا کہ تمنے لحاف
کس طرح اوڑہا دیا جواب دیا کہ ہمنے نہین اوڑہایا اوسی وقت لحاف خود بخود متحرک ہوکر شہزادہ پہ
ڈہک گیا اور اس حال کے دیکہنے سے ہمپر ایسی دہشت غالب ہوئی کہ بات کرنے کی تاب نرہی
برہانشاہ نے لحاف کے اندر جو شہزادہ کا بدن دیکہا تو معلوم ہوا کہ تپ کا اثر مطلق باقی نہین رہا

اور یہی سبب شیعہ ہونیکا ہے شکر کا سجدہ ادا کیا غرض یہہ عجیب غریب واقعہ دیکھکر برہانشاہ
نے مع اپنے خاندان کے اوسیوقت مذہب شیعہ اثنا عشریہ اختیار کیا اور اوسی روز چاہا
کہ بارہ امام علیہم السلام کے نام خطبہ پڑہا جاے شاہ طاہر نے تعجیل سے منع کیا اور کہا کہ
مناظرہ اور مباحثہ کے بعد یہہ امر جاری ہونا چاہیے چنانچہ کئی مہینے مناظرہ کا بازار گرم رہا
آخر ایکدن علما شاہ طاہر سے ملزم ہوگئے تب برہان شاہ نے بہی اپنے فرزند دلبند کی علالت
اور اپنی خواب کی کیفیت سب مفصل بیان کی اوس روز اکثر علماے مجلس اور امرا اور مقرب اور
منصبدار اور سلحدار اور ہندی اور ترکی اور حبشی غلام اور شاگرد پیشہ قریب تین ہزار آدمیون
کے شیعہ ہوے اور دوازدہ امام علیہم السلام کا خطبہ رائج ہوگیا اور برہانشاہ کی قدردانی سے
تہوڑے دنون مین شیعہ مذہب کے بڑے بڑے نامی وگرامی عالم و فاضل جو ہفت اقلیم کا خلاصہ
تھے احمد نگر مین رونق افروز ہوے چنانچہ اونمین سے بعض حضرات کے نام نامی یہہ ہین۔ شاہ
حسن انجو۔ شاہ جعفر۔ ملا شاہ محمد نیشاپوری۔ ملا حیدر رحمد استرابادی۔ سید حسن مشہدی
ملا علی گل منشی استرآبادی۔ ملا رستم جرجانی۔ ملا علی مازندرانی۔ ملا یعقوب ابو البرکہ
ملا عزیز اللہ گیلانی۔ ملا محمد امامی گیلانی۔ اور چونکہ برہانشاہ کو مذہب امامیہ کے رواج دینے کی
طرف نہایت توجہ تہی احمد نگر کے قلعہ کے مقابل ایک عالیشان پختہ مدرسہ بنوایا اور لنگر
دوازدہ امام اوسکا نام رکہا اور قصبہ جیئور دسنور اور اسناپور اور کئی گانون اور اوسکے
مصارف کیواسطے وقف کیے وہان ہر روز دونون وقت طیار کہانا شیعون کو ملتا تہا۔ دیکہو
تاریخ فرشتہ۔ سلاطین تیموریہ کے وقت مین اگرچہ شیعہ مذہب کے لوگ کثرت کے ساتہہ ہر قسم کے مناصب
سامیہ اور مراتب عالیہ سے ممتاز و سرفراز رہے چنانچہ فہرست ذیل سے مختصر طور پر واضح ہوگا لیکن
با این ہمہ ان بادشاہون سے ممکن نہوا کہ اپنی قلمرو مین یا بعض مقامات مین ہی اتنا حکم فرمائین کہ

بدعت بجالائین اور اکبر بادشاہ نے جو امامیہ مذہب کو لوگون کو جدید ...

دی تہی جسکا ذکر جہانگیر بادشاہ نے بکمال فخر کے ساتہہ تزک جہانگیری مین کیاہے کہ یہ اکبر بادشاہ
ہی کا کام تہا کہ دونون فریق یعنی امامیہ اور اہلسنت کو مسجد مین نماز کی اجازت دی تہی اوسکا
صرف یہی مطلب تہا کہ اہلسنت کی مسجدون مین شیعہ بہی فرادی فرادی نماز پڑہ لیاکرین نہ یہ کہ
جمعہ و جماعت اپنے مذہب کیموافق عمل مین لائین پس اوس اجازت کا اتناہی نتیجہ ہوا کہ شیعہ کے
مذہب کے بڑے بڑے منصبدار شاہی کبہی کبہی اہلسنت کی مسجدون مین نماز پڑھ کر لیاکرتے
تہے اور عوام شیعہ کی تو کیا مجال تہی کہ اون مسجدون مین قدم تک رکہنے پائین پہر نماز پڑہنا
کیسا اسکے علاوہ اکثر سلطنتون مین امرائے اہلسنت سے شیعون کو ضرر پہونچتا رہا چنانچہ چند
وقائع بطور نمونہ کے مرقوم ہوتے ہین۔

عبدالقادر بدایونی کی منتخب التواریخ کے ترجمہ مین جو مولوی احتشام الدین مرادآبادی نے کیا ہے
لکہاہے ابو المعالی نے شراب پیکر نشہ کی حالت مین ایک شیعہ کو تعصب کے سبب سے قتل کرڈالا
مقتول کے وارثون نے دعوی کیا ابوالمعالی کو ہمایون نے طلب کیا ابوالمعالی سیاہ
مخمل کے کپڑے پہنے ہوے بڑے کروفر سے مجلس مین آیا اور اپنے جرم سے انکار کیا۔
خون اوس بیچارہ کا ضائع ہوگیا عبدالقادر سے سنی متعصب کے اعتراف سے ایک بڑے
رئیس اہلسنت کی شراب نوشی اور خونریزی اور تعصب مین مدہوشی اور بادشاہ کے حضور
مین بیباکی اور خیرگی اور ہمایون بادشاہ کی اوسکے قصاص سے چشم پوشی ظاہر ہے۔
اوسی کتاب مین مسطور ہے کہ ماہ صفر ۹۹۶ھ مین مرزا فولاد بیگ برلاس نے ملا احمد شیعہ
مذہب کو کسی بہانہ سے گہر سے بلاکر قتل کیا زہے خنجر فولاد اوسکی تاریخ ہی اور دوسری

حولۂ سفری مصنف صاحب (عبد القادر بدایونی) کہتے ہین کہ مینے حالت نزع
منہ دیکھا تھا بعینہ صورت سور کی تھی اکبر نے اوسکے عوض مین مرزا فولاد کو ہاتھی کے پاؤ
بندھوا کر لاہور مین پہرایا چنانچہ وہ شہادت کے درجہ کو پہونچا اول اکبر نے حکیم ابوالفتح کی
اوس سے پوچھا تھا کہ تونے تعصب مذہب کے سبب سے اوسکو قتل کیا اوسنے جواب دیا کہ اگر مجھ
تعصب مذہب ہوتا تو کسی اور اوس سے بھی بڑے کو قتل کرتا حکیم نے یہی سخن اکبر سے عرض
تب اکبر نے کہا کہ یہہ سخت حرامزادہ ہے اوسکو چھوڑنا اچھا نہین ورنہ اوسکی مردانگی اور
کی شفاعت سے اکبر کا ارادہ تھا کہ اوسکی جان بخشی کردے مقتول قاتل سے تین چار
پہلے جہنم مین پہونچا مشہور ہے کہ شیعون نے اوسکے غسل کیوقت بموجب قاعدہ اپنے مذہب کے
ایک میخ اوسکی مقعد مین ٹھونک کر دریا مین بہت سے غوطے دیے اوسکے دفن کے بعد شیخ
اور شیخ ابوالفضل نے محافظ اوسکی قبر پر مقرر کردیے اور باوجود اوسکے جس سال اکبر کشمیر
گیا اہل لاہور نے اوسکے جسم ناپاک کو نکال کر آگ مین جلا دیا انتہی ملفقطہ۔
عبدالقادر کی تحریر سے مرزا فولاد جلاد کا تعصب مذہب سے ایک شیعہ عالم کو مارڈالنا اور
کی شفاعت سے اکبر سے منصف مزاج بادشاہ کہ قاتل کی جان بخشی پر آمادہ ہونا اور پھر
وجہ سے کہ وہ سخت حرامزادہ ہے اوسکو سزا دینا اور لاہور کے سنیون کا ایک مسلمان عالم
مذہب کی لاش کو قبر مین سے نکال کر جلانا بخوبی واضح ہے باقی جو اس بدایونی نے لکھا
صاف صاف عقل و نقل کے خلاف ہے نمرود و شداد اور فرعون وغیرہم کو بھی دنیا مین یہہ سزا نہ
ملی اور کیونکر ایسا ہوتا حالانکہ یہہ امر غرض الٰہی کی جو امتحان ہے منافی ہے پھر ایک مسلمان
عالم دیندار رسول مختار اور اہلبیت اطہار کے جان نثار کی نسبت جو محبت آل رسول ذوالجلال
سے بیجرم وگناہ قتل کیا جاے کیونکر ایسا وہم ہوسکتا ہے اسکے علاوہ اگر یہہ عجیب سانحہ ظہور مین

ہرکو دکہاتے اور مرزا فولاد کو انعام دلواتے اور تمام شیعون کو قتل کرواتے یا شاہی قلمرو
سے نکلواتے بلکہ اوس لاش کو شہر بشہر اور قریہ بقریہ پہراتے اور اس واقعہ سے پہولے
سماتے حالانکہ انمین سے ایک امر بہی ظہور مین نہ آیا اور فولاد بانی بیداد نے اس ہاتہہ
اوس ہاتہہ پایا اور اوسکے کسی حمایتی کی کچہہ پیش نہ گئی اور بدایونی سے بہی سوا اسکے
اس سریح جہوٹہہ سے اپنی کتاب کو عاقلون کی نظر مین بے اعتبار کیا کچہہ اور نہ بن پڑا -
بجز اوسی کے بیان سے اوسکا کذب وبہتان عیان ہے اور مادہ تاریخ خوک سقری نے الاصل
واسطے فولاد خان کے ہے جو بوجہ ظلم اوسیکو زیبا ہے اور بدایونی نے جو وقت غسل اموات
شیعون کا قاعدہ ٹہرایا ہے اور عوام کے بہکانے کی غرض سے یہہ بیجا افترا تحریر مین لایا ہے
اوسکی نسبت اسقدر کافی ہے کہ لوگ عربی فارسی اردو شیعہ مذہب کی تمام کتابین جو متداول
اور مشہور ہین جنمین میت کی تغسیل وتکفین وغیرہ کے تمام مسائل مسطور ہین ملاحظہ فرمائین
المختصر جس مذہب کے علما ایسے کاذب ومفتری ہون اوس مذہب والون سے انصاف کی کیا
توقع ہے - مآثر الامرا مین تحریر ہے کہ شہباز خان کنبو مرزا مراد شہزادہ کے ہمراہ دکن کی مہم
پر مامور ہوا اثنا مین اوسنے تعصب مذہب کیوجہ سے یہہ حرکت کی کہ احمد نگر کے محاصرہ مین گشت وسیر کے
بہانہ سے سوار ہوا اور نئے شہر برہان آباد کا ایک محلہ جسکا مشہور نام لنگر دوازدہ امام تہا اور
وہان کے رہنے والے سب شیعہ مذہب مشہور تہے ایک اشارہ مین غارت کرادیا اور چونکہ دکن
والون کو یہہ حالت پر ملالت مشاہدہ کرکے شہزادہ کے قول وفعل پر بہی اعتماد نرہا اکثر جلا
وطن ہوگئے شہزادہ اس سبب سے ناخوش ہوا - اس سے دریافت ہوا کہ مذہبی تعصب کے
جوش وخروش مین شہباز خان نے شہزادہ کی اور اپنی بے اعتباری کا بہی مطلق خیال نکیا

اور اہلسنت کے غلبہ اور کثرت کیوجہ سے اظہار ناخوشی کے سوا اسکا تدارک شہزادہ سے بھی کچھ
نہ ہو سکا۔ منتخب التواریخ کے ترجمہ مین مذکور ہے قاضی نور اللہ شستری اگرچہ شیعی مذہب ہین مگر
انصاف اور نیک نفسی اور حیا اور تقوی اور جتنی صفتین شریفون مین چاہئین وہ سب اونکی ذات
مین جمع ہین علم اور حلم اور تیزی طبیعت اور صفائی ذہن مین مشہور ہین بہت کتابین اونکی تصنیف
ہین شیخ فیضی کی ... تفسیر پر اونہون نے ایک تقریظ نہایت عمدہ لکھی ہے شاعر بھی ہین اور
شعر اونکے نہایت دلنشین ہوتے ہین اور حکیم ابو الفتح کے وسیلہ سے اکبر کی ملازمت مین آئے تھے
جب اکبر کا لشکر لاہور مین پہونچا تو شیخ معین قاضی لاہور کے اکبر کے دربار مین بسبب ضعف پیری کے
گر گئے اکبر نے اونپر رحم کر کے کہا کہ شیخ اب بہت ضعیف ہو گئے ہین اونکی جگہ قاضی نور اللہ مقرر ہون
اور فی الواقع لاہور کے مفتیون اور محتسبون کو اونہون نے خوب ٹھیک کیا اور رشوت کا دروازہ بالکل بند
کر دیا۔ جناب قاضی صاحب کے اوصاف جمیلہ اور محامد جزیلہ کا ایک شمہ جو بے اختیار بدایونی سے سخت
متعصب کے زبان پر جاری ہو گیا اور باوجود نہایت مذہبی عداوت کے اوسکو بغیر لکھے چارہ نہ ہوا
بمفحوای ؎ الفضل ما شهدت به الاعداء ✢ اونکے جامع الکمالات ہونے کی ایک
صریح دلیل ہے۔ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ جب جناب قاضی صاحب نے کتاب مجالس المومنین
مذہب شیعہ کی تائید مین اور کتاب احقاق الحق اور مصائب النواصب اہلسنت کے جواب مین
تصنیف کین اور علمائے اہلسنت اونکے جواب سے محض عاجز رہے چنانچہ آجتک بھی کسی نے
اونکی تحریر پر قلم نہین اوٹھایا تب انحضرات نے حمیت جاہلیت کو کام فرمایا اور بیکار رد کے قاضی
صاحب کے قتل مین جد و کد کی اور موقع پاکر جہانگیر بادشاہ کو برہم کیا جسکا یہہ نتیجہ ہوا کہ اوس مجرم
نے نہ اونکی سیادت و نجابت پر نظر کی نہ اونکی دیانت و امانت اور فضل و کمال کا خیال کیا نہ
اون کتابون کے مضامین کو ملاحظہ کیا جنکا جواب باصواب جناب قاضی صاحب نے تحریر فرمایا تھا

اور اونکو درۂ اہمیت سے قتل کرایا اور ایسے جامع کمال فاضل بیمثال کو عالم غربت مین خلعت
شہادت پہنایا اب انصاف بے اختیار کھینچتا قلم کی عنان سلطنت انگلشیہ کے ذکر و بیان کے میدان
کی طرف پھیرتا ہے اور بغیر اسکے کہ یہان بھی کچھ جولانی کرے کسیطرح آگے نہین بڑھنے دیتا ۔
ہندوستان جو مذاہب کی کان ہے ایک ایک یورپین حاکم یہان آنکے خود نوشیروان ہے باوجود کثرت
مذاہب کے ہر مذہب آزادی کے ساتھ جاری ہے ہر مذہب کے لوگ بدون کسی روک ٹوک کے اپنے
مذہبی رسوم ادا کرتے ہین اور اگر کسی مذہب کے آدمی کبھی کسی مصلحت سے کسی مذہبی رسم کے ادا کرنے مین
توقف کرتے ہین تو حکام والا مقام اپنے داب انصاف کے خلاف سمجھکر اجرا مین کوشش فرماتے
ہین مذہبی آزادی کا اندازہ کرنا منظور ہو تو دور کیون جاتے ہو پادری فنڈر صاحب بہادر
کی کتابون کے جواب جو مسلمان عالمون نے لکھے ہین دیکھ لو مولوی آل حسن صاحب سنی نے
استفسار مولوی رحمۃ اللہ صاحب سنی نے اعجاز عیسوی جناب زبدۃ العلما مولوی سید
ہادی صاحب شیعہ اعلی اللہ مقامہ نے کشف الاستار پادری صاحب ممدوح کے
جواب مین تصنیف کی اور ہر موقع اور ہر پہلو پر کمال بسط و شرح سے نقض و جرح کیا جس
طرح کہ ہمسری اور برابری کی حالت مین ایک مذہب کا آدمی اپنے مخالف مذہب کی تردید
کیا کرتا ہے اور یہہ کتابین چھاپہ ہو کر شائع ہوئین مگر واہ رے آزادی کسینے اتنا بھی پوچھا
کہ تمہارے منہ مین کے دانت ہین اگر اس سے بھی بڑھکر چاہو تو یہہ ہے کہ جناب سر ولیم میور
صاحب بہادر کی مذہبی تصنیف کے جواب مین سر سید احمد خانصاحب نے کتاب خطبات احمدیہ
اردو اور انگریزی مین تحریر کی باوجود اسکے کہ صاحب محتشم الیہ لفٹنٹ گورنر بھی رہے لیکن
آزادی کی بدولت سر سید صاحب کی حالت جلالت مین فرق نہ ہوا جان و مال و آبرو
سب کچھ محفوظ رہا بلکہ یوماً فیوماً ترقی ہو رہی ہے الغرض ہمارے منصف آزادی پسند

مقام مناسب بمقام زیب ارقام ہوتے ہین۔

نمبر خطبہ	صفحہ	عبارت
مقدمہ خطبات احمدیہ اردو	١٩١	ان مصنفون کے سوا کسی صاحب کا ذکر نہایت حیرت انگیز ہے وہ ایک سخت متعصب مصنف ہے کہ اوسکا دل اپنے بغض وکبر کے اظہار اور نفرت انگیز جھوٹے طعن وتشنیع اور بدزبانی سے کبھی نہین بھرا۔
ایضاً	١٩٢	ڈاکٹر اسپرنگر صاحب۔ انکی طبیعت پہلے ہی سے ایسے تعصبات اور یکطرفہ راے سے بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے وہ لکھتے ہین کہ اسلام محمدؐ کا ایجاد نہین ہے وہ ایسے مکار کا نکالا ہوا مذہب نہین ہوسکتا ہے نعوذ باللہ من ہذہ الاقادیل۔
〃	١٩٤	جس شخص کو (سر ولیم میور صاحب کو) پادری پی فنڈر صاحب نے تاریکی کا فرشتہ بنانا چاہا تھا وہ روشنی کا فرشتہ نکل آیا۔
خطبہ رابع	٣٣٢	ہمکو نہایت افسوس ہے کہ جو بات مذہب اسلام کے متعلق ہوتی ہے اوسکو عیسائی مصنف ہمیشہ بدظنی کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔
〃	٣٣٤	مگر قطع نظر اوس اختلاف سے جو عیسائیون کو کتب مقدسہ کے اعتقاد اور انکے وحی ہونے کی نسبت ہی انکو دو ایسے بڑے بڑے مذہبی مسائل پر یقین کرنا فرض ہے جسکے سبب سے مذہبی معاملات مین آزادی راے کامل طور سے بالکلیہ نیست نابود ہوجاتی ہے اور اس عیسائی خدا کی برگزیدہ قوم (یعنی یہود) سے بھی زیادہ خراب حالت مین ہین اور وہ دو مسئلے یہہ ہین ایک مسئلہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کا ہے یہہ ایک نہایت عجیب طرح کا مسئلہ ہے

اسکی نسبت عقل کو کام مین لانا منع ہے لفظ تثلیث کا خدا کے تین مقدس ہونے
کرنے کو حضرت عیسیٰ کی دوسری صدی تک یعنی اوسوقت تک جبکہ سوفیس لٹ آف نیو ٹک
نے اوسکو ایجاد کیا جاری نہین ہوا تھا اور یہہ تثلیث کا مسئلہ مذہبی کوسل نالس با تا مسئلہ مین
بھی جو ۳۲۵ سال بعد حضرت عیسیٰ کے ہوئی تھی اور جسمین ایریس کے مسائل کی نسبت اعتراض
کیا گیا تھا طے نہین ہوا تھا اور کچھ اسی پر موقوف نہین ہے کیونکہ پارسن اور اور مشہور و معروف
یونانی عالمون کی تحقیقات سے یہہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ اصل عبارت متن انجیل کی جسپر
خاص اس مسئلہ کا استدلال کیا جاتا ہے الحاقی ہے پس اگر اعتقاد کی خوبی نہایت عجیب و مشکل
وخلاف عقل مسائل پر اعتقاد لانے مین ہو تو بلا شبہ عیسائیون کا اعتقاد بہت بڑا اعتقاد
متصور ہوگا مثل اسکی کہ کوئی شخص عیسائی کہلاوے اور اوسکو عیسائیون کے حقوق خدا کی
بارگاه مین حاصل ہون پھر بھی اوسکو اس مسئلہ عجیب و غریب پر پکا اعتقاد لانا چاہیے تمام
عیسائی یہہ بات کہتے تھے کہ اگرچہ یہہ مسئلہ قانون قدرت اور آئین عقل کے بالکل برخلاف ہے
تاہم آنکھہ بند کرکے اور عقل کو محض بیکار و معطل چھوڑکر نہایت اصرار و الحاح سے اسپر اعتقاد
کرنا چاہیے دلیل و عقل کو اسمین دخل دینا ہرگز ہرگز جائز نہین ہے —

دوسرا مسئلہ فدیہ کا ہے یعنی حضرت عیسیٰ کا تمام بنی نوع انسان کی پچھلی اور حال کی اور
آئنده کے گناہون کے عوض صلیب پر چڑھنے اور جان دینے کا ہے اور یہہ ایک ایسا
مسئلہ ہے جس سے معاملات مذہبی مین آزادی برائی بالکل معدوم ہو جاتی ہے اگرچہ
یہہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ مسئلہ فدیہ کا ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے سبب سے انسان اپنے اعمال
کا جوابده نہین رہتا اور بدی اور بداخلاقی کے دروازه کو کھولدیتا ہے کیونکہ جس قدر
کثرت سے کوئی گناه کریگا اوسیقدر زیاده نجات دینے والے کی نیکی کا ثبوت ہوگا بقول

اس لئے سب سے بڑا گنہگار سب سے بڑا ولی ہوگا مگر ہم ایسی رائے کو پسند نہین کرتے اور
ایماندارون کو جو وہ کسی معبود حق یا باطل پر یقین رکھتے ہون انکا نیکوکار ہونا لازم نہین
سمجھتے ہین مگر افسوس ہے کہ فدیہ کے بعد بھی دوزخ بالکل خالی نہ ہوگی کیونکہ عیسائی مذہب کے
موافق بھی تمام کافر جو بیشمار گروہ ہین اور جنکے بیشمار نام ہین سب دوزخ مین جاوینگے اور
تنگ و تاریک مکانون مین قید رہینگے ایک مسئلہ مذہب عیسوی کا جو سرنوشت کے نام سے مشہور ہے
حسن معاشرت کے حق مین ویسا ہی مضرت بخش ہے اگر اس مسئلہ کا معتقد نیک طبیعت
اور صاف دل ہو تو باسانی اوسکو یقین ہو جاتا ہے کہ خداوند تعالے نے اول سے
اُسکا نام کتاب حیات مین لکھہ رکھا ہے اور اسیوجہ سے وہ خیال کرتا ہے کہ اگر اوسکی
بُرائیان اور اسکے گناہ سمندر کے کنارون کی ریت کی برابر بھی ہو جاوین تب بھی
اوسکا نام صحیفۂ حیات سے نہ مٹا سکینگے اور اگر وہ کمبخت بے نصیب بدکار اور بدخصلت
خشک طبیعت عبوس صورت ہے تو وہ سمجھتا ہے کہ اوسکا نام صفحۂ کتاب حیات مین مندرج
نہین ہے اور اس سے وہ اپنے قدرتی مزاج کی خراب میلان کو روکنے کی کچھہ پرواہ
نہین کرتا اور نیکی کیطرف رجوع کرنے کی اوسے کوئی ترغیب نہین ۔ انتہی اور بصفحہ ۲۲۸
خطبہ سادسہ کے تحریر ہے سر ولیم میور صاحب کی اس فرضی اصول کو جو اونھون نے اپنی
ذہانت سے اختراع کیا ہے ہم بلا وسواس مان لیتے اگر ہم اس تردد مین نہوتے کہ
اگر یہہ اصول مان لیا جاوے تو حضرت موسی اور حضرت عیسی کی اس سوانح عمری کی
نکو شہرت حاصل کرنے سے پیشتر وقوع مین آئی ہے کیا کیا جاویگا ۔ کیا

نسبت جو اون

کی نسبت بھی کامل اور ٹھیک ٹھیک بیان کی امید رکھنی بیفایدہ ہوگی اور لیاقت حالات

ٹھیک ٹھیک اور قرار واقعی دریافت ہونا غیر ممکن ہوگا ہمکو جناب پیغمبر خدا کی اس زمانہ کی سوانح عمری

کی نسبت حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے حالات قبل پیدایش اور وقت پیدایش اور انکے

ایام طفولیت اور ایام جوانی کی سوانح عمری سے زیادہ تر غرض ہے کیونکہ ہم جناب پیغمبر خدا

کی کسی واقعہ ما قبل ولادت اور انکی کسی سوانح عمری ایام طفولیت کو ایسا نہیں پاتے جسکی

صحت پر آنحضرت کی نبوت کی صحت کا مدار ہو اور ہمکو آنحضرت کے تمام حالات زندگی میں ایک امر

بھی ایسا نہیں دکھائی دیتا جسکی اصلیت آنحضرت کی عمر کے غیر مشہور زمانہ کے کسی واقعہ کی

صحت پر موقوف ہو مگر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے باب میں ایسا نہیں ہے ان دونوں

انبیا علیہم السلام کی عمر کے تمام مشہور زمانہ کی اصلیت انکی عمر کے غیر مشہور زمانہ کی صحت پر منحصر ہے

ہمکو کس طرح اس امر کا یقین ہو سکتا ہے کہ وہ لا معلوم بچہ جسکو فرعون کی بیوی نے دریائے نیل میں

ایک صندوق میں بہتا ہوا پایا عمران کا حقیقی بیٹا تھا جسکو کہ تمام دنیا حضرت موسیٰ کہتی ہے

اور ہمکو کس طرح اس بات کا یقین کلی ہو سکتا ہے کہ وہ بچہ جسکو ہم کلمۃ اللہ اور روح اللہ اور عیسائی

ابن اللہ کے خطابوں سے مخاطب کرتے ہیں اور جسکی نسبت یقین ہے کہ بن باپ کے پیدا ہوا تھا داود

کی نسل میں سے تھا اور وہی تھا جسکو اب عیسیٰ مسیح کے نام سے تعبیر کرتے ہیں یہہ دونوں امر جو

موسوی اور عیسوی مذہب کی بنیاد میں ایسے اسرار سے بھرے ہوے ہیں جنکا ثابت کرنا ایسا محال

اور ایسا غیر ممکن ہے جیسا کہ دنیا میں کسی چیز محال اور غیر ممکن کا ممکن ثابت کرنا ہے اگر ہم سر

ولیم میور صاحب کے اصول مندرجہ بالا کو صحیح تسلیم کرلیں تو ہمکو اندیشہ ہے کہ مبادا ہمارے مذہب

حق میں مضر ہو کیونکہ ہم بھی حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کا اعتقاد کامل رکھتے ہیں جیکہ

اس خیال سے ہمارا دل تھراتا ہے اس لئے ہم سے یہ امید ہرگز رکھنی نہیں چاہیے کہ ہم

اور صفحہ ۷ ۴۴ و ۴۸ ام خطبۂ سادسہ مین تحریر ہے کہ ہم اس بات کے بیان کرنے سے باز

رہ سکتے کہ اس باب مین یہود کے مذہب کا حال بد تر اور عیسائی کا حال بدترین ہے مذہب

عیسوی مین موضوعہ کتابون اور بیشمار رسالون کی وجہ سے کتب دینی جو روزانہ ہر کلیسا

مستعمل ہوتی تھین بہت بڑھ گئی تھین اور دیندار لوگون کے باہم بے انتہا مناقشون اور تعصب

کے باعث ہوگئی تھین جبکہ قسطنطین اعظم نے دین عیسوی قبول کیا تو منجملہ اور اغراض کے

واسطے اوسنے مجلس نیس (نقیام) کو ۳۲۵ء مین جمع کیا تھا ایک یہ بھی غرض تھی کہ صحیح اور موضوع

انجیل مین تمیز کیجاوے والٹر لکھتا ہے کہ عیسائیان سابق اس بات سے مورد نفرین ہیں کہ

اونہون نے عیسیٰ کے نام پر صنعت توشیح مین چند اشعار لکھکر ایک بر امیجم کاہنہ کیطرف منسوب

کی تھی اور حضرت عیسیٰ کی طرف سے بادشاہ اوڈیسا کے نام جعلی خطوط بنائے جس زمانہ میں

کسی ایسے بادشاہ کا وجود بھی نہ تھا حضرت مریم کے خطوط سنینا کی جانب سے پلوس کے نام

خطوط۔ پلاطس کے خطوط اور انعال۔ مصنوعی اناجیل۔ جھوٹے معجزات۔ اور اور ہزار

جعلسازیان اور فریبون کے الزامات بھی لگائے گئے تھے یہانتک کہ حضرت عیسیٰ کے بعد

دو یا تین صدیون کے اندر اس قسم کی کتابون کی تعداد کثیر ہوگئی تھی وہ اہم مسئلہ دربارہ

الوہیت مسیح جسنے کہ کلیسائے نصاری مین ہلچل ڈالدی تھی مجلس نیس مین جو دربار

کے بادشاہ قسطنطین نے ۳۲۵ء منعقد کی تھی طے ہوا۔ اس مجلس مین اٹھارہ بیشپ اور

دو ہزار پادریون نے حضرت مسیح کی الوہیت سے انکار کیا اور اوس پر حجت کی لیکن

سب سے سخت مباحثون اور مناظرون کے بعد یہ بات قرار پائی کہ حضرت مسیح خدا کے

اکلوتے بیٹے ہین ہمارے بدعت ہے اسے (نعوذ باللہ منہا) یا ریہ جو منجملہ اٹھارہ

ہارے متوضین کے تہا فرقہ نوشیرین (موحدین) کا سرغنہ ہوا یعنی ہاون لوگون کا جو حضرت مسیح کی
الوہیت کے منکر تھے اور اسی بنا پر بالزام بدینی جلا وطن کیا گیا لیکن تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اوسکو
قسطنطنیہ مین پہر بلا لیا اور اپنے عقائد کو فوقیت بخشنے مین کامیاب ہوا حتی کہ تمام صوبجات روم
مین اونہون نے رواج پایا باوجود اسکے کہ اوسکی سخت مخالفت اثناسیوس نے کی جو فرقہ تثلیثیہ کا
سرگروہ تہا ازحد کوشش کی اسی مجلس نیس کی کارروائیون کے تتمہ مین مرقوم ہے کہ آبائے کلیسا
اس امر کی تحقیق مین نہایت حیران اور ششدر ہوکر کہ توریت اور انجیل مین کونسے صحیفے صحیح
اور کونسے غیر صحیح ہین اون سبکو بلا تمیز و لحاظ ایک قربانگاہ پر رکھدیا سنا ہے کہ جو صحیفے غیر
صحیح تھے زمین پر گر پڑے۔

دوسری مجلس ۳۸۱ء مین قسطنطنیہ مین منعقد ہوتی تہی جنہین ان امور کی جو روح القدس کے
بارہ مین مجلس نیس نے غیر منفصل چھوڑ دی تہی تشریح کیگئی تہی اور اسی موقع پر یہہ عقیدہ قرار
پایا کہ روح القدس بلاشک وہ رب ہے جو باپ سے نفاذ پاتا ہے اور باپ اور بیٹے کے
ساتھ باہم مخلوط ہوکر اوسنے احترام حاصل کیا ہے سنہ ۴۳۱ء مین تیسری عام مجلس جو شہر
افیسس مجتمع ہوئی تہی یہہ فیصلہ کیا کہ حضرت مریم بلاشک ام اللہ تہین۔

خلاصہ کہ حضرت عیسیٰ ہین دو صفتین تہین اور ایک وجود نوین صدی مین کلیسائے روم
اور یونان کے بیچ وہ اختلاف و تفرقہ عظیم واقع ہوا جسکے بعد شہر [illegible] تخمینا اونتیس
خونریز مشاجرات کرسی پوپ کے حصول کیواسطے واقع ہوئے۔

اور جب اورنگزیب عالمگیر تخت نشین ہوئے تو شیعون سے وہ بدگمان ہوئے اور پہلے بادشاہون
کے وقت [illegible] (آزادی) تہی اوسکی بہی بربادی ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ شیعہ کا نام رافضی
قرار پایا یعنی حق مذہب کا چھوڑنیوالا اور اس معنی کے لحاظ سے اس لفظ مین نہایت بدتہذیبی

ہماری عادل گورنمنٹ کے عہد عدالت مہد مین اگر کوئی شخص کسیکی نسبت یہ لفظ زبان پر لاوے
تو تعزیرات ہند کی بموجب سزا پاتا ہے ہم اپنے خدا اور گورنمنٹ دونون کا ہزار دل و زبان سے
شکر ادا کرتے ہین۔ رقعات عالمگیری سے ایک رقعہ یہان مرقوم ہوتا ہے جس سے عالمگیر
کی طبیعت کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے رقعہ ۱۲۳ ۔ خواجہ عبد الرحیم رحلت کرد دیندار
متقی بود از جگر داری بہرہ تمام داشت روزے در حضور استادہ بود خنجر ولایتی در کمر داشت
خوشم آمد گفتم خیلے خوش طرح ست در جواب عرض کرد کہ نام این بہ از طرح ست پرسیدیم چیست
گفت رافضی کش فرمودیم کہ در سرکار والاہم سہ چہار ہمین طرح و نام طیار سازند از کمر بر آوردہ
نذر کرد عرض نمود کہ تا آنہا طیار شود این نیاز محقر در سرکار اشرف باشد ورفتہ آداب بجا
آورد احوال پسران او معروض دارد یا بعنایت اللہ خان بگوئید کہ او عرض نماید تا بقدر رعایت
رعایت کردہ شود۔ اور رقعہ ۹۵ مین لکھا ہے بامید امداد ایرانی غول بیابانی۔
ایرانی کو شیعہ ہونے کی وجہ سے غول بیابانی یعنی شیطان ٹھرایا ہے پہر لیجئے اس قسم کے
اقوال پر اکتفا نکر کر شیعون کی تکفیر کا فتوی دلوایا اور فتاوای عالمگیری مین یہ فقرہ
من انکر عن خلافۃ الشیخین فھو کفر یعنی جو شخص ابو بکر اور عمر کی خلافت کا انکار کرے
وہ کافر ہے اور یہ فقرہ سب الشیخین کفر ابو بکر صاحب و عمر صاحب کو با ایمان و عادل
نہ جاننا کفر ہے یعنی جو ان دونون کو با ایمان و عادل نہ جانے وہ کافر ہے۔ درج کرایا
حالانکہ در مختار مین جو اہل سنت کی نہایت معتبر کتاب ہے۔ لکھا ہے کہ جو شخص اہل قبلہ سے کسی
تاویل اور شبہ سے خدا کی صفتون کا انکار کرے یا جناب رسولخدا کو برا کہے وہ کافر نہین
بلکہ اوسکی گواہی مقبول ہے اور اوسکے پیچھے نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔ تبلا جب اہلسنت کے
نزدیک خدا کی صفتون کے انکار سے اور رسولخداؐ کے برا کہنے سے کفر نہین ہوتا تو ہم

شیخین کی خلافت کے انکار سے اور اونکے تبرا کرنے سے کیونکر کافر ہو جائیگا - اور رد مختار حاشیہ
در مختار مین نقل کیا ہی کہ جو شخص کسی شبہ سے جو اوسکو شیخین کی نسبت عارض ہوا ہو اونکو برا کہے یا
اونکی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہوگا اور شرح فقہ اکبر اور شرح مواقف مین جو بڑی معتمد کتابین
مذہب اہلسنت کی ہین تحریر ہے ان جمہور المتکلمین والفقہاء علی انہ لا یکفر احد
من اہل القبلۃ (تمام اہل کلام اور مجتہدون کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اہل قبلہ مین کوئی قابل
تکفیر نہین) الغرض عالمگیر کا عہد سلطنت شیعون کے لئے عجب مصیبت کا وقت تہا اونکی جان اور مال
اور آبرو تخالف مذہبی سے ہر لحظہ معرض تلف مین تہے - الحمد للہ کہ عالمگیر کی سعی مشکور ہوئی اور خدا کو
یہ بات منظور ہوئی اور اوسکے بعد بہادر شاہ جنت آرامگاہ رونق افزاے تخت سلطنت ہوے جو تشیع
مین شہرۂ آفاق تہے اور عالمگیر کی اولاد مین آیہ یخرج الحی من المیت کے مصداق تہے یہ بادشاہ عالم
پناہ فاضل کامل عالم عامل جامع معقول ومنقول حاوی فروع و اصول تہا عالمگیر نامہ مین مذکور
ہے کہ کم سنی مین اوسنے قرآن مجید کے حفظ سے فراغت اور علم تجوید و قرآت مین پوری مہارت حاصل
کی تہی اس خوبی سے قرآن کی تلاوت کرتا تہا کہ سننے والون کا جی نہ بہرتا تہا علم حدیث مین زمانہ
کے ثقہ لوگ اوسکو قدوۃ المحققین کہتے تہے اور فقہ مین ایسا کامل تہا کہ اوسکو اجتہاد کا درجہ
حاصل تہا عربی زبان اس فصاحت اور سلاست سے بولتا تہا کہ خالص عرب پسند کرتے تہے بہت سی
رات سنتی نماز ونفل مین اور اوراد و وظایف مین اور حدیث و فقہ و تفسیر کی کتابون کے مطالعہ مین
بسر کیا کرتا تہا اور ہمیشہ صبح کی نماز اول وقت پڑہتا تہا اور آفتاب کے ایک نیزہ یا دو نیزے بلند
ہونے تک جو نماز پر تعقیبات کے پڑہنے مین مشغول رہا کرتا تہا اور چونکہ اس حقائق آگاہ بادشاہ
پر ہر قسم کی کتابون کے ملاحظہ اور مطالعہ سے اور علماے اہلسنت کے مناظرہ اور مباحثہ سے
شیعہ مذہب کی حقیقت اور حقیت بخوبی ظاہر ہو گئی تہی تہ دل سے کوشش کرتا رہا کہ مذہب

شیعہ رواج پاوے اور اس مذہب کی نماز جمعہ و جماعت قائم ہو جاوے مگر اہلسنت کی کثرت اور حرابی سے اس ارادہ مین کامیابی نہوئی چنانچہ کتاب منتخب التواریخ اردو تصنیف حکیم جواہر لعل اکبرآبادی مطبوعہ ۱۸۹۵ء مین لکہا ہے ۔

(بیان مذہب بہادر شاہ)

بہادر شاہ خود فاضل اور حدیث دان تہا اور فاضلون کی صحبت کا اوسکو کمال شوق تہا اور تیمور کے سب سلاطین سے اکثر علوم خاص کر علم فقہ مین تو بہت ہی خوب تہا اور اہل تشیع کی صحبت مین اکثر بکر اسی مذہب پر چلتا تہا اور جب لاہور مین پہونچا اوسنے چاہا کہ یہ کلمہ خطبہ مین جاری کرے علی ولی اللہ وصی رسول اللہ چونکہ یہ بات حنفی المذہب کے خلاف اور سلاطین ہند خصوصًا تیموری خاندان کے طریقہ کے شامل نہ تہی اور اوسکے دو بیٹے ایک عظیم الشان دوسرا مجستہ اختر جہانشاہ کہ دلاور اور پہلوان تہے اور سنیت مین بہت تعصب رکہتے تہے اس سبب سے اور اس ولایت کے سب لوگون کے بلوے سے اوسکی پیش نہ چلی بلکہ ایکبار اوسنے ایک خطیب کو اس کلمہ کے پڑہنے کے لئے شاہزادہ عظیم الشان کے ساتھ جامع مسجد مین بہیجا تہا شہزادہ بہی خود یہ نہین چاہتا تہا ظاہر مین باپ کی رضاجوئی کرتا تہا اسکے اشارہ سے وہ بیچارہ خطیب اس کلمہ کے پڑہنے سے پہلے ہی آدمیون کے ہاتہ سے تلوار کے نہ مارا گیا بہادر شاہ شیعہ مذہب کے رواج دینے مین بہت سعی کرتا تہا بلکہ مدتون تک عالمون سے مباحثہ رہتا تہا انتہی بلفظہ ۔

اہل انصاف چشم بصیرت سے ملاحظہ کرین کہ اوسوقت مین بہادر شاہ جنت آرامگاہ خود بدولت و اقبال طرح طرح تدبیر و کوشش کرتا رہا مگر ایک جگہ ایک مسجد مین بہی شیعہ کے طریق پر نماز شروع نہ ہوئی بلکہ ایک شیعہ خطیب بیگناہ خطبہ پڑہنے سے پہلے ہی مارا گیا اوسوقت بفضلہ تعالی حکومت

و سلطنت انگلشیہ سے انتظام ...

قصبہ قصبہ امامیہ کی نماز جمعہ و جماعۃ جاری ہے حالانکہ جنابہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا

ہماری ہم مذہب ہماری ہموطن ہے ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا * کئی برس ہوے

سنہ ۱۸۷۰ء مین کہ احقر العباد خاص متہرا کا تحصیلدار تہا اوسوقت جناب مسٹر گروس صاحب بہادر

جنٹ مجسٹریٹ نے وہان رومن کیتہلک کا ایک گرجا طیار کرایا اور اتوار کے دن وہان اوس

مذہب کے موافق عملدرآمد شروع ہوا حالانکہ بہت تہوڑے فاصلہ پر دوسرا گرجا پروٹسٹنٹ

کا موجود تہا اور ان دونون فرقون کا مذہبی اختلاف شیعہ سنی کے باہمی اختلاف سے

کہین زیادہ ہے مگر کسیطرح کی مخالفت یا روک ٹوک نہ ہوئی سچ تو یہ ہے کہ مذہبی معاملہ

مین ایسا انصاف باوجود پابندی مذہب کے نہایت عجیب ہے سابق مین نہ کسی آنکہہ نے دیکہا

نہ کسی کان نے سنا الحمد للہ علی احسانہ۔ اور جبکہ بہادر شاہ جنت آرامگاہ سے باوصف اہتمام

تمام شیعہ مذہب کے رواج و رونق کا انتظام ممکن نہوا تو بعد کے تیموری خاندان کے بادشاہون

سے جو اونکی نسبت تنزل کی حالت مین تہی اس باب مین کیا ہو سکتا تہا شیعہ مخصوص سلطنت

تیموریہ کے بیرام خان خانخانان (تاریخ بدایونی مین لکہا ہے کہ یہہ شخص علم اور سخاوت اور حسن خلق و

صداقت اور عجز و انکسار مین سب سے فائق تہا۔ پہلے بابر بادشاہ کی خدمت مین رہا پہر ہمایون بادشاہ

کی ملازمت مین نشو و نما پایا اور خانخانان خطاب حاصل کیا اکبر بادشاہ نے جی اوسکے القاب مین

نام کے ساتہہ افزائش کی اوسیکی کوشش اور بہادری اور حسن تدبیر کی برکت سے ہندوستان

دوبارہ فتح ہوئی جہان کے اہل کمال اوسکے پاس آتے تہے اور اوسکے جود و سخا اور فیض و عطا سے

مالامال ہو جاتے تہے زمانہ کو اوس یگانہ فرزانہ کے وجود ذیجود پر فخر و مباہات تہے آخر کو ملعونان

نے اکبر بادشاہ کے مزاج کو اوس پر برہم کر دیا۔ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب کے منقبت مین

ایک قصیدہ لکھا ہے جسکا مطلع اور حسن مطلع یہہ ہے ؎ شہیکہ بگذر د از نہ سپہر افسر او ✣ اگر غلام علی نیست خاک بر سر او ✣ محبت شہ مردان مجو ز بی پدری ✣ کہ دست غیر گرفتست پای مادر او ✣

(عبد الرحیم خان خانخانان سپہ سالار) جو علم و فضل اور ریاست و شہامت مین اپنے پدر بزرگوار بیرام خان خانخانان کا یادگار تہا اکبر بادشاہ کی بارگاہ مین اوسکا تقرب اور اوسکے اوصاف جمیلہ نہایت شہرت سے ذکر کے محتاج نہین۔

(شاہ فتح اللہ شیرازی) تاریخ بدایونی مین مرقوم ہے کہ ۹۹۰ھ مین سیادت پناہ میر فتح اللہ شیرازی کہ الٰہیات اور ریاضیات اور طبعیات اور طلسمات اور نیرنجات اور جر اثقال اور باقی علوم عقلیہ اور نقلیہ مین جسکا نظیر نہ تہا فتحپور مین پہونچے اور اکبر بادشاہ کے حکم سے خانخانان اور حکیم ابو الفتح اونکے استقبال کو گئے منصب صدارت اور پرگنہ بیساور جیدانع اونکے جاگیر مین مقرر ہوا یہہ مصرعہ اونکے قدوم فیض لزوم کی تاریخ ہے ؎ شاہ فتح اللہ امام اولیا دینداری اور مذہب کی ایسی پابندی تہی کہ عین دیوانخانۂ خاص مین جہان کسیکو علانیہ نماز پڑہنے کی مجال نہ تہی دلجمعی کے ساتہہ امامیہ کے طریق پر نماز پڑہا کرتے تہے پہر منصب وزارت مین شریک کیے گئے اوسکو بہی دلیری و جرأت کے ساتہہ انجام دیتے رہے ملک الشعرا شیخ فیضی نے اونکے مرثیہ مین ایک ترکیب بند کہا ہے جسکا ایک بند یہہ ہے ؎ گرامی فخر آفتاب مفضل افرز ندر وعالی۔ ابو الآبا ئے معنی شاہ فتح اللہ شیرازی ✣ دو صد بو نصر رفت و بو علی تا او پدید آمد ✣ بسی دارد قضا ورتہ دکان زینگونہ بازی ✣ گہی با محمل شائیان گرد زمین گردے ✣ گہی با شوکت اشراقیان گردے فلک تازی ✣ مباحات از وجود کامل او بود دوران را ✣ بدوران جلال الدین محمد اکبر غازی ✣ شہنشاہ جہان را از وفاتش دیدہ پر نم شد ✣ سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون زعالم شد ✣ (مرزا نوروز اور مرزا رستم صفوی جو اکبر بادشاہ کے

سے متعلق رہی۔ حسین قلی خان[6] جو لاہور کا ناظم تہا پیر خانجہان کا خطاب پایا اور بنگالہ کی
حکومت پر مامور ہوا۔ میرزا غیاث الدین علی قزوینی[7] جسکا آصف خان خطاب تہا گجرات کی
دیوانی اور بخشیگری اوسکی سپرد تہی۔ میرزا میرک رضوی[8] جسکو بنارس اور جونپور سپرد تہا۔
صادق محمد خان[9]۔ رضوی خان[10] جو بنگالہ کا بخشی تہا۔ خواجہ شاہ منصور[11] جو پہلے خوشبو خانہ کا مشرف
تہا پہر دیوان الممالک ہوکر امور ملکی مین شریک غالب ہوگیا۔ خواجگی فتح اللہ بخشی[12] میرزا یوسف خان[13]
رضوی جو سنہ ۹۹۶ مین کشمیر کا حاکم تہا۔ میرزا جعفر آصف خان[14] جو میر بخشیگری کا منصب رکہتا تہا۔
ان لوگون کے سوا شیعہ مذہب کے منصبدار اور بہی تہے جو اکبر بادشاہ کے عہد سلطنت مین اعزاز
و امتیاز رکہتے تہے جہانگیر بادشاہ کے وقت مین تو شیعون کا اقتدار اظہر من الشمس ہے اکبر بادشاہ
کے شیعہ منصبدار بدستور اپنے عہدون پر مامور تہے بعضون نے ترقیان بہی پائین اور بہت سے لوگ
اور ایران سے آئے جنہون نے جلیل القدر عہدے پائے۔ میرزا غیاث بیگ[15] نورجہان بیگم کا باپ
جلوس کے پہلے ہی سال مین اعتماد الدولہ کے خطاب سے سرفراز ہوا اور اوسکا بیٹا ابو الحسن[16]
پہلے خطاب اعتماد خانی سے اور پہر خطاب آصف خانی سے ممتاز ہوا نورجہان بیگم جسکا مذہب شیعہ
تہا جہانگیر کے اول سنہ جلوس مین رونق افزاے حرم سراے سلطنت ہوئی اوسکے تمام اقربا اور لاحقین
اور تابعین طرح طرح کے انعام و اکرام شاہی سے مخصوص ہوئے اعتماد الدولہ کے سب غلامون
نے اور خواجہ سراؤن نے خطاب خانی اور منصب ترخانی پایا یہانتک کہ ایک کنیز جسکو دائی دلارام
کہتے تہے اوسنے بیگم کو دودہ پلایا [illegible] حاجی کوکہ کی جگہ صدر اناث مقرر ہوگئی مدد معاش
جو عورتون کو ملا کرتی تہی صدر الصدور اوسکے مہر سے معتبر ٹہراتا تہا غرض سلطنت اور فرمانروائی
کے تمام لوازم بیگم کے ساتھ مخصوص ہوئے سکہ بہی اوسکے نام کا جاری ہوا سکہ کا نقش یہہ ہے

بنام شاہ جہانگیر یافت صد زیور ٭ بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر ٭ فرمانون کا طغرا یہ تہا
حکم علیہ عالیہ مہد علیا نورجہان بیگم بادشاہ ٭ رفتہ رفتہ یہہ نوبت پہونچی کہ بادشاہ کا نام ہی
نام رہگیا تہا مکرر کہا کرتا تہا کہ مینے سلطنت نورجہان بیگم کو دیدی - سیر بہر شراب اور آدہ سیر
گوشت کے سوا مجہکو کچہہ درکار نہین ہے تہیا لغرض ہندوستان کے وسیع ولایت کا منتخب ملک
نورجہان بیگم کے متعلقون اور ملازمون کی جاگیر تہا اور ظاہر ہے کہ نورجہان بیگم اور اوسکے
پدر عالیقدر اعتماد الدولہ کے لواحق و توابع اکثر قریب کل ضرور شیعہ ہونگے [١٧] میر خلیل یزدی
ولد غیاث الدین جو محمد شاہ نعمت اللہ ولی کی اولاد سے تہا جلوس کے دوسرے سال عراق
سے آیا اوسکو منصب یکہزاری ذات اور دوسو سوار مرحمت کر کر جاگیر معمور تنخواہ مقرر کی
[١٨] میر میران خلف میر خلیل یزدی جو نوین سال وطن سے آکر منصب پنجہزاری ذات اور چار ہزار سوار
سے ممتاز ہوا - [١٩] شاہنواز خان خانخانان کا بیٹا جسکی نسبت اقبالنامہ جہانگیری مین لکہا ہے
اوسکی ہمت بلند پرواز اور اوسکی نگاہ دور بین اور اوسکی شجاعت تدبیر کے ساتہہ ہم آغوش ملک
کے انتظام مین اور فوج اور لڑائی کے بندوبست مین بیعدیل و نظیر سردار تہا - [٢٠] داراب خان
ولد خانخانان [٢١] میر محمد امین پہلے عرض مکرر کی خدمت پر مقرر ہوا پہر میر جملہ خطاب پایا جلوس
کی پندرہوین سال خانسامانی کے عہدے سے سرفراز تہا مدار الملکی خواجہ [٢٢] ابو الحسن جو شروع
جلوس مین بخشیگری کل کی خدمت پر مامور تہا پہر کابل کی صوبہ داری سے معزز ہوا ہمیشہ اس
سلطنت مین اعزاز و امتیاز سے رہا شاہجہان بادشاہ کے عہد مین وفات پائی طالب کلیم
نے اوسکے فوت کی تاریخ مین یہہ مصرعہ کہا ہے ؎ با امیر المومنین محشور باد ٭ [٢٣] احسن اللہ
ظفر خان جو نہایت مشہور امیر اور علم و فضل اور شعر و شاعری مین بینظیر تہا فصیح و بلیغ
شاعرون کو اوسکی مدح و ثنا سے کام اور اوسکو عالمون اور شاعرون کی پرورش مین

تمام تھا کلیم نے یہہ بیت اوسکی نسبت کہی ہے ؎ ہم صفیری بست خاموشم ورین گلشن

کلیم چو اہل طبع ظفرخان میکند گویا مرا ؎ سنہ ۱۹ جہانگیری مین اپنے والد ماجد کی نیابت

مین کابل کی صوبہ داری سے ممتاز تہا پہر شاہجہان کے عہد مین کشمیر کا صوبہ دار ہوگیا اور تدبیر و

شجاعت سے تبت کو فتح کیا شاہجہان کے زمانہ مین یہہ سب امراے ذی اقتدار برقرار رہے

اور کثرت سے اور شیعہ اہل کمال اس زمانہ مین وارد ہندوستان ہوے اور حسب قابلیت و استعداد

مراتب و مناصب سے کامیاب کامران ہوے ہے چنانچہ خان ذی شوکت وشان علی[24] مردان خان جلوس

شاہجہان سے گیارہوین برس وارد ہندوستان ہوا شاہجہان نے پہلے غائبانہ اوسکو

منصب پنجہزاری ذات اور سوار اور علم و نقارہ سے سرفرازی بخشی اور جب قریب لاہور کے

پہونچا اور اون دنون خود بادشاہ بہی لاہور مین رونق افروز تہا اوسکے حکم سے مریدخان

میر بخشی اور تربیت خان بخشی دوم دروازہ خاص وعام تک جاکر علی مردان خان کو

نہایت اعزاز سے بارگاہ مین لائے اور خلعت خاصہ چارقب زردوزی اور جیغہ مرصع

اور شمشیر مرصع اور منصب ششہزاری ذات اور سوار اور دو سو گہوڑے جنکے زین مرصع

تھے اور چار ہاتھی جنکا یراق نقرئی اور زربفت کی پوشش تھی یہہ سب سامان مرحمت

اور اوسکے ہمراہی بہی خلعت وغیرہ پاکر ممتاز ہوے حسین[25] بیگ اور قلی[26] بیگ کو جو علیمردان خان

کے قریب رشتہ دار تھے خلعت اور خنجر مرصع اور بیس ہزار روپیہ نقد عنایت ہوے پہر خلعت

خاصہ وغیرہ اور پانچ لاکھ روپیہ مرحمت فرماکر کشمیر کی صوبہ داری پر روانہ کیا کچہہ دنون کے

بعد خود بادشاہ بہی علی مردان خان کے مکان پر تشریف فرما ہوے تہوڑے عرصہ مین

منصب ہفت ہزاری اور پنجاب کی حکومت بہی کشمیر کی صوبہ داری پر اضافہ ہوئی۔

[27] یمین الدولہ آصف خان نورجہان کا بہائی ممتاز الزمانی کا باپ جو شاہجہان کا وکیل مطلق تہا

اور منصب نہ ہزاری ذات نو ہزار سوار دو اسپہ سہ اسپہ سے امتیاز رکھتا تھا۔[۲۹] شائستہ خان یمین الدولہ کا بیٹا جو الہ آباد وغیرہ کا صوبہ دار تھا[۳۰] اسلام خان جو کچھ دنون بنگالہ کا اور کچھ دنون دکن کے چارون صوبون کا صوبہ دار رہا تھا[۳۱] سیادت خان اوسکا بھائی اور اوسکا بڑا بیٹا محمد اشرف خان اور اوسکا داماد[۳۲] میرزا سلطان یہ سب سردار منصبدار تھے[۳۳] جعفر خان جو پنجاب کا صوبہ دار تھا اور میر بخشیگری کے عہدہ سے بھی سربلند ہوا تھا[۳۴] میرزا حسن صفوی ولد میرزا رستم اور[۳۵] میرزا نوروز نبیرہ مرزا مظفر[۳۶] مراد کام صفوی حسین بیگ خان علی مردان خان کا خویش کشمیر کا صوبہ دار بھی ہوگیا تھا[۳۸] سیف خان دار الخلافہ کا صوبہ دار[۳۹] کرم اللہ علیمردان خان کا بیٹا[۴۰] زبردست خان[۴۱] موسوی خان محمد زمان طہرانی[۴۳] خلیل اللہ بخشی دوم[۴۴] حقیقت خان اور اور امراے ایران جنکا شمار دشوار ہے اسیطرح عالمگیر کے عہد مین اکثر ہی سردار ذی وقار اور انکی اولاد امجاد اور اور اہل ایران صاحب شوکت وشان ہر قسم کے مناصب سامیہ اور مراتب عالیہ سے ممتاز تھے۔[۴۵] عمدۃ الملک اسد خان سپہ سالار[۴۶] ذو الفقار خان جسکی تعریف مین ناصر علی نے ایک قصیدہ کہا ہی جسکا مطلع مشہور ہے ۵ ای شان حیدری ز جبین تو آشکار + نام تو در نبرد کند کار ذو الفقار + سپہ سالار کی تاریخ ایک لاکھ روپیہ اسکے انعام مین مرحمت کیا تھا اور اس سردار کا اقتدار ایسا تھا کہ عالمگیر بادشاہ نے دکن کے بعض معرکون مین اوسکو یہہ فقرہ لکھا تھا (ای کس بیکسان خود را زود برسان)[۴۷] خلیل اللہ خان[۴۸] روح اللہ خان امیر الامرا[۴۹] موسوی خان مغفرت[۵۰] امیر خان صوبہ دار کابل[۵۱] جعفر خان اور انکے سوا اور عہدہ داران جنکے نام معروف ومشہور اور کتب تواریخ مین مسطور ہین[۵۲] محمد اعظم الدینخان جو افضل فضلای کاملین اور اکمل علماے عاملین اور اعظم کملاے متبحرین اور اقدم فقہاے معتبرین تھے انکے اوصاف

حمیدہ اور صفات برگزیدہ مین جو اہل تحقیق کے نزدیک فائق اور زیادہ تر قدر و مدح
کی لائق ہے مذہبی تحقیق کی توفیق ہے عالمگیر کے آخر عہد سلطنت مین یہہ بزرگوار شہزادہ
محمد معظم کے ملازمت مین لاہور کے قاضی (جج) تھے چونکہ شہزادہ کو علم کا نہایت ذوق
و شوق تہا اس وجہ سے شہزادہ کی خدمت مین اونکا تقرب اور اختصاص روز بروز بڑہتا رہا
اور جب شہزادہ زیب افزای تخت و تاج ہوا تو اونسے کئی روز تک مذہبی مباحثہ رہا آخر بعد تحقیق
انہون نے اپنے مذہب سے عدول کیا اور نہایت رغبت سے بکشادہ پیشانی شیعہ مذہب جو
اہلبیت اطہار رسول مختار کا طریقہ انیقہ ہے قبول کیا اور تقلید پر جو اکثر لوگون مین گویا ارث
متوارث اور بیجا تعصب و حمیت جسکا باعث ہے اصرار نکیا اور علانیہ لوازم مذہب شیعہ ادا کرنے لگے
یہہ انصاف پسندی اور حق گزینی اسکا باعث ہوئی کہ بہادر شاہ جنت آرامگاہ کی درگاہ مین
انکا اختیار و اقتدار کمال کو پہونچا اور صوبہ ملتان اور پہر صوبہ لاہور انکی جاگیر ہوئی اور
منصب پنجہزاری ذات اور پنجہزار سوار عطا ہوا اور خطاب عماد الملک سے ممتاز و سرفراز
ہوئے الحمد للہ کہ اوس زمانہ سے آجتک مذہب شیعہ اثنا عشریہ اونکے خاندان مین جاری ہے
اور اونکی تمام اولاد جسمین احقر العباد بہی شامل ہے اسی طریقہ حقہ پر قائم ہے برہان الملک
سعادت خان جو محمد شاہ بادشاہ کے وزیر تھے اور صوبہ اودھ اونکی جاگیر اور پنجہزاری منصب
تہا باین ہمہ اوسوقت تک کوئی امر جس سے ترویج مذہب شیعہ متصور ہو ظہور مین نہین آیا
ہان انکے بعد جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سعادت خان کے داماد وزیر ہوے تو مولوی
حمد اللہ صاحب نے زبدۃ الاصول کی جو شیعہ مذہب کی عمدہ کتاب ہے شرح تصنیف کی
اور صفدر جنگ نے بارہ گاؤن جاگیر کے اونکو دیکر سندیلہ مین ایک مدرسہ جاری کیا جسمین
مولوی حمد اللہ صاحب کے سوا اور علماے شیعہ بہی بڑی تنخواہون پر مقرر

ہوے مگر نماز جمعہ و جماعت بموجب مذہب شیعہ کے جاری نکر سکے صرف اپنی دولتسرا کے اندر ایک مسجد تعمیر کی تھی وہان اپنے خاص خاص مصاحبون اور ملازمون سمیت نماز جمعہ و جماعت پڑھ لیا کرتے تھے صفدر جنگ کے بعد نواب شجاع الدولہ [55] وزیر الممالک اور صوبہ اودھ کے مالک ہوے اور بکسر کی صلح کے زمانہ تک یہ بھی مذہب شیعہ کو کچھ رواج اور رونق نہین دے سکے خدا خدا کر کے وہ وقت آیا کہ حق تعالی نے شیعون پر خاص رحم فرمایا اور نواب شجاع الدولہ بہادر اور سرکار کمپنی انگریز بہادر کے باہم مصالحہ ہوا اور خداوند تعالی کی رحمت بیشمار ہوئی کہ سرکار کمپنی انگریز بہادر نواب شجاع الدولہ کے معین اور مددگار ہوے اور سرکار دولتمدار کی فوج ظفر موج نے ملک روہیلکھنڈ بھی اونکو فتح کرادیا۔ +

روہیلکھنڈ کی مختصر کیفیت افغانون کے زمانہ کی +

یہان پٹھانون کا بہت زور شور تھا اونہون نے ظلم و تعدی مین عموماً کوئی بات اوٹھا نرکھی تھی خصوصاً مذہب شیعہ کے ساتھ تو یہہ حال تھا کہ مجلس کرنے کے شبہ پر اور شیعہ مذہب ہونے کے اشتباہ و احتمال پر لوگون کو گوسفند کیطرح ذبح کر ڈالتے تھے معاذ اللہ خدا کی پناہ کیا سخت وقت تھا کیسے وحشی آدمی تھے نواب [56] ذوالفقار الدولہ نجف خان بہادر کو یہہ بھی شاہ عالم بادشاہ کے وزیر خوش تدبیر تھے انسے بھی مذہب شیعہ کی ترویج کا کام انصرام نہو سکا دہلی مین اپنے دولتخانہ کے اندر ایک مسجد بنوالی تھی صرف وہان شیعون کی نماز جمعہ و جماعت ہوا کرتی تھی باقی تمام شہر خالی تھا۔

الغرض بکسر کی صلح اور روہیلکھنڈ کی فتح کے بعد سرکار انگریز بہادر کی حمایت و رعایت سے اودھ اور روہیلکھنڈ مین شیعہ مذہب کو آزادی کی سند ملی اور جہان خود سلطنت انگریزی کا آفتاب عالمتاب تابان اور درخشان ہے وہان بیجا تعصب کی تاریکی کا کیا دخل قصبہ قصبہ شہر شہر انگریزی

بہادر کے طفیل سے شیعہ بھی اپنے لوازم و مراسم مذہبی ادا کرنے لگے اذانون مین اَشْهَدُ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا وَلِيُّ اللّٰهِ وَ وَصِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَخَلِيْفَتُهٗ بِلَا فَصْلٍ اور حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کی آوازین بلند ہوئین شیعون کی نماز جمعہ و جماعت بہ کلطف جلانیہ جاری ہوئی ۔

حدیث مین آیا ہے کہ جسنے آدمیون کا شکر ادا نکیا اوسنے شکر خدا نکیا تو ہمکو بعد شکر گذاری ایزدی سرکار انگریز بہادر کا شکر گذار ہونا چاہیے جنکی سلطنت و حکومت کی بدولت ہمکو ہر طرح امن اور آسایش اور مذہب کی آزادی حاصل ہے اب کسیکی کیا مجال ہے جو شیعون کیطرف ٹیڑی نگاہ سے دیکھ سکے اس عہد مین زبردست اور زیردست قوی و ضعیف یکسان جیتے ہین اور شیر و بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہین ۔ ہان ٹونک اور بھوپال کی ریاست مین اب بھی شیعہ سوداگر کا گذر بمشکل ہوتا ہے وہان رہنا اور اپنے مذہبی رسوم ادا کرنا تو کہان دور کیون جاتے ہو رامپور کو دیکھو یہان کے رئیس و حاکم نواب احمد علی خان نواب محمد سعید خان نواب یوسف علی خان برابر سب شیعہ مذہب رہے مگر رعایا کے خوف سے ایک مسجد مین بھی شیعون کا جمعہ و جماعت قائم نہ کرسکے پھر اورون کا کیا ذکر ہے ۔ +

تنبیہ

اس مقام مین ایک بات اور ہے جو قابل غور ہے کہ شیعہ اگرچہ ہر زمانہ مین کم رہے مگر باوصف تخالف مذہب ہمیشہ سلاطین وقت کے بارگاہ مین معزز اور مکرم اور حکام عصر کی نگاہ مین ممتاز و محترم رہے اسکی وجہ یہی ہے کہ یہہ گروہ حق پژوہ حضرت علی کی پیروی کے ساتھ مخصوص ہے جنکا بعد رسول مقبول تمام امت سے اعلم و اعظم افضی و اتقی اشجع و ارفع افضل و اکمل ہونا قرآن و حدیث مین منصوص ہے تو یہہ لوگ جو شیعہ علی کہلاتے تھے کمالات نفسانی اور ملکات روحانی سے اس امر کی تصدیق اور اپنے قول

ترقی کی تطبیق دکہاتے ہے ان دنون مین اونکی آفتاب کی چمک تمام قطرون مین تھی

دریا کی جہلک تہی علوم عقلی و نقلی مین کسیکو انسے مقابلہ کا یارا اور بادشاہون کو انکے بغیر کسی

طرح چارہ نہ تہا یہ لوگ ہر قسم کے فنون و کمالات مین ایسے مشاق شہرۂ آفاق ہوئے تھے

کہ سلاطین بے اختیار انکی ملاقات کے مشتاق ہوتے تھے دیانت امانت شجاعت شہامت حسن

انتظام و انصرام مین اس درجہ معروف و مشہور ہوئے تھے کہ مخالفین اونکی تعریف و توصیف سے اور

سلاطین اونکے اکرام و احترام سے مجبور رہے تھے چنانچہ تاریخ مین اسکی کافی شہادت اور پوری

صداقت موجود ہے ہزار افسوس کہ اب یہان تحصیل علوم کیطرف شیعون کی توجہ مین نہایت کمی

ہے جسکے سبب سے اونکے اقتدار اور وقار مین علانیہ درہمی و برہمی ہے حق سبحانہ تعالی توفیق

عطا فرمائے کہ تغافل و تساہل پر خاک ڈالین اور کسب کمالات مین کامل کوشش کر کر اپنی

سوروثی عزت و حرمت کو سنبھالین ۔ ✣

خاتمہ چند امور ضروری کے بیان مین او لا روس ✣

واضح ہو کہ احقر العباد جون ۱۹۱۳؁ء مین عتبات عالیات کی زیارات کیواسطے ہندوستان

سے لاہور اور کراچی بندر ہوکر عراق عرب کو گیا تہا اور اکتوبر ۱۹۱۳؁ء مین اوس سفر سے واپس

آیا ہے ۔ بغداد و کاظمین سامرہ کربلا معلی نجف اشرف بصرہ وغیرہ مین عرب اور عجم کے اکثر

معتبر شخصون سے ملاقات ہوئی جو روس کے حالات سے بخوبی واقف تہے کہ اونہون نے حضرت

امام علی رضا علیہ التحیۃ والثناء کی زیارت کے لئے یا اپنی ضرورتون کی وجہ سے ہرات اور مشہد

مقدس اور بلخ اور بخارا وغیرہ کا سفر کیا تہا اون لوگون نے مجہہ سے صاف صاف بیان کیا

کہ روس ظالم سے نہین بلکہ سخت اظلم ہے اوسکی عملداری مین طرح طرح کا جور و ستم ہے اگر

اور باتون کو جانے دو تو صرف یہی ایک امر کیا کچھہ کم ہے کہ وہان نہ کوئی قانون ہے نہ آئین

اختیار اور حاکم کے اختیار کی قدر ہے جبر جو چاہین ہندی حاکم جو جی مین آئے بجا
کرے وہی تجویز اور حکم نافذ ہے اپیل کا محکمہ سرے ہی سے ندارد بھلا ایسی حالت مین
کسیکو انصاف اور دادرسی کی کیا امید ہوسکتی ہے اور کوئی منصف مزاج انصاف پسند
ایسی حکومت کو کیونکر پسند کرسکتا ہے جہانتک مجھہ کو علم ہے ہندوستان کی رعایا اوس سے
بیحد ناخوش اور بے انتہا ناراض ہے اور اوسکو بہت بڑا ظالم خونخوار جانتے ہین اور اوسکے
اونکو طبعی نفرت ہے اور بیشک جناب ملکہ معظمہ قیصر ہند دام اقبالہا کی رعایا کو جو اونکی زمانے مین
سے راحت مین بسر کررہی ہے ایسے ستمگار جفاکار سے ضرور نہ صرف کراہت و نفرت بلکہ
بغض وعداوت ہونا لازم ہے علاوہ اسکے اوسکے پاس روپیہ نہین اوسکے افسر فوج اپنے
کام مین عمدہ نہین اوسکا توپخانہ ناقص ہے اوسکو قوت موج بحری نہایت کم ہے پس ایسی
حالت مین اگر عزم ہندوستان ہے تو دلیل تباہی و بداقبالی روس ہے مثل مشہور ہے
کہ جب چیونٹی کو پر لگتے ہین تو موجب اوسکی ہلاکت کا ہوتے ہین اور اگر عزم ہندوستان
نہین بلکہ یہہ لفظ گفتنی ہے اور راست و چپ قصد ملک گیری ہے تو بجا و درست بخارا
جانے اور روس چین جانے اور روس تاتار جانے روس جانے علی ہذا **ثانیاً**
لکھنو کی ضبطی جسپر بعض لوگ ہماری گورنمنٹ کو الزام لگائے جاتے ہین چنانچہ ایک معزز
آدمی نے جو بمبئی کے علاقہ کا رہنے والا تھا جہاز پر والیسی کیوقت مجھہ سے اسی قسم کی باتین کی
تہین مینے اونکو جواب دیا کہ عرصہ گذرا جو مجھہ سے اور ڈپٹی سید محمد حسین صاحب مرحوم
سے جنکا مذہب امامیہ تھا اور سندیلہ کے رئیس تھے اس باب مین گفتگو ہوئی تھی اوسکو
سنلو پھر جو تمہاری رائے ہو بیان کرو **سوال** نواب شجاع الدولہ کے بعد جو نواب آصف الدولہ

بادشاہ و نصیر الدین حیدر بادشاہ محمد علی شاہ امجد علی شاہ کو ملا کے سیرت پابند شرع
تھی پرہیزگار تہجد گزار ستھے واجد علی شاہ اودھ کے حاکم ہوسے اونکو فوجی قوت تہی -
جواب فوجی قوت تو کسی ایک مین بہی نہ تھی - **سوال** اگر سرکار دولتمدار بیرونی دشمنون
کی روک نہ کرتی تو کیا ہوتا **جواب** ضرور نیپال کا راجہ یا کوئی اور بلکہ انہین کی رعایا مین سے
کوئی زبردست ملک اودہ کو چہین لیتا **سوال** نواب سعادت علی خان کے سوا کسی اور مین
تحصیل مالگذاری اور انتظام ملک کی بہی عقل یا لیاقت تہی **جواب** نہین **سوال**
اگر سرکار دولتمدار ہمین مددگار رہوتی تو کیا ہوتا **جواب** غدر رہوتا اور ایک حبہ وصول
نہ ہوتا **سوال** اگر تم ہندوستان کے بادشاہ ہوتے تو کیا کرتے **جواب** مین تو بعد
انتقال نواب شجاع الدولہ کے ضرور سارا ملک ضبط کر لیتا **سوال** آپکے نزدیک نواب آصف الدولہ
کے وفات سے واجد علی شاہ کے وقت تک کسکی مہربانی سے ملک ضبطی سے محفوظ رہا تہا
جواب بیشک صاحبان انگریز بہادر کی مہربانی سے **سوال** ایسی مہربانی کبتک
ہونی چاہتے تہی **جواب** ضرور اودہ کے بادشاہون مین سلطنت کی قابلیت نہین تہی
لیکن جس طرح سرکار نے پہلے رعایت کر کر اونکی حکومت کو قائم رکہا تہا آیندہ بہی یہی مناسب
تہا **سوال** تم ملک اودہ کے رہنے والے ہو اور تمہارا مذہب بہی شیعہ ہے بہلا اگر تمہارا
اختیار ہوتا تو ایسی حالت مین کبتک رعایت کا سلسلہ جاری رکہتے اور قطع نہ کرتے -
جواب مین تو کچہ بہی رعایت نکرتا اور اگر ہم مذہبی اور ہموطنی کا پاس کرتا بہی تو کہین
اتنی مدت تک جتنا سرکار نے صرف عنایت و مہربانی سے لحاظ کیا **سوال** اس صورت
مین ایسی رعایت کے جو خود نہین کر سکتے سرکار انگلشیہ سے کیونکر خواستگار ہو **جواب**

آپ کہتے ہین وہی صحیح و درست ہے بھلا ایسون کو سرکار کہانتک بتاہے جاتی - یہہ باتین

سنکر بمبئی کے صاحب کہنے لگے کہ ہماری سرکار دولتمدار نے حد سے زیادہ درگذر کی آیندہ

ناب آخر ناچار ہو کر ایسا کیا -

اذان - احقر العباد مقام کاظمین سامرہ کربلاے معلی نجف اشرف و جبل

عتیب حلہ وغیرہ مین اپنے کانون سے سن آیا کہ شیعہ مذہب کے لوگ بے تکلف اذان مین

اشہد ان امیر المومنین و امام المتقین و یعسوب الدین علیا ولی اللہ

وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلا فصل کہتے ہین چنانچہ منشی بشارت علی صاحب آگرہ

کے رہنے والے (جو زیارات کے سفر مین ہمارے ہمسفر تھے اور برابر یہی بات کہتے تھے کہ

گورنمنٹ انگلشیہ کی عملداری مین درستی سڑک آہن راہ ریل آسائش وغیرہ وغیرہ ایسی ہی

جسکے سبب سے ہمکو اپنی گورنمنٹ کا کمال درجہ ممنون رہنا چاہیے اور جسقدر دولت عثمانیہ کی

بدانتظامی ظلم خرابی راہ وغیرہ کی دیکھتے تھے اور تکلیف اوٹھاتے تھے اوسیقدر

ہندوستان کی خوبیان یاد کر کر دولت عثمانیہ سے نفرت کرتے تھے فی الواقع جنگی کی

سختی اور قرنطینہ کی شدائد تو معاذ اللہ معاذ اللہ ایسے ہین جسکی برداشت انسان سے

دشوار ہی) جابجا وہ کلمہ اذان مین شامل پاکر کہنے لگے کہ اس باب مین تو دولت عثمانیہ کو

فوقیت ہی کیونکہ خود شاہ ترکی اہلسنت کا مذہب کہتے ہین با این ہمہ اس کلمہ کی روک ٹوک

نہین ہندوستان مین تو ایسے کلمہ کی بابت ہر روز کہین نہ کہین تازہ مقدمہ برپا رہتا ہی

مینے کہا کہ ہندوستان مین اس کلمہ پر کون جھگڑا اور فساد برپا کرتا ہے کہا اہلسنت

وجماعت مینے پوچھا کہ پھر کسکا قصور ہے جواب دیا کہ بیشک اہلسنت کا قصور ہے

لیکن حکام عالی مقام کو تحقیق حال کر کے انصاف کرنا پر ضرور ہے - پھر مینے انکو

سمجھایا کہ اگر شیعہ اچھی طرح سے حکام کے نزدیک ثابت کردین کہ یہہ کلمہ مذہب اہلسنت
کی توہین نہین ورنہ سلطان روم باوجود سنی ہونے کے کیون اپنی قلمرو مین جاری
رکھتے اور جناب کانسل صاحب بغداد کی معرفت دریافت کراکے اونکی رپورٹ بہی مقدمہ مین
شامل کرادین تو حکام انگریزی اہلسنت کے استغاثہ کو خارج کردین بلکہ آیندہ کے لئے
ایسے دعوی کے دائر کرنے کی ممانعت اور اوسکی قابل سماعت عدالت نہونے کی شہرت ہوجا
شیعہ جو اس بارہ مین کوشش نہین کرتے یہہ انکی کوتاہی ہے رہی یہہ بات کہ حکام والامقام
خود بغداد وغیرہ سے تحقیق کرکر انصاف فرماتین یہہ اونکی خوشی ہے ۔ یہہ سنکر میر بشارت علی نے
کہا کہ اور نہین تو حکام انگریزی کی غفلت تو ضرور ثابت ہوتی ہے کہ جس کلمہ کو سلطان ترکی
اور اونکے پاشا اور ملک وفوج کے افسر جو مقامات مذکورہ مین متعین ہین باوصف سنی ہونے کے
خوشی سے جائز اور روا سمجھین ہمارے بیدار مغز حاکم اوسکی اصلیت سے غافل ہون اسکے جواب
مین مین بہی خاموش ہورہا ۔

مخفی نرہے کہ اجزاے اذان بموجب معمول مذہب شیعہ بتفصیل ذیل ہین چارمرتبہ
اَللّٰہُ اَکْبَرْ یعنی اللہ سب سے زیادہ بزرگ اور بڑا ہے ۔ دومرتبہ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
یعنی مین گواہی دیتا ہون کہ کوئی معبود برحق سواے اللہ کے نہین ہے یہہ شہادت
اون مذاہب کے خلاف ہے جو سواے اللہ کے اور کو بہی معبود اپنا جانتے ہین اور دیگر
چیزون کی پرستش کرتے ہین ۔ دومرتبہ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰہِ یعنے
گواہی دیتا ہون کہ محمد رسول اللہ ہین یہہ گواہی خلاف ہے اون مذاہب کے جو محمد صلعم کو
رسول اللہ نہین جانتے مگر بوجہ اسکے کہ اذان کہنے والا اپنے عقیدہ کا اظہار کرتا ہے
نہ دوسرے کی مذمت لہذا عیسائی و ہنود اس کلمہ سے برا نہین مانتے ہین ۔ دومرتبہ

اَشْهَدُ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِمَامَ الْمُتَّقِیْنَ عَلِیًّا وَلِیُّ اللّٰہِ وَوَصِیُّ رَسُوْلِ

اللّٰہِ وَخَلِیْفَتُہٗ بِلَا فَصْلٍ یعنی مین گواہی دیتا ہون کہ مومنون کے سردار اور پرہیزگارون کے

پیشوا حضرت علی خدا کے ولی ہین اور رسول خدا کے وصی اور انکے بلا فصل خلیفہ ہین۔

پس جن مذاہب کے آدمی علی کو سردار مومنین و امام متقین یا ولی اللہ اور وصی رسول اللہ

اور خلیفہ رسول بلا فصل نہین جانتے یہہ شہادت انکے خلاف ہے لاکن موذن صرف اپنے

عقیدہ کا اظہار کرتا ہے کسی اور کی مذمت نہین کرتا ہے جس طرح دو شہادت سابقہ مین

بیان ہوا پس اس شہادت کے جزو پر یا کل شہادت پر تنازع کرنا اہل سنت وجماعت یا

دوسرے مذہب والون کا بیجا ہے۔ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ و

دو مرتبہ حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلِ جسکے معنی یہہ ہین کہ نماز کیواسطے اور فلاح و خیر کے

واسطے آؤ اور دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور دو مرتبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ الحاصل شیعہ

مذہب کی اذان پر اہل سنت وجماعت کو تنازع کرنا سراسر ناروا ہے۔

رابعًا تعزیہ داری

ہندوستان مین سنی شیعہ ہندو تعزیہ بناتے ہین اور مجلسین کرتے ہین یہہ کام شیعہ

مذہب کے ساتھہ مخصوص نہین لیکن افسوس ہے کہ اکثر حکام عالی مقام ایسی سخت غلطی مین

ہین کہ ہر مسلمان تعزیہ دار کو شیعہ جانتے ہین اور جہان کہین محرم مین کچھہ فساد ہوتا ہے

اوسکو شیعون کی طرف منسوب کرتے ہین حال آنکہ اکثر جگہہ شیعہ نام کو بھی شریک

نہین ہوتے چنانچہ نجیب آباد مین ایک بھی شیعہ نہین شاہجہانپور مین وہان کے

رہنے والے پانچ چھہ آدمی شیعہ ہونگے باقی سب اہلسنت وجماعت۔ بریلی مین غالبًا

سو ڈیڑھ سو آدمی شیعہ ہونگے۔ پیلی بہیت مین پانچ سات آدمی اس مذہب کے ہونگے

اور لکھنو اور جونپور مین گو شیعہ مذہب کے لوگ اور جگہ کی نسبت زیادہ ہین مگر سنیون سی
ان دونون مقامون مین بہی کئی درجہ کم ہین اس معاملہ مین صاحبان انگریز بہادر
جو ملک کے بالفعل منتظم ہین اونکی خدمت مین دو التماس ہین ایک تو یہہ کہ صرف
تعزیہ داری کی وجہ سے ہر مسلمان تعزیہ دار کو شیعہ خیال نہ فرماوین - دوسرے یہہ کہ جس کا
قصور ہو اوسیکو خطاوار اور ملزم قرار دین ایک شیعہ کے قصور سے دوسرے ناکردہ گناہ شیعہ
کو یا تمام شیعون کو قصوروار نہ ٹہرائین -

مئی سنہ ۱۸۵۷ء مین احقر شاہجہانپور کمشنری بریلی مین حضور تحصیل کا تحصیلدار تہا کہ غدر
ہو گیا اور قریب قریب تمام روہیلکھنڈ کے کیا ہندو کیا شیعہ کیا سنی باغی ہو گئے لیکن
مین اثنائے غدر مین میرٹھ کو خدمت مین جناب ولیم صاحب بہادر کمشنر کی اور مظفر نگر کو
خدمت مین مسٹر رادرکہ بکنجی اڈورس صاحب بہادر کلکٹر کی اور روڑکی ضلع سہارنپور
بخدمت جناب مسٹر الگزنڈر شکسپیر صاحب بہادر کلکٹر بجنور کمشنری بریلی گیا اور ان مقامون
مین صاحبان عالیشان کی خدمت مین حاضر رہا مگر کسی نے مجہہ سے روہیلکھنڈ کی
سکونت کے سبب سے یا مسلمان ہونے کی وجہ سے کسی طرحکا مواخذہ نہین کیا تو جس طرح غدر
سے پہلے مجہکو اطمینان تہا کہ ہمارے حکام کسی ناکردہ گناہ کو نہین پکڑینگے تو غدر مین یہہ کیفیت
دیکہکر اوس سے کہین زیادہ اعتماد ہو گیا اور جہان کہین اسکے خلاف ظہور مین آیا حقیقت
مین اوسکے مرتکب ہندوستانی حضرات ہین جنہون نے خود غرضی سے جہوٹی گواہیان
دیکر بیقصورون کو حاکمون کے نزدیک قصوروار ثابت کر دیا -

خاصکر عیسائیون اور موسائیون کا کہانا کہانا لباس پہننا طرز معاشرت اختیار
کرنا اس مسئلہ مین اہلسنت کے عالمون نے باہم اختلاف کیا ہے بعضے جائز کہتے ہین

ہین نہایت شرح و بسط سے ذکر کیا ہے اور بعضے نا جائز جانتے ہین اور جائز ہونے

کی وجہین جناب مولوی سید امداد العلی صاحب سی ایس آئی نے اپنی کتاب امداد الاحقہ آ

ہین کمال وضاحت و صراحت کے ساتھ تحریر کی ہین جسکو دونون قولون کی دلیلین دیکھنے

کا شوق ہو ان دونون کتابون کو ملاحظہ کرے ایک شخص نے کئی سوال علمائے اہلسنت سے

اسکو پوچھے تھے مناسب مقام سمجہ کر مع جواب مولوی عبد الحی صاحب لکھنوی کے نقل

کئے جاتے ہین۔

کیا فرماتے ہین علماے دین اور مفتیان شرع متین او لا حدیث من تشبہ بقوم فھو منھم اقسام حدیث سے کس قسم کی ہے اور تشبہ سے کیا مراد ہے۔ **ثانیاً** اگر کوئی کوٹھی بناوے اور اوسکو شیشہ آلات اور میز اور کرسی اور کوچ وغیرہ سے مرتب کرے آیا تشبہ ہوگا **ثالثاً** انگریزی چھتری اور گھڑی لگانا اور انگریزی جوتا پہننا آیا تشبہ مین داخل ہے **رابعاً** فوج اور پولیس کے ملازم جو انگریزی لباس وغیرہ استعمال کرتے ہین آیا یہ تشبہ مین شامل ہے **خامساً** چھری کانٹے سے کھانا آیا تشبہ ہے۔ **سادساً** انگریزی لباس پتلون وغیرہ پہننا آیا تشبہ مین شامل ہے **سابعاً** تشبہ سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے یا صرف گنہگار ہوتا ہے۔

جواب

ھو المصوب۔ حدیث من تشبہ بقوم سنن ابو داؤد وغیرہ مین مروی ہے اور قابل احتجاج ہے اور مراد منہم سے تہدید و مبالغہ ہے نہ یہ کہ انسان تشبہ کفار سے کافر ہو جاوے غرض یہ ہے کہ جو کفار سے تشبہ کریگا وہ ہمارے طریقہ سے باہر ہے اسیوجہ سے فقہا تشبہ کو

ہو اور کفار کے ساتھ مخصوص ہو اوسکو اختیار کرنا لباس مین ہو یا اکل و شرب مین - حدیث
ابوداؤد مین یہہ جو وارد ہے کہ آنحضرت صلعم نے گوشت کو چہری سے کاٹ کے کہانے کو منع
فرمایا اور کہا کہ یہہ طریقہ اعاجم کا ہے بناؤ علی ہذا انگریزی جوتا کوٹ پتلون وغیرہ کا استعمال
چہری کانٹے سے کہانا اور مثل اسکی جو ہمارے بلاد مین طریقہ خاصہ نصاری کا ہی بالضرور داخل
تشبہ ہوگا ملازمان فوج کا لباس بہی داخل تشبہ ہی صرف کوٹھی کو سامان انگریزی سے زیب
دینا بدون اسکے کہ نشست برخاست وغیرہ مین طریقہ نصاری اختیار کرے داخل تشبہ نہین
ہے ایسے ہی استعمال اون چیزون کا جنکا استعمال طریقہ خاصہ نصاری نہین سمجہا جاتا ہے
واللہ اعلم - حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابو الحسنات محمد عبد الحی تجاوز
اللہ عن ذنبہ الجلی و الخفی -

اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اور قاری عبد الرحمن صاحب پانی پتی نے جو کچہ ان
سوالون کے جواب مین لکہا ہے وہ بہی اسیکے قریب ہی اور جس طرح یہ مسئلہ اہلسنت
کے درمیان اختلافی ہے اسیطرح شیعہ امامیہ کے یہان بہی اسمین اختلاف ہے - طعام اہل
کتاب کی نسبت شیعہ مجتہدون کے کئی فتوے چہاپہ ہوکر شائع ہو چکے ہین جسکا دل چاہے
اونکو دیکہے اور لباس کی بابت مجتہد کربلاے معلے جناب شیخ زین العابدین دام ظلہ العالی کا
فتوی جو کتاب ذخیرۃ المعاد مین مندرج ہے یہہ ہے - **سوال** پوشیدن لباسے کہ
رواج آن درمیان عیسائیان و موسائیان باشد مثل کلاہے کہ نصاری می پوشند جائز است
یا نہ **جواب** جائز ست ولکن تشبہ با دشمنان خوب نیست لقولہ من تشبہ بقوم فہو
منہم یعنی انگریزی لباس اور اسیطرح اور مذہب والون کا مخصوص لباس مسلمانون کو پہننا جائز

روا ہے اگر کوئی شخص پہنیگا تو نہ شعار رہیگا نہ اوسکی مذمت کیجاویگی لیکن ہم
پسندیدہ نہین۔ مختصر یہہ ہے کہ تشبہ مین خوبی نہین پہر کیا ضرورت ہے کہ کوئی
عاقبت اندیش ایسے امر کو اختیار کرے جو اوسکے مذہب کی راہ سے تو خوب نہو
اور حکام والا مقام بہی اوسکو ناپسند فرماتے ہون یہی وجہ ہے ہمیشہ نور چشم
محمد علی خان سلمہ کو لباس انگریزی کے استعمال سے منع کرتا رہا اور منع کرتا رہتا ہون
علیگڈھ کے مدرسۃ العلوم کا اور سر سید احمد خان صاحب کی صحبت کا اور انگلستان
مین رہنے کا ایسا اثر ہوگیا ہے کہ میری نصیحت تاثیر نہین کرتی حق تعالی اثر بخشے ۔
سا ونسا نیشنل کانگریس اس جلسے لئے آجکل ہندوستان مین بہت شور وغوغا مچا
رکہا ہے ۔ مین جس قدر اس رسالہ مین تحریر کرتا ہون اوس سے میرا مطلب پولیٹکل
معاملات مین مداخلت کرنیکا نہین ہے بلکہ مین جس قدر اپنے مذہب شیعہ سے تعلق
خیال کرتا ہون لکہتا ہون ہماری گورنمنٹ جو ہمارے حال پر بحد پرورش کرنیوالی ہے
ہمکو ایسی ناچاری کی مداخلت سے معاف رکہیگی مجہہ کو جہانتک معلوم ہے نیشنل کانگریس
اسی لئے ہے کہ ہندوستانیون کو آیندہ بڑے بڑے عہدے زیادہ ملین اور وضع
قانون کی کونسل وغیرہ مین بہی انکے راے لیجاوے ۔ پہلے اس سے کہ خاص نیشنل
کانگریس کی نسبت کچہہ بیان کرون سنہ ۱۸۵۷ع کے غدر کا مختصر حال جو مجہہ کو معلوم ہے
گذارش کرتا ہون مین تو مئی سنہ ۱۸۵۷ع مین خاص حضور تحصیل شاہجہان پور کا
تحصیلدار تہا دوسو روپیہ کی تنخواہ تہی ۔ مین امروہہ ضلع مرادآباد کا رہنے والا ہون
چنانچہ امروہہ مین سید گلزار علی شیعہ مذہب اور شیخ مہربان علی خان اہل سنت و
جماعت نے (یہہ دونون سر غنہ تہے) مع ایک گروہ باغیون کے تہانہ پر جا کر

وہان آگ لگادی اور داروغہ سید بدر علی صاحب کو (جو اعلی درجہ کے نیک اور
مقدس ہستے) مار ڈالا اور تحصیل مین جاکر دفتر کو خراب کردیا اور خزانہ لوٹ لیا یہہ بات
مشہور ہے کہ چودہ توڑے تھے تیرہ توڑے تو ایک ایک کرکر لوگ لیگئے جب ایک توڑا
رہگیا اوسکو گلزار علی نے تلوار سے کاٹ دیا کہ سب لوگ کچھہ کچھہ لوٹ لین سو یہہ فعل
گلزار علی کا مخلوق کو گرویدہ کرلینے کے لیئے تہا نہ کسی اور غرض سے یعنی از قبیل
ترک الدنیا للدنیا تہا پہر یہہ سب قافلہ کو لیکر بلکہ دیہات کے بہت سے آدمی اپنے
ہمراہ کرکر دہلی کو روانہ ہوئے جب وہان پہونچے تو ابو ظفر (جو اوسوقت بادشاہ
کہلاتے تہے) انکے ساتھہ بہت تعظیم و تکریم کے ساتھہ پیش آئے اس لیئے کہ یہہ
وہ لوگ تہے جنہون نے بعد غدر فوج میرٹھہ رعایا مین سب سے پہلے غدر کی
بنیاد ڈالی تہی مگر چند روز کے بعد ابو ظفر نے سر دربار کہا کہ ہمکو نہر صاف کرنا ہے کسینے
اسکا مطلب نہ سمجہا پہر آپ ہی کہا کہ اسکا مطلب تم لوگون کی سمجہہ مین آیا حاضرین نے
کہا نہین تب اس طرح تشریح بیان کی کہ ن سے نصاری مراد ہین ھ سے
ہندو ر سے رافضی ـ جب یہہ نہر صاف ہو جائیگی تب ہندوستان پاک ہوگا ـ
سید گلزار علی نے جسکا مذہب شیعہ تہا اوسی دن وہان سے کوچ کردیا اور اپنے
جلسہ کے سامنے کہا کہ ایسی جگہ خدا کا عذاب جلد تر نازل ہوگا اس لیئے کہ یہہ شخص
جس رسول مقبول کی آپ کو امت بتاتا ہے اونہین کی اولاد پر ظلم کرنا چاہتا ہے
کیونکہ شیعہ مذہب کثرت سے تو سادات ہی ہین اب یہان رہنے کا کیا لطف ہے
اور سید گلزار علی اپنا منہ پیٹتا تہا کہ مجہہ سے کیون خطا ہوئی مجہہ کو مناسب تہا کہ مین
جناب مسٹر ولسن صاحب بہادر کے ہمرکاب ہوتا دین کا لطف اوٹہاتا دنیا کا مزہ پاتا

کسی اور سعی و سفارش کی مجال ہوئی آخر گلزار علی نیپال کے نیچے کسی لڑائی میں مارا گیا
اسیطرح حمید اللہ شاہ (جو بمقام پوایان ضلع شاہجہان پور مارا گیا اور اوسکے سر کی
بابت وہان کے راجہ صاحب کو پچاس ہزار روپیہ کا انعام دیا گیا) محمدی وغیرہ مقامات
مین کہتا تھا کہ ہمکو راہ صاف کرنا ہے کسی نے پوچھا کہ اس سے کیا مراد ہے تو جواب
دیا کہ رستے رافضی۔ آسے انگریز ہ سے ہندو مراد ہین جب یہ تینون صاف
ہو جاینگے تب دین قائم ہوگا۔ اور اسی حمید اللہ شاہ نے شیعہ مذہب کے کئی شخصون کو
جو وجیہ اور ممتاز رہتے اور حقیقت مین باغی ہی تھے مذہبی عداوت سے انگریز
بہادر سے سازش رکھنے کا الزام لگا کر قتل کر ڈالا۔ اور ضلع بجنور مین تو باہم
ہندو و مسلمانون کے ایام غدر مین ایسی سخت عداوت تھی کہ معاذ اللہ منہا۔ ایک کا
دوسرے پر جہان قابو چلتا بے تامل مار ڈالتا تھا۔ اور ایک راجہ صاحب رئیس
ضلع مراد آباد سے میری دوستی اور قدیمی رسم تھی مینے اکثر عرائض خدمت مین
انگلنڈ صاحب بہادر کمشنر بریلی کے راجہ صاحب کی معرفت نینی تال کو روانہ کین اور
راجہ صاحب نے اپنی تحریر سے مجھکو مطمئن کر دیا کہ نینی تال کو روانہ ہو گئین مگر رفع
غدر کے بعد ان عرائض کا پتا نہ ملا سبب اسکا صرف یہہ ہی تھا کہ ہندو و توقیر مسلمان
بحضور حکام نہین چاہتے تھے باقی جس قدر عرائض اور طریقہ سے بھیجی تھین وہ
سب پہونچین اور خدمت مین جناب منی صاحب بہادر کلکٹر شاہجہان پور کے موصول
ہو گئین اب خیال کرنا چاہیے کہ بفرض محال اگر نیشنل کانگرس سے کچھ فائدہ بھی
ہوگا تو ہندؤن کو یا سنیون کو بہرحال شیعون کو کیا امید ہے۔ شیعہ بہت تھوڑے ہین

... کہ کسیکا دست تعدی
دوسرے پر دراز نہونے پائے اور اورون کو انکے دبانے کا موقع نہ ملے
شیعون کو ضرور ہے کہ پہلے علوم دین حاصل کرین کہ اپنے دین مین پختہ
رہین پہر انگریزی اتنی پڑہ لین جسکے نوکری یا تجارت وغیرہ کے لئے
ضرورت ہو زیادہ پڑہنے کا اوس شخص کو اختیار ہے جو تکمیل نفس کے
لئے علم کا شوق رکہتا ہے نہ جلب منفعت کے لئے کیونکہ اس صورت مین ناحق
مال برباد ہوگا اور اولاد کی خودسری کا بہی قوی احتمال ہے۔

المختصر اگر یہہ کانگریس مسلمانون کے لئے مضر ہے تو شیعون کیواسطے مہلک ہے۔
کیا ہمکو پہلے مسلمان بادشاہون اور افغانون کا زمانہ بہول گیا ہے کو عالمگیر کے
وقت کا رافضی لقب اور تکفیر کے فتوے یاد نہیں کیا ہندو ہمکو سنیون سے جدا
سمجہکر ہمارے ساتہہ کوئی سلوک کرینگے حاشا ثم حاشا۔

پس تمہارے واسطے تو یہی بہتر ہے کہ اپنے بادشاہ کے تابع رہو اور دل سے
اوسکی فرمانبرداری کرو۔ یہہ خاکسار بلکہ میرے والد بزرگوار سرکار انگریز بہادر
کے نمک پروردہ ہین اور صاحبان انگریز بہادر نے جس قدر میرے ساتہہ سلوک
کئے ہین مین کبہی اونکو فراموش نہین کر سکتا۔ اور پانچ حکام والا مقام مسٹر رابرٹ
کارڈک صاحب بہادر۔ الگزنڈر سکیپر صاحب بہادر رادر کہہ مکنجی ودرس صاحب
بہادر مارڈانٹ مرکنش صاحب بہادر جارج الیٹ والٹسن صاحب بہادر کے مجہپر
اسقدر احسانات ہین کہ

اگر ہر موی من گردد زبانے		از و رانم بہر یک داستانے

یہ حکام والاانتظام نہایت حلیم نیک مزاج فیض رسان قدردان تہے بے تکلف
احسان کا نقش دل پر منقوش کردیتے تہے اور یہ انہین کا خاصہ تہا مین
تو برملا کہتا ہون کہ ان پانچون صاحبون کے احسانات اور توجہات میرے
اوپر مثل والد بزرگوار کی تہے اور مین تہ دل سے انکا شکر گذار ہون باقی
اور حکام کے احسانات سے بہی مجھکو فراموشی نہین ہے لیکن چونکہ ان +
پانچون کا پایہ نہایت درجہ بلند تہا کہ انہون نے میرے ساتہہ حاکمی اور
محکومی کا برتاو نہین کیا بلکہ اپنے عزیز و اقارب کی طرح مجہپر نظر
عاطفت مبذول فرماتے رہے اسلئے مینے اونکا خاص طرح
ذکر کیا ہے ورنہ باعتبار حاکمی و محکومی و حسن سلوک کے
مین تمام حکام کا ثنا خوان ہون ۔ الحاصل کسی انگریز
بہادر سے مینے کوئی نقصان نہین پایا اگر کسی
سے کچہہ کمی یا غلطی ہوئی اوسکا سبب بہی
ہندوستانی بزرگوار ہوئے ہین مین
اپنے اوسی خلوص پر مستحکم ہون
اور اپنے عزیزون و دوستون
کو بہی تعلیم کرتا ہون
حق تعالی توفیق
دے کہ سب شیوہ میرے کہنے پر عمل کرین
احقر العباد کی حسن خدمت کا حال نقول سارٹیفکٹ سے واضح ہوگا کہ شامل ہذا ہین ۔ +

عرضداشت

عرضداشت بخدمت جناب مستطاب ویسرائے بہادر دام اقبالہ بخوبی واضح و
روشن ہے کہ شیعہ مذہب کے آدمی ہندوستان مین بہت قلیل ہین بدین
تفصیل ہنود بیست کروڑ ۔ سنی چار کروڑ پچاسی لاکھ ۔ شیعہ پندرہ لاکھ ۔
مگر یہہ پندرہ لاکھ قریب کل کے شریف اور عالی خاندان ہین لاکن پڑھنے
لکھنے کی طرف سے جیسا کہ انکو چاہیئے بے سروسامان ہین پس جسقدر ہمارا یعنی
شیعون کا وقف ہے اور سرکار دولتمدار انگلشیہ کی سپرد ہے اوسکو سرکار صرف
شیعون کی تعلیم مین صرف کرے ہمارے وقفی روپیہ کو ہندون اور اہل سنت
وجماعت کی تعلیم مین صرف نہ کرے کیونکہ ہمارا روپیہ ہے اور ہمکو ضرورت شدید
ہے صرف شیعون کو اوس سے وظیفہ عطا فرمائے اور جابجا شیعون کی تعلیم کے
واسطے مدرسے مقرر کرے تاکہ شیعہ دینی و دنیوی تعلیم مین کمال حاصل کرکے سرکار
کے اعلی درجہ کے خیرخواہ اور عمدہ کارگذار ہون اگر ہمارے روپیہ سے دوسرون
کو وظیفہ ملے اور ہم محروم رہیے تو ہمکو موجب شکایت ہے اور یہہ شکایت واجبی
ہے ہماری گورنمنٹ خود توجہ فرماکر ہماری دستگیری کرے اور سبکو معلوم
ہے کہ شیعون کے اوقاف تعلیم جو بقبضہ سرکار دولتمدار ہین بہت زیادہ ہین
جیسے وقف محسنی بنگالہ وقف نواب فضل علی خان دہلی وغیرہ وغیرہ ۔ اور بہ نسبت
دیگر مذاہب کے شیعہ مذہب کے آدمی کمتر اوس سے فیضیاب ہوتے ہین
بجہہ کو عدل و انصاف سرکار سے امید قوی ہے کہ ہماری عرضداشت پر
توجہ فرماویگی ٭ وقد تم هذا الکتاب بعون اللہ الملک الوهاب ٭

تمت

متعلق صفحہ ۱۶۴ سطر ۹ ﴿۵﴾

یعنی اس بات کو سنکر ابوبکر سخت حیران و پریشان ہوا اور خیال کیا کہ تمام اہتمام اور
جد و کد دعویٰ ہبہ کے رو کی بیفائدہ ہو گئی اور غرض اصلی ہاتھ سے چلی جھٹ پٹ ایک
حدیث بنا کر پیش کی کہ رسول خدا نے اسطرح کہا ہے انا معشر الانبیاء
لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہم جو گروہ انبیا ہیں ہم سے کوئی میراث نہیں پاتا جو کچھ
ہم چھوڑتے ہین وہ صدقہ ہوتا ہے۔ اس روایت کا موضوع ہونا کئی وجہوں سے ظاہر
ہی اولاً یہہ کہ تنہا ابوبکر ہی اسکا راوی ہی اور اوسکا ذاتی نفع اسمین آشکار ہی کیونکہ جب حضرت
رسولخدا کے وارث حضرت کا ترکہ نپائینگے تو خود بدولت خلافت کے ذریعہ سے اوسکو اپنے
تصرف مین لائینگے اور اپنی اتباع کو نفع پہنچائینگے اور صرف ابوبکر کا اس قول کو روایت کرنا اکابر اہلسنت نے بیان کیا ہے
دیکھو تاریخ الخلفاء سیوطی صواعق ابن حجر شرح مسلم عبد الحق وغیرہا ثانیاً یہہ روایت
اون آیتوں کے مخالف ہی جنسے صاف ظاہر ہے کہ پیغمبروں کے وارث اونکا ترکہ پاتے ہین
جیسے و ورث سلیمان داود یعنی جناب سلیمان حضرت داؤد کے وارث ہوے اور جو
روایت مخالف آیت ہو بیشبہ موضوع ہی ثالثاً یہہ روایت عموم آیہ یوصیکم اللہ فی
اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کے بھی مخالفت رکھتی ہی اس لئے کہ اس آیت مین
عام حکم ہی جو شامل ہی نبی اور غیر نبی کو کہ اولاد سبکا ترکہ پاتے ہین اور اسیوجہ سے جناب سیدہ نے
اس آیت کو اپنے دعوی کی سند ٹھرایا تھا دیکھو ازالۃ الخفاء رابعاً اگر حضرت رسولخدا یہہ روایت ارشاد
فرماتے تو بموجب آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے حضرت پر واجب تھا کہ پہلے اپنے
اقربا کو یہہ حکم سناتے تاکہ وہ حضرت کے متروکہ کے دعوی وراثت سے باز رہتے اور جب

... حضرت ... جناب سیدہ معصومہ اس روایت

کو قبول نہین کیا اور ابوبکر کو اس روایت مین ہرگز نہین سچا سمجھا چنانچہ جناب معصومہ کا ابوبکر پر

روایت کے پیش کرنے سے غضبناک ہونا اور تا وقت وفات آزردہ رہنا جو صحیح بخاری و صحیح مسلم مین ہی مذکور

ہی اس امر کی صریح دلیل ہی شیخ عبد الحق دہلوی نے ترجمہ مشکوۃ مین لکھا ہی و مشکل‌تر ازین قصہ فاطمہ نیز ہست

زیرا کہ اگر گوئیم وی جاہل بود باین سنت مستبعد است و اگر الزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد او را استماع

این حدیث از آنحضرت مشکل‌تر میشود کہ بعد از استماع این حدیث از ابوبکر و شہادت صحابہ چرا قبول

نکرد و در غضب آمد و اگر غضب پیش از استماع حدیث بود چرا برنگشت از غضب تا اینکہ با متداد کشید تا زندہ

ماند مہاجرت کرد ابوبکر را ۔ سادساً جناب امیر المومنین علی مرتضیٰ نے بھی اس روایت کو تسلیم نہین کیا چنانچہ

کنز العمال مین جو معتبر کتاب اہلسنت کی ہی لکھا ہی کہ جب جناب معصومہ اور حضرت عباس اپنی میراث مانگنے کو

ابوبکر کے پاس گئے تو حضرت امیر بھی انکے ہمراہ تھے ابوبکر نے جسوقت یہہ روایت پیش کی تو حضرت امیر نے

فرمایا کہ قرآن مجید مین و ورث سلیمان داؤد اور حضرت زکریا کا قول یرثنی و یرث من آل یعقوب

مذکور ہی جس سے بخوبی ثابت ہی کہ انبیا کے وارث انکی میراث لیتے ہین ۔ سابعاً جناب عباس نے جو رسول

مختار صلعم کے نامدار اور اہلسنت کے نزدیک حضرت کے ترکہ کے بھی حقدار تھے اس روایت کو نہین مانا بلکہ ان

بزرگوار اور جناب حیدر کرار نے ہمیشہ پہلے ابوبکر کو اس روایت کے پیش کرنے پر اور اوسکے موافق عمل مین

لانے پر کاذب آثم غادر خائن یقین جانا اور پھر عمر کو اسی روایت پر عمل کرنے کی وجہ سے انہین اوصاف

سے موصوف اعتقاد کیا چنانچہ یہہ بات خود عمر کے قول سے جو صحیح مسلم مین منقول ہی بخوبی تمام واضح ہی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۷	اعبداللہ	عبداللہ
۴	۳	خلَقٌ	خُلُقٌ
″	۴	عَلَقٌ	عَلَقٌ
۷	۱۸	سفیرالیشار	سفرالیشار
۹	۵	کو	کے
″	″	کردی	کردئے
″	۱۶	عزیز	عُزیر
″	۱۹	اوسمین	اونمین
۱۲	۶	چیکلی	چکلے
″	۸	جڑی	جڑے
″	۹	ہوتی	ہوتے
″	۱۹	حلائق	خلائق
۱۶	۵	اصلاح	اصطباغ
″	۹	آنگے	آئینگے
″	۱۶	بجے	بجی
۱۷	۸	شاہزادے	شاہزادی
″	۱۶	ائمہ	ائمہ
۱۸	۶	دارہ	دائرہ
″	۸	تُوُمَرْ	تُوُمَرْ
″	″	غام	عام
۲۰	۶	کلیفین	کلیفین
۲۵	۳	لنوجدہ	لنوخدہ
″	۴	داباؤنا	واباتنا
″	۱۲	جغر	جعفر
۲۶	۱۸	اسکا	اوسکا
۲۸	۱۲	تنازلہ	تنازلہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۳	۱۲	بجزار	بہزار
۳۴	۱	ایلب	ایک
″	۱۳	ابوطاب	ابوطالب
″	۱۷	یکانگی	یگانگی
″	″	گیا	گیا
″	۱۹	بموجب	موجب
″	″	مجزاہ	فجزاہ
″	″	الجزاءُ	الجزاۂ
۳۶	۹	حوان	جوان
″	۱۲	بالبدبہہ	بالبداہۃ
″	۱۳	اوسکی	اوسکا
″	۱۶	جہوڑنے	چہوڑنے
۳۷	۱	محطان	قحطان
″	۲	ثقیفت	ثقیف
″	۴	وہ	کروہ
″	۱۳	شرقت	اشرقت
″	۱۴	غضبک	سخطک
″	″	الغتبی	العتبی
۳۸	۱	عاقیت	عافیت
″	۴	بسراللہ	بسم اللہ
″	۷	پیشاانی	پیشانی
۳۹	۱۹	سطم	سطم
۴۱	۲	ستعد	مستعد
″	۴	آبین	آئین
″	۱۱	اذونیشن	اذونیتین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
"	۱۵	دالا	ڈالا
"	۱۶	کڑدار	کردار
۴۲	۱۳	شجاعت	شجاعت
۴۳	۸	سیئے	لئے
۴۴	۱	درواده	دروازه
"	۱۴	خر	خبر
"	۱۹	نتیجے	نتیجہ
۴۵	۳	ریاست	رسالت
"	۱۴	اِخلاق	اخلاق
۴۶	۱	اللہ	للہ
۴۷	۷	یدعونہ	یدعونہ
"	۹	کے پناہ	کی پناہ
"	۱۴	معارج	معارج
"	۱۹	قریغہ	قریعہ
۴۸	۱	نضیر	نضیر
"	۱۸	طہراۃ	طہارۃ
۴۹	۱۶	بندۃ	بندہ
۵۰	۱۶	پاگیزہ	پاکیزہ
۵۱	۱۲	جو	تو
"	۱۹	بب	باب
۵۲	۵	اُتوا	اُتوا
"	۳	المنکرِ	المنکر
"	۱۸	اذیتین	اذیتین
۵۳	۴	آمان	امان
۵۵	۱	مکد	مکہ
"	۱	صلیم	صلعم
"	۱۴	[illegible]	صلعم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	۱۸	ہوسکے	ہوسکے
۵۶	۱۵	تو	تو
"	۱۶	عبدالعزیزنے	عبدالعزیز
۵۷	۸	نے	نے
"	۱۲	بخشیدیم	بخشیدیم
"	۱۵	ایشان	ایشان
"	۱۶	مخالفت	مخالفت
"	۱۷	ہست	است
"	۱۸	کیونکر	کیونکر
۵۸	۱	تکلیفین	مکلفین
"	۳	امر	اوامر
"	۶	نیز	پھر
"	۱۹	اپہی	اپنی
۵۹	۳	ین	بن
۶۰	۹	کے	سے
"	۱۰	فرمایین	فرمائین
"	۱۷	حادثہ	حارثہ
۶۱	۱	سے	کی
۶۲	۹	الدین	الذین
"	۱۱	مرضعاء	رحماء
"	۱۹	گے	گئے
۶۳	۸	زبانی	ربانی
"	۱۰	ذفع	دفع
۶۴	۱۶	وف	دفا
۶۵	۲	فرسے	فرقہ
"	۳	ین	بن
"	۱۴	دور	اور
۶۶	۳	دلبری	دلبری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
″	١٨	صنها	عنها
١٣٨	٢	امراد	اطراد
″	[illegible]	کما	لما
″	١٣	بجض	بعض
١٣٨	١٥	خرق	غرق
١٣٩	٣	ایان	امان
″	٦	اوسطے	اسلطے
″	١٥	لسنلو	لسنا
″	١٦	فیجعل اللعنة	فنجعل لعنة
″	١٧	افضل	فضل
″	″	لا	لما
″	١٨	صب	مشت
″	″	الاتیتم	الآیة
″	١٩	ني	في
١٤٠	٥	بهی	یهی
″	٦	ظرف	ظرف
″	١١	خیری	غیری
″	١٣	لاالحدیث	لاالحدیث
″	١٦	تو	کو
″	١٧	آمنو	امنوا
″	″	عملوالصالحات	عملوا الصالحات
١٤١	١٤	احادیت	احادیث
″	١٦	جبیل	جبل
١٤٢	″	ابو	ابو
١٤٣	٣	منه	منه
″	٩	العبنی	ابنی
″	١٤	بقول فیه	یقولوا فیه
″	٩	وها	وما
″	″	النافقین	المنافقین
″	١٠	بعضهم	ببعضهم
″	١٢	با	ما
″	١٥	فاطمه نطفقه	فاطمه بضعة
″	″	مابعضها	مایبضها
″	″	سیطنی مابسطها	یبسطنی مایبسطها
″	″	نسبتی	نسبی
″	١٦	سبی	سببی
″	١٧	لاکی	لاتی
١٤٥	١	البغضنی	ابغضنی
″	١٠	اشتد	اشتد
″	١٥	بعض	بغض
١٤٦	٢	ین	بین
″	٣	فاطمارید	فاذا ارید
″	٥	فاطمهم او	فاظلم او
″	٧	مرتد ہوجابگا	مرتد ہوجائیگا
″	٨	مری	میری
″	١٠	تعانے	تعالے اسلئے
″	″	ستنه	ستة
١٤٧	٢	سنا یسوین	ستا یسوین
″	٤	شیغون	شیعون
″	٦	تیغرقان	یفترقان